تحفہ سعید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔ پاک ہے وہ ذاتِ مقدس جو اپنے جمال کی نورانی کرنوں کی چمک دمک کی وجہ سے چشم فہم وادراک سے محجوب ہے لیکن اُس نے عارفوں کے دلوں کو کائنات کے مظاہر اور آئینوں میں اپنا جلوہ دکھایا ہے ۔ اور عاشقانِ صادق کی چشم بصیرت کے لئے وہ تمام موجودات کے ظاہر وباطن میں رونما ہے ۔ اور اُسکی عظمت کا ظہور اِس کلام پاک سے ہوتا ہے اِنَّ اِلٰھَکُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا اسکے بعد ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں جنہوں نے ہمیں طریقہ راست کی رہنمائی فرمائی ۔ اور معرفت ومحبت الٰہی کی شراب پلائی ۔ وہ نبی اُمّی ہیں جنکی رحمت کے بادلوں نے فضل اور احسان کا مینہ برسایا ۔ اور اُسکی کرامت اور عنایت کی بارشوں نے علم ومعرفت کے دریا بہا دیئے ۔ اور اپنے قدوم میمنت لزوم کے انوار سے کفر ومعصیت کے اندھیروں کو مبدل بنور کر دیا ۔ اما بعد احقر العبید **احمد سعید** عرض پرداز ہے کہ اگر بشریت کی وجہ سے کوئی نقص ظاہر ہو تو اہل انصاف سے امید واثق ہے کہ وہ خطا پر قلم عفو کھینچکر درست فرمائیں گے ۔ مجکو مورد طعن نہ بنائیں گے کہ وہ سے محفوظ انہیں رہ سکتا ۔ اور بزرگ منش اصحاب سے معذرت قبول کیجیے کی توقع کی جاتی ہے ۔ اور چونکہ اولیاء اللہ باغ عالم میں دستِ قدرت کے لگائے ہوئے پھول ہیں اور خدا کے برحق کے مقبول ہیں ۔ اِس کتاب کا مضمون ترغیب وتحریص ہے ۔ اور ترغیب

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

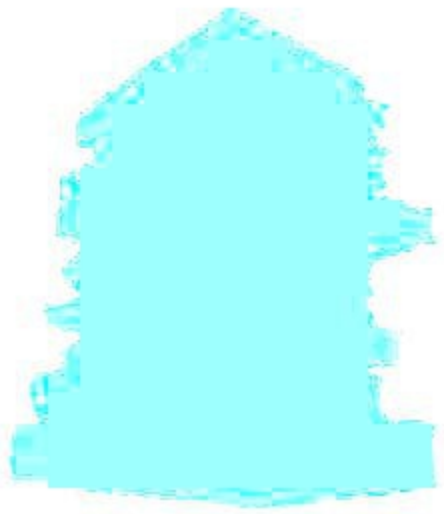

Marfat.com

ہے۔ اور اُمور حصول مشکلہ کا ذکر ہے۔ اور ذاکرین کا ذکر ہے۔ یعنی اولیاء اللہ کا ذکر ہے۔ لعد مقابر ذیشان کا ذکر ہے اور مساجد عالیہ کا ذکر ہے اور مدارس اسلامیہ کا ذکر ہے اور قلعہ معلی کا ذکر ہے وغیرہ وغیرہ اور نام اس کا **تحفہ سعیدیہ** رکھا ہے۔ ناظرین باتمکین اس کمترین کے لئے دعاء خیر فرمائیں۔

ولی کی تعریف

خدائے پاک کی قربت کے لئے جدوجہد کرنے والا۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ خدائے پاک اپنی عنایت سے نیکوں کی کارسازی فرماتا ہے۔ یعنی وہ شخص جو خدائے پاک کے اخلاقِ کریمانہ سے متخلق ہوکر اور اُسکی طاعات میں سرگرم رہ کر اُس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ولی اُس شخص کو کہتے ہیں جو خدائے پاک ہی کے اخلاق اور صفات سے موصوف ہوکر اُسکی بارگاہ کبریائی میں درجۂ قرب حاصل کرلے۔ قرآنِ کریم میں وارد ہے پ۱۱ یونس (۷) اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یاد رکھو یقیناً خدائے پاک کے دوستوں کے لئے کچھ ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ عارفانِ حقیقت شناس کے مذاق پر اسکے یہ معنی ہیں کہ عارفان خدا رسیدہ کو اسبات کا ہرگز خوف نہیں کہ اُنکی طبعی خواہش جنکو وہ زائل کرچکے ہیں۔ پھر عود کریں۔ کیونکہ جو شخص اوصاف طبعی کو خیرباد کہکر فنا کا درجہ حاصل کرچکا ہے وہ اپنے اوصاف کی طرف دوبارہ لوٹنا یا نہیں جاتا۔

اور معدن المعانی میں لکھا ہے کہ جس بات سے دوسرے لوگ ڈرتے ہیں۔ مثلاً گناہوں کی پاداش میں معذب ہونا۔ اِس قسم کا خوف اولیاء اللہ کے لئے نہیں۔ لیکن حق تعالیٰ کی عظمت وجلال اور بے نیازی سے وہ بھی ترساں ولرزاں رہتے ہیں۔ یہ اہل معرفت کے کلام کا خلاصہ ہے۔ اور عارف کا وصف یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی دوسرے سے نہ ڈرے نہیں تو وہ ولی نہ ہوگا۔ کسی کا قول ہے وَلَا تَخْشَ غَيْرَ اللّٰهِ فَاللّٰهُ اَكْبَرُ سوائے خدائے پاک کے کسی سے بھی مت ڈرو۔ وہی ہر ایک سے برتر اور بزرگ تر ہے۔ محبوب کے حکم کے خلاف

Marfat.com

کرنا اُسکے حق میں ایک ناممکن بات ہے۔ الغرض جو کچھ کبھی محبوب کی طرف سے ظہور میں آئے وہی اُس کا عین مطلوب اور مقصود ہے۔ حدیث میں ہے اِذَا رُءُوا ذُکِرَ اللّٰہُ اُنکے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔ یعنی ولی اللہ کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔ اِسی مضمون کو کسی عارف نے اِن لفظوں میں ادا کیا ہے الولی من یذکر اللہ رویتہ کسی نے کہا ہے جسکے پاس بیٹھنے سے خواہشاتِ دنیا تم سے دور نہوں۔ اُسکی صحبت سے دور بھاگو۔

ولی اللہ کی تین علامتیں ہیں۔ سب سے مقدم یہ ہے کہ اُس کا چہرہ دیکھکر خود بخود تمہارا دل اُسکی طرف مائل ہو۔ دوسرے یہ کہ جب وہ مجلس میں بیٹھکر اسرارِ دینی کا درس دینے لگے تو اُسکے کلام میں اسقدر اثر ہو کہ تم بیخود ہوکر ہمہ تن اُسکی طرف متوجہ ہوجاؤ۔ مگر شقی ازلی پر اثر نہ ہو تو نہ ہو۔ اِسکی شان میں کہتے ہے ؎

ہر کرا روئے بہبود نہ بود دیدنِ روئے نبی سود نبود

تیسری علامت اِس شعر میں بیان کی گئی ہے ؎

سوم آن بود بمعنی ولی اخص عالم کہ زیبج عضو او حسہ کمات بازنیاید

اِسلئے کہ چونکہ ولی تمام دنیا میں خدا کا خاص الخاص بندہ ہوتا ہے اُسکے کسی عضو سے بھی کوئی ناشائستہ حرکت صادر نہیں ہوگی۔

نفحات الانس میں لکھا ہے۔ ولی اُس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے حال یعنی صفات بشریہ سے فانی ہوکر حق تعالیٰ کے مشاہدہ سے بہرہ ور ہوکر اتمام کام [illegible] کرلے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ذات کا مشاہدہ اِس طرح پر حاصل ہوگا [illegible] درمیان میں نہ ہو۔

ولی کی تعریف میں یہ بھی لکھا ہے کہ [illegible] اختیار اُس کا اپنا کچھ بھی اختیار نہیں ہوتا۔ مولانا عبدالغفور صاحب اس کا حاشیہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

Marfat.com

اپنی طرف سے تو وہ ہرگز اختیار کو عمل میں نہیں لاسکتا۔ اس کا کسی قسم کے اختیار کو عمل میں لانا صفتِ الٰہی کے مظہر ہونے کی حیثیت سے ہوتا ہے لَا مَعَ غَیْرِ اللّٰہ قَرَارٌ اس کو سوائے خدائے پاک کی یاد اور اسکے شہود و معرفت کے اور کسی چیز سے اطمینانِ قلب حاصل نہیں ہوتا۔ اسکے بغیر ایک ماہی بے آب کی طرح بے تاب اور بیقرار رہتا ہے اور کبھی بمقتضائے بشریت غیر اللہ کا خیال اسکے دل میں خطور کرتا ہے تو اس قسم کے خیال کو ثبات یا دوام نہیں ہوتا۔ یادِ مولیٰ میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے۔

ولی وہ کہ جو خدا کی یاد میں ہمیشہ مصروف رہتا ہو۔ گناہوں سے محترز اور لذاتِ دنیاویہ میں مگن ہو جانے سے کنارہ کش ہو۔ لذتوں سے مراد نفسانی خواہشیں اور شیطانی ہوا و ہوس ہے۔ سمجھ لو کہ ارباب مجاہدہ اور اصحاب مشاہدہ کے نزدیک لذاتِ نفسانی اُن مرغوب چیزوں کو کہتے ہیں جو شریعت میں جائز قرار پائی ہیں۔ مثلاً کوئی لذیذ کھانا وغیرہ لیکن جن چیزوں کو شریعت نے حرام بتایا ہے اُن کا عمل میں لانا شیطان کی تحریک سے ہوتا ہے۔ اور اس لئے انکو لذاتِ شیطانی کہتے ہیں۔ چنانچہ کشف و کرامت سے برچاشنی حاصل ہوتی ہے اسکو ملکی سے تعبیر کرتے ہیں۔

سہیل قدس سرہ کا قول ہے کہ ولی اُس شخص کا خطاب ہو سکتا ہے جسکے تمام افعال سنتِ نبوی کے موافق ہوں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ ولی کی تین علامتیں ہیں۔

(۱) ہر وقت خدائے پاک سے مشغول رہنا (۲) تمام غیر اللہ کو چھوڑ کر خدائے پاک کیطرف دوڑنا (۳) تمام غیر اللہ کو چھوڑ کر خدائے پاک کیطرف متوجہ ہونا۔ ایک عارف فرماتے ہیں صفحۂ زمین کے گلستان میں ولی اللہ ایک خوشبودار پھول کے مانند ہے جسکی مہک دیدہ ور لوگ محسوس کر سکتے ہیں جو کامل صادق اور اخلاق کی صفت سے موصوف ہوں سولایت کی خوشبو انکے مشامِ دل تک پہنچتی ہے۔ اور انکو لقائے مولیٰ کے لئے مشتاق کر دیتی ہے ؛

Marfat.com

مقامات العارفین میں ہے کہ ولی اور عارف اسکو کہتے ہیں جو نہایت خندہ اور کشادہ پیشانی ہو متواضع اسقدر ہو کہ چھوٹوں بڑوں کی یکساں تعظیم کرے۔ ایک بیوقوف کے دیکھنے سے بعینہٖ اس طرح خوش ہو جس طرح دانشمند کے دیکھنے سے بیشک ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ حق تعالیٰ سے مشغول ہونے کے باعث ہر وقت خوش رہتا ہے۔

ولی کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اسکو دنیا سے دلبستگی نہ ہو۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے کہ حُبّ دُنیا راس کلّ خطیئۃ دنیا سے دلبستگی تمام گناہوں کی بنیاد ہے۔ نیز وہ لوگوں کے دلوں میں جگہ پیدا کرنے کی خواہش بھی نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ جاہ طلبی ایک مہلک اور مذموم وصف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جاہ طلبی کی خواہش ہی ایک ایسی چیز ہے جو سب سے پہلے صدیقین کے دماغ سے نکل باہر ہوتی ہے۔

ولی کامل مکمل کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ اُس کا فیض رحمت عام ہو اور وہ ہر ایک شخص سے مہربانی اور شفقت سے پیش آئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو ایک مرتبہ خطاب ہوا۔ اے داؤد جب تم دیکھو کہ کوئی شخص میری طلب کرتا ہے تو اُسکے خادم بن جاؤ۔

ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ دنیا اور آخرت کی کسی چیز پر بھی نظر نہ کرو اپنے آپ کو خدا کے لئے فارغ کر دو۔ اور اسی کا نام ولایت ہے۔

اولیاء کو خدا نے نفوس قدسیہ سے سرفراز فرمایا ہے جن کے ذریعہ وہ دنیا کی حقیقت کماحقہ معلوم کر سکتے ہیں۔ اس قوت قدسیہ کو اہل علم ظاہری کا [illegible] حدس کہتے ہیں۔ فکر اور حدس میں جو فرق ہے وہ دانش نامہ میں [illegible] فکر اسکو کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ انسانی جسکو دو [illegible] قوتوں میں قوت ادراک یا عقل کہتے ہیں۔ قوت متخیلہ کی مدد سے معانی [illegible] جولاں کرے۔ اور جو کچھ خزانہ خیال [illegible]

Marfat.com

خزانہ ذاکرہ قوتِ حفظ کا خزانہ میں محفوظ ہے اُس پر نظر ڈالکر انہیں معلومات کو ایک خاص ترتیب دیکر ایک نئی بات دریافت کرے جسکو اصطلاحِ منطق میں نتیجہ کہتے ہیں بعض اوقات نفس ناطقہ کی جولانی منزل مقصود تک نہیں پہنچتی جسکی وجہ سے وہ کوئی بات دریافت نہیں کر سکتی۔ لیکن حدث اسکو کہتے ہیں کہ جس بات کا دریافت کرنا مطلوب ہو وہ بات معہ دلیل ثبوت یکدم ذہن میں آجائے ؎

شروق الانوار میں لکھا ہے طالبِ حق اور مرید صادق کو چاہیئے کہ جب اسکو کسی ایسے شخص کی ملاقات میسر ہو جو قرب اور ولایت سے موصوف ہو تو اسکی پیروی کرنی اور اسکی صحبتوں سے فیض حاصل کرنے میں سعی بلیغ کرے۔ اپنے آپ کو اسکے ہاں ہر دلعزیز بنائے اور اسکے دل میں جگہ لینے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث قدسی میں وارد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے "زمین و آسمان میں یہ قابلیت نہیں کہ میں سما سکوں۔ یہ فخر میرے بندے مومن ہی کے دل کو حاصل ہے کہ میں اس میں سما سکتا ہوں"۔ اس حدیث کے مطابق جس شخص نے کسی ولی اللہ کے دل میں جگہ حاصل کر لی وہ حضرت رب العزت جل جلالہ کا ہمنشین ہو گیا۔ اور آیتِ شریف میں ہے وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا تیرے پروردگار کی عطا و بخشش کبھی نہیں روکی جاتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کا فیض اور جود کبھی منقطع نہیں ہوتا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہر ایک زمانہ میں کامل مکمل اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہینگے

جواہر خمسہ کے حاشیہ میں لکھا ہے توبہ کے معنی یہ ہیں کہ خدا کی طرف رجوع کرے۔ عوام کی توبہ یہ ہے کہ اوامرِ حق کی مخالفت چھوڑ کر اطاعت اختیار کرے۔ اور خواص کی توبہ یہ ہے کہ تمام ماسوی اللہ سے منہ موڑ کر حق تعالیٰ کو قبلۂ توجہ فرمائے۔ مثالِ توبہ کو یوں سمجھو کہ جب عاشق و معشوق میں گہری محبت ہو اور اس اثنا میں عاشق سے کوئی ناشائستہ حرکت خلافِ مزاجِ محبوب سرزد ہو تو وہ محبوب اس سے اعراض کرتا ہے۔ اس حالت

Marfat.com

میں عاشق کے لئے معذرت کرنا اور معافی کا خواستگار ہونا ضروری ہے۔ اس طرح پر محبوب کی دوبارہ رضامندی حاصل ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی حرکت سے تائب نہ ہو اس پر اڑا رہے تو اسکے محبوب کے درمیان یگانگت کا حجاب حائل ہو جاتا ہے۔ اگر اس حالت میں بھی توبہ نہ کی اور کچھ تدارک نہ کیا تو باہمی انقطاع اور جدائی تک نوبت پہنچتی ہے۔ اگر پھر بھی تائب نہ ہوا تو جو لذت اسکو پہلے ادائے عبادت اور اذکار میں حاصل ہوتی تھی اس سے سلب کر لیجاتی ہے۔ اسکے بعد اگر یہی حالت رہی تو سلب بڑھ جاتا ہے اور مستحکم ہو جاتا ہے اور ادائے عبادت کی توفیق تک اسکو نہیں ملتی۔ اسکو سلب مزید یا قدیم کہتے ہیں۔ کیونکہ سلب پورا ہو جاتا ہے۔ اور محبوب حقیقی اس سے بالکل قطع تعلق کر لیتا ہے۔ نعوذ باللہ۔

ابراہیم اوہم رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص سے جو خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا فرمایا یقیناً تم صابرین کا درجہ اس وقت تک نہیں حاصل کر سکتے جبتک کئی مشکلات کو جھیل نہ کرو۔

(۱) نعمت اور تن آسانی کو چھوڑ کر تکلیف برداشت کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو جاؤ۔

(۲) غربت سے دست بردار ہو کر ذلت قبول کرو (۳) آرام سے دست کش ہو کر محنت اختیار کرو (۴) خوشگوار نیند کو خیرباد کہکر بیداری سے کام لو (۵) [illegible]

نکرو بلکہ فقر اور تنگدستی کے لئے آمادہ رہو (۶) [illegible]

اور مابعد الموت کے لئے سامان مہیا کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔

خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

خواہی کہ شود دلِ تو چوں آئینہ — دو چیز مرو کن اندر دل سہ

حرص و امل و غضب و دروغ و غربت — بخل و [illegible]

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل آئینہ کی مانند مصفا ہو جائے [illegible]

نکالکر پھینک دو۔ [illegible] اپنی کتاب آثار سعید [illegible]

اسکو ملاحظہ کریں جو بقیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ [illegible]

Marfat.com

ترغیب ذکر

مغربی مصنف لکھتا ہے کہ ذکر کرتے کرتے ذاکر کی حالت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ تمام کائنات سے ذکر ہی ذکر سنتا ہے۔ اتنا فرق بھی محسوس نہیں ہوتا کہ یہ ذکر میرے اپنے دل سے نکلتا ہے یا باہر سے مسموع ہو رہا ہے۔

حضرت سید حسن رسولنما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ سجدہ کیا تو درختوں۔ اور پتھروں نے بھی میرے ساتھ سجدہ کیا۔

قاضی احمد عطار کا قول ہے کہ جب میں ذکر میں مشغول ہوتا ہوں تو تمام جمادات سے مجھے ذکر کی آواز سنائی دیتی ہے۔

اسے سید سب عبادتوں کا خلاصہ یادِ الٰہی ہے۔ اگرچہ مسلمانی کے چار رکن ہیں۔ اول رکن نماز ہے اس سے مقصود ذکر الٰہی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ بیشک نماز باز رکھتی ہے بدی سے۔ اور برائی سے اور البتہ ذکر خدا کا بہت بڑا ہے ؛

"تلاوتِ قرآن ساری عبادتوں سے اس لئے بہتر ہے کہ وہ کلام خدا ہے خدا کو یاد دلانے والا۔ اس میں بندہ اپنے مولیٰ سے باتیں کرتا ہے۔

روزے اس سبب سے رکھائے جاتے ہیں کہ اس سے شہوتِ نفسانی زائل ہوتی ہے اور جب نفس شہوات سے خالی ہوتا ہے تو اس سے ذکر ہوتا ہے اور اس وقت کا ذکر اثر سے خالی نہیں۔

اور مقصود حج سے جو خانہ خدا کی زیارت ہے۔ اور اس گھر کی زیارت سے مقصود صاحبِ خانہ کی یاد دہانی ہے۔ اور اسکے ملاقات کے شوق کا تحریک ہے۔ پس اس سے مقصود ذکر اپنے مولیٰ کا ہے اور اصل مسلمانی جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے یہ عین ذکر ہے۔ اور دوسری سب

Marfat.com

عبادتیں اس ذکر کو مضبوط کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا ثمرہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ یاد کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا انسان چاہ سکتا ہے۔ اور چاہیئے کہ یہ یاد کرنا ہمیشہ ہو اور علی الدوام ہو کہ تمام فلاح و خوبی اسی پر منحصر ہے۔ پس کمال انسانی اس میں ہے کہ اسکی یاد میں ہر گرم رہے۔ چنانچہ فرمایا ہے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ جس کے معنی ہیں اگر امید فلاح کی رکھتے ہو تو بہت یاد کرو۔ قرآن شریف میں اکثر جگہ ذکر کرنے کی بابت ذکر ہے۔ چنانچہ پارہ دوسرا سورہ بقر رکوع ۱۸ میں ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ تم یاد رکھو مجکو میں یاد رکھونگا تمکو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو۔

ف ارشاد ہوتا ہے کہ جب ہماری طرف سے تم پر اتنا انعام ہو رہا ہے تو اب تم کو لازم ہے کہ ہمکو زبان سے۔ دل سے۔ کام سے ہر طرح سے یاد کرو۔ ہمکو یاد کرنے سے ہمارا کچھ مقام نہیں کہ وہ رب جلیل فرماتے ہیں کہ یاد کرو تم مجکو یاد کرینگے۔ یہ اپنے نیاز مند گنہگار بندوں پر کرم ہے۔ نہ کسی فرشتے پر یہ کرم فرمایا ہے۔ انسان پر یہ اس کا کرم ہے۔ تم ہم کو یاد کرینگے۔ بھی غنی نئی رحمتیں اور عنایتیں تم پر ہوتی رہینگی۔ اور ہماری نعمتوں کا شکر خوب کرتے رہو۔ اور ہماری ناشکری اور معصیت سے بچتے رہو۔

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اوپی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے (مشکوٰۃ شریف) مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر کمثل الحی والمیت جو شخص اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے اور جو شخص اپنے پروردگار کو یاد نہیں کرتا ہے مثال زندہ اور مردہ کی ہے یعنی جو کہ یاد کرتا ہے مثل مردہ کے ہے۔ خدا کی یاد جاتا ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

Marfat.com

زندۂ جاوید ہیں تیغِ محبت کے قتیل — یہ شہر ٹھنڈے ہونگے تجھ کے تار و زشمار

انسان کی حقیقی زندگی خداوند قدوس کی یاد میں ہے۔ اصلی معنوں میں وہی زندہ ہے جو خدا کی یاد کرتا ہے اور جو یاد سے غافل ہے وہ مثل مردہ کے ہے۔ ذکر سے غفلت موجب خسران ہے۔ اور جائز طریقہ سے مال و دولت کمانا اور اہل و عیال کی پرورش کرنا ذکر کے منافی نہیں۔ بلکہ یہ بھی ذکر میں داخل ہے اور اہل و عیال کی کفالت کے لئے ملکیت و جائداد قائم کرنا اس لئے کہ کل کو وہ ذرا سی دنیا کی گردش سے دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے لگیں۔ اس سے بچے رہیں۔ یہ بھی ذکر میں شامل ہے۔ اور اسلام کو دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اور حج و زکوٰۃ و جہاد کے فضائل حاصل کرنے کے لئے جائز ذریعوں سے کمانا ذکر ہی میں داخل ہے۔ لیکن یہ سب "دل بیار و دست بکار" کے اصول کے ماتحت ہونا چاہئیے۔ ایسا نہو کہ ان ہنگامہ آرائیوں میں خدا کی یاد کا سررشتہ ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ اگر خدانخواستہ خدا کی یاد سے غفلت ہو گئی تو سب اکارت ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تنبیہ فرمادیا ہے پ۲۸ سورۃ الجمعہ رکوع ۲ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ تو تم ذکر اللہ کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت کو چھوڑو

ف منقول ہے کہ رسول خدا خطبہ جمعہ کا پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ کارواں دحیہ کلبی شام سے داخل مدینہ ہوا۔ اور کاروان میں روغن زیتون بکثرت بار تھا اور مدینہ میں اسوقت گرانی تھی۔ حاضرین مسجد خرید و فروخت کے لئے منتشر ہو گئے اور ایکدوسرے پر سبقت کرنے لگا۔ اور مسجد سے باہر نکل گئے۔ صرف دس آدمی مسجد میں رہ گئے۔ آپنے فرمایا اگر تمام آدمی مسجد سے نکلجاتے تو ایک آگ انکی طرف روانہ ہوتی اور سب کو جلا دیتی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد ﷺ اسسے کہدو کہ خدا نے جو کچھ ثواب نماز جمعہ کا اور ثواب خطبہ کا اور حاضر ہونے کا خدمت پیغمبر میں مقرر فرمایا ہے وہ تمہارے تجارت کے اشغال سے بہت زیادہ ہے۔ اگر تم امور نیک میں خدا پر توکل کروگے تو وہ روزی پہنچائیگا ❊ اور نیز پ۲۸ المنفقون

Marfat.com

(۲) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ سے اَلْخٰسِرُوْنَ تک اے ایمان لانیوالوں تم کو تمہارے مال یا دخدا سے غافل نکرنے پائیں اور نہ تمہاری اولاد اور جو ایسا کرینگے وہی گھاٹے میں رہینگے **ف** دنیا میں دو چیزیں ہیں جن سے آدمی کو سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ ایک تو مال ہے۔ دوسری اولاد ہے۔ ارشاد ہے کہ اُنکی محبت میں ایسے مبتلا نہ ہونا۔ کہ کہیں خدا کی یاد سے بھی غافل ہو جاؤ۔ اور اگر کوئی شخص اِن دونوں کی طلب میں ایسا مبتلا ہو کہ وہ خدا کی یاد سے بھی غافل ہو جائے تو وہ ٹوٹا پائے گا۔ غرض یہ ہے کہ اولاد اور مال کی محبت ایسی نہو جو خدا کی محبت پر غالب آجائے۔ اور مال کے صرف کرنیکا موقع اُس وقت تک ہے جبتک انسان کے ہوش وحواس بجا ہوں۔ کسی حال میں خدا کو بھولنا نہ چاہیئے چنانچہ **ف** سورۃ النساء (۱۵) فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ پھر جب نماز پڑھ چکو تو اللہ تعالیٰ کو کھڑے کھڑے اور بیٹھے بیٹھے اور پہلو کے بل اور لیٹے لیٹے یاد کرو **ف** نماز سے فراغت کے بعد ہر وقت اور ہر حالت میں کھڑے ہو یا بیٹھے یا لیٹے اللہ کو یاد کرو حتیٰ کہ موقعہ جہاد میں عین ہجوم مقابلہ کے وقت بھی کیونکہ وقت کی تعیین اور دیگر قیود کی پابندی تو بحالت نماز تھی جبکی وجہ سے نماز گئی اور جسکا ادا کرنا پیش آنیکا موقعہ ہے اسکے سوا ہر حالت میں بلا وقت اللہ کو یاد کر سکتے ہو کسی حالت میں اسکی یاد سے غافل نہو۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کے ذیل میں فرمایا کہ صرف وہ شخص کہ جسکے عقل وحواس کسی وجہ سے مغلوب ہو جائیں اللہ سے معذور ہے ورنہ کوئی شخص اللہ کی یاد نہ کرنے میں معذور نہیں۔ اللہ کی یاد پاک ہے اور غیر پاکی کیحالت میں دل ہی دل میں ہونی چاہئے۔ [illegible] علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ فِیْہِ [illegible] اِضْطَجَعَ مُضْطَجَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْہِ کَانَتْ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃً وَّحَسْرَۃً جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اُس مجلس میں اُسنے خدا کا ذکر نہیں کیا تو اس پر خدا کی طرف سے [illegible]

Marfat.com

اور جو شخص کہ پہلو کے بل لیٹا اور خوابگاہ میں خدا کو یاد نہیں کیا تو اُسپر بھی خدا کی طرف سے حسرت و نقصان ہے۔ شیخ عبد الحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر حالت میں یاد اُٹھنے میں۔ بیٹھنے میں۔ خواب میں بیداری میں۔ رات میں۔ دن میں۔ یادِ خدا میں مشغول رہنا چاہیئے۔ جو وقت یادِ خدا سے خالی جائیگا وہ قیامت میں موجبِ حسرت و ندامت ہوگا ؎

چو اول شب آہنگ خواب آورم — بہ تسبیح نامت شتاب آورم
دگر نیم شب سر بر آرم ز خواب — ترا خانم و ریزم از دیدہ آب

ذکر نسیان کی ضد ہے جس طرح بھی انسان خدا کو یاد کرے وہ ذکر ہے۔ دل سے زبان سے۔ ہاتھ پاؤں سے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی پابندی سے۔ ہر کام میں یاد رکھنا کہ اس سے خداوند قدوس خوش ہوگا یا ناراض۔ اور جس کام سے خدا خوش ہو اُسکو کرنا۔ اور جس سے ناراض ہو اُس سے باز رہنا یہ بہت بڑی خدا کی یاد ہے یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی معرفت ہے۔ لیکن کچھ دیر دوسرے تمام کاموں سے علیٰحدہ ہو کر بالکل یکسوئی کے ساتھ نماز تلاوت اور دوسرے وظائف کے ذریعہ سے بھی خدا کو یاد کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح کی یکسوئی و تنہائی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں غور و فکر کرنا بھی بہترین ذکر ہے۔ اللہ پاک ہمکو توفیق دے کہ ہم چلتے پھرتے۔ بیٹھتے اُٹھتے اُسکے ذکر سے غافل نہ ہوں۔ جیسا کہ پ۴ آل عمران (۲۰) الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم سے النار تک وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر اور فکر کرتے ہیں آسمان و زمین کی پیدائش میں۔ کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے تو نے یہ چیز بیہودہ نہیں بنائی۔ تو پاک ہے سب عیبوں سے ہمکو بچا دوزخ کے عذاب سے **ف** مراد ذکرِ الٰہی سے ہے جو مومنوں کا ورد ہے ہر حال میں۔ کیونکہ انسان ہر حال میں تین حالتوں میں رہتا ہے۔ کھڑا ہوگا۔ یا بیٹھا یا لیٹا۔ اور یہ کائنات اور انسان کو عبث

Marfat.com

نہیں بنایا یعنے اِس عالم کا انتہا دوسرے عالم میں ہے۔ یہ جائے عمل ہے وہ جائے جزا
اللہ پاک دوسری جگہ قرآن شریف میں پ ۹ الاعراف (۲۴) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا
وَّخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ سے الْغٰفِلِيْنَ تک دلے پیغمبر اپنے دل میں صبح و شام گڑگڑا کر اور
ڈر کر اور پکار کر بات کرنے سے کم آواز میں اپنے مالک کی یاد کرتا رہ (تاکہ اس جہان
میں مراتب اولیٰ کا باعث ہو) اور اُسکی یاد سے غافل نہو **ف** انسان کا نفس کسی
وقت بیکار نہیں رہ سکتا جس وقت ظاہری شغلوں سے فارغ ہوتا ہے اُس وقت
اندر ہی اندر طرح طرح کے خیالات میں مصروف ہو جاتا ہے۔ بعضوں کے نفس عشقیہ مضمون
کی طرف دوڑتے ہیں۔ بعض دنیاوی تردوات و لفکرات کی طرف۔ شاعروں کے نفس
شاعرانہ مضامین کیطرف۔ عاشقوں کے نفس اپنے اپنے مطلوب کی طرف۔ الغرض
ہر شخص اپنی اپنی حالت کے خیالات میں مشغول ہو جاتا ہے۔ ولی اللہ کی یاد میں مصروف
ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن ناطق ہے صبح و شام و ہر وقت گڑگڑا کر رب العلمین
کی یاد کرتا رہ۔ فارغ البال انسانوں نے اوقاتِ بیکاری کے واسطے ہزار ہا قسم کے شغل
ایجاد کئے ہیں۔ مثلاً ہارمونیم۔ سارنگی۔ ڈھول۔ گراموفون۔ نفسانی افتضا کی ایجادیں ہیں
طاش۔ شطرنج۔ راگ۔ نرد۔ اسی نفسانی عادت کا اظہار ہیں۔ افیون۔ شراب۔ بھنگ
چرس۔ حقہ سگرٹ تمام اسی اندرونی کیفیت کا نتیجہ ہیں۔ چھوٹا بچہ جس کا اندرونی نفس ابھی
تک طاقت پر نہیں آیا۔ وہ اپنی حالت کے مطابق طرح طرح کے کھیل یا شغل ایجاد کرتا رہتا
ہے اور ایک منٹ کے واسطے بیکار نہیں رہتا۔ اسی طرح جب ناطقہ بڑھتا ہے وہ [illegible]
کے بغیر ایک منٹ نہیں رہ سکتا۔ یہ تمام شغل ایک مستقل کی آواز کی اور اہو ول
ہیں نفس ناطقہ (انسان) کیواسطے مناسب شغل جو حقیقی طور پر [illegible]
اور مفید ہے اپنے رب کا ذکر ہے۔ افیون۔ شراب۔ بھنگ۔ چرس۔ کوکین۔ فلاک سیریس
[illegible]

Marfat.com

ہوتا ہے جس کا نتیجہ پریشانی دماغ کے سوا کچھ نہیں۔ مگر ذکر الٰہی کا جو سرور ہے وہ انسان کو سنوارنے والا۔ اسکے قوائے عقلیہ کو تیز کرنے والا۔ اور اسکو سچی تسلی اور سعادت بخشنے والا ہوتا ہے۔ راگ۔ ناچ اور باجے کا شغل عارضی طور پر دل کو بہلاتا۔ مگر قوائے عقلیہ و اخلاقیہ کو خراب کرتا ہے۔ مگر ذکر الٰہی کا شغل دائمی نتائج پیدا کرتا ہے اور عقل و اخلاق کو درست کرتا ہے۔ تاش بازی شطرنج بازی۔ مرغ بازی وغیرہ سراسر لہو و لعب انسان کے دین و دنیا کو تباہ کرنے والے ہیں۔ مگر ذکر الٰہی کا شغل انسان کیواسطے دینی و دنیاوی عروج کا باعث بنتا ہے۔ ذکر الٰہی کا شغل ایک طرف اور لہو و لعب راگ ناچ۔ باجہ اور مسکرات کا شغل ایک طرف آپس میں متضاد (ضد) ہیں۔ جو شخص کہ ذکر الٰہی کا عادی ہے وہ لہو و لعب اور راگ و باجہ وغیرہ سے کوئی حظ نہیں اٹھا سکتا۔ برعکس اسکے جو شخص لہو و لعب یا راگ و باجے یا شراب و چرس وغیرہ کا عادی ہے وہ ذکر الٰہی سے محظوظ نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ شارع اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام مسکرات حرام فرمائے۔ راگ۔ ناچ۔ باجہ کی اجازت نہیں دی۔ اور لعب سے منع فرمایا ہے۔ اور ذکر الٰہی کی نسبت اس ہی آیت میں کیسے پُر اسرار الفاظ میں تعلیم ہے پ ۹ رکوع ۲۴ سورہ اعراف وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ - اپنے رب کو اپنے نفس میں تضرع اور خوف کے ساتھ اور دھیمی آواز سے صبح و شام یاد کر اور غافلوں میں سے مت ہو ف جناب الٰہی میں تضرع اور خوف کے ساتھ پیش ہونے سے جو حظ نفس کو حاصل ہوتا ہے اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس میدان میں تجربہ کار ہیں۔ اور فرمایا کہ اونچی آواز سے نہیں بلکہ دھیمی آواز سے اپنے رب کو یاد کرو۔ اگر انسان آواز کے ساتھ یاد کرے۔ یا غزل و اشعار میں اسکی حمد گائے تو نفس ایسا کامل طور پر متوجہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نفس کا اصلی شغل فکر و خیال ہے نہ کہ گانا بجانا۔ اسیوجہ سے یہ حکم ہے کہ اپنے رب کو اپنے جی ہی جی

ف ۵ یہ آیت شریفہ مکرر ہے نثر عرق گلاب دو آتشہ یا فنا۔ مکرر کی طرح مزید لطف دیرپا ہے ۱۲ احمد سعید۔

Marfat.com

میں دھیمی آواز سے یاد کرو۔ اونچی آواز سے نہیں۔ اس میں غزلخوانی۔ قوالی کا رد ہے صبح و شام عموماً انسان کیواسطے فراغت کا وقت ہے انکے درمیانی وقتوں میں اور شغلوں میں مصروف ہو جاتا ہے اس لئے اِن اوقات کو خاص کر فرمایا۔ اور وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ میں اوقات بھی شامل ہیں کہ خدا کی اطاعت اور اُسکی رضاجوئی اور اُسکے ذکر سے کسی وقت غافل نہ ہو اِس حکم کی ٹکسال پر کسنے سے تو ہم اپنے آپ کو کہیں نہیں پاتے۔ ہم سراسر کھوٹ ہیں مبتلا ہیں۔ ہم اپنا بیش قیمت وقت واہیات شغلوں میں ضائع کرتے ہیں۔ ہائے افسوس اِس بیش قیمت اور فطرتی طاقت کو جو انسانی ترقیات اور اصلاحِ نفس کے واسطے ایک اعلیٰ درجہ کا انجن ہے کس کس طرح سے بیہودہ طور پر خراب کیا جاتا ہے۔ تجکو غیرت نہیں کس طرح احکامِ الٰہی کے خلاف اپنے آپ کو برباد کر رہا ہے۔ ذکرِ الٰہی معرفت حاصل کرنے کا کیسا آسان طریق ہے۔ حظ النفس و دلچسپی کا یہ کیسا عمدہ شغل ہے۔ مگر افسوس اِس حقیقی شغل کو چھوڑ کر کیسا نادان بن گیا۔ فکر اور فکر کا تخم ہی دل سے اُٹھا دیا۔ اور اولیاءَ هُمُ الْخُسِرُوْنَ میں بخوشی خاطر شامل ہو گیا۔ حالانکہ نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا کرتا ہے۔ اِس دعا کی قبولیت کا کوئی اثر نہیں پاتا اور نہ مدد الٰہی و انعاماتِ الٰہی اور ہدایاتِ رحمانی کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔ یہ سب تیرہ غفلت شعاری کا نتیجہ ہے۔ قرآن شریف میں ہے پ ۱۷ رکوع ۶ سورہ حج لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ یہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ ذکرِ الٰہی سے غافل ہونا شیطان کے پنجے میں پھنسنا ہے اس بارہ میں ہمارا تازیانہ شیطان ملاحظہ کریں۔ بازار چاوڑی۔ چمڑا دروازہ چتہ [illegible] صاحب محمد حسین [illegible] سے مل سکتا ہے۔ پس جب غفلت طاری ہو یا بدصحبت سے بیہودہ باتوں میں لگا ہے تو چاہئے کہ فوراً توبہ کرکے (توبہ کا بیان کتاب آثارِ سعید میں ناظرین ملاحظہ کریں جو مذکورہ بالا پتہ سے ملتی ہے) اور غافلوں سے عالی ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائے یہی متقی کی [illegible]

Marfat.com

حال ہی ہماری کتاب آثارِ سعید میں دیکھیں، حقیقت اور یہی اس کا تقاضا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے پ الانعام (۸) وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ بَعْدَ الذِّکْرٰی سے اَجْرٌ کَرِیْم تک اور اگر شیطان تجھکو غافل کرے پس یاد آنے کے بعد بدعمل لوگوں کے پاس نہ بیٹھ تحقیق متقی لوگ تو وہ ہیں کہ جب انکو شیطانی وسوسہ مس کرے تو وہ فوراً متنبہ ہو جائیں۔ اور اسی دم دیکھنے لگیں۔ تو بھی تو اسی کو سمجھا سکتا ہے جو نصیحت پر چلے اور در پردہ رحمٰن سے ڈرتا رہے (خوف کا بیان پورا آثارِ سعید میں ہے) پس ایسے شخص کو مغفرت اور اجر عظیم کی خوشخبری سنا۔ چنانچہ ان آیات کی واقعی مثالیں ہم شب و روز دیکھتے ہیں۔ کہ جو شخص ذکرِ الٰہی سے غفلت کرتا ہے تو وہ طرح طرح کے واہیات شغل ضرور اختیار کر لیتا ہے۔ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ نفس ناطقہ بیکار نہیں رہتا جب اسکی قوتِ ذکر و فکر اللہ کریم کیطرف مشغول نہ ہو تو وہ واہیات جھگڑوں اور بیہودہ فضولیوں میں پڑ جاتا ہے۔

اے سعید اگر ایمان کا بحالی ہونا چاہتا ہے تو توبہ کر۔ اور تمام واہیات صحبتوں اور بیہودہ مشغلوں کو چھوڑ۔ اور اپنے رب کی طرف جھک جا۔ تُوْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اللہ کی طرف توبہ کرو پہلے اس سے کہ مرو۔ اور جھکنے کے یہ معنی ہیں کہ لغو خیالات اور شیطانی وساوس دور ہو کر خدا کے ذکر سے سرشار ہو جائے۔

اے سعید مومن کو ایک روحانی عقل عطا ہوتی ہے جس سے وہ ہر فعل کی حقیقت اور اسکے انجام کو خوب دیکھتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فرماتا ہے عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ میں اور میرے تابعین ایک بصیرت کے راستہ پر ہیں۔ یہی تو بصیرت ہے جو مومن کو دینی اور دنیاوی امور میں رہنمائی کرتی۔ بری اور بھلی بات کی تمیز پیدا کرتی اور دھوکے سے بچاتی ہے یہی بصیرت تھی جسنے انبیاء علیہ السلام اور انکے تابعین کو دنیا کے مقابلہ میں صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھا۔ تمام لوگ انکو بہکاتے ہوا دیتے رہے مگر انکو اندرونی بصارت سے کبھی شبہ ہوئے نہ دیا جس بات کو آدمی

Marfat.com

اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے اُسکو کبھی جھوٹ اور غیر واقعی خیال نہیں کر سکتا۔ اسی طرح پر رسول اور اُنکے تابعین کا بھی حال ہوتا ہے کہ دینی و دنیاوی اُمور اُنکی آنکھوں دیکھے معاملات تھے۔ اِس لئے دنیا بھر کی تاویب اور مخالفت اُنکے ایمان میں کوئی شبہ نہیں ڈال سکتی تھی۔ ہزار مخالفت ہو مگر اپنے چشم دید معاملات کی انسان کب تکذیب کرتا ہے۔ بلکہ تمام تکذیب اور مخالفت اُنکی نظروں میں جھوٹی اور اُسکے کرنے والے بیوقوف ٹھہرتے ہیں۔ مگر افسوس قرآن مجید کے نہ سمجھنے اور واہیات شغلوں میں پڑ جانے سے یہ تمام بصیرت جاتی رہی اور ذکر الٰہی فضول اور مکروہ معلوم ہونے لگے اور اُسکے مخالف تمام شغل دلچسپ اور دلربا معلوم ہونے لگے ہیں۔ یہ ذکر اور فکر چھوڑنے سے ہوتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ذکر الٰہی سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔ بلائیں دور ہوتی ہیں۔ اور کشائش کی راہیں کھلتی ہیں چنانچہ قرآن مجید پ ۱۳ الرعد (۲۸) میں اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ تک۔ جو ایمان لائے اور اُنکے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے تسلی ہوتی ہے سُن لو اللہ تعالیٰ کی ہی یاد سے دلوں کو چین آتا ہے۔ غرض ایمان کی نشانی ہے مومن کو کتنی ہی فکریں ہوں جہاں نماز شروع کی یا اللہ کی یاد میں ایسا جی لگتا ہے کہ سب فکریں بھول جاتی ہیں۔ عبادت میں جو مزہ آتا ہے وہ دنیا کی کسی چیز میں نہیں آتا

حکایت ایک بزرگ مرتے وقت رونے لگے۔ لوگوں نے اُن سے پوچھا تو کیا رونے لگے اُنہوں نے کہا اب عمل کا زمانہ ختم ہوتا ہے۔ روزے کی پیاس اور رات کا جاگنا اور راتوں میں طہارت یہ مزے اب کہاں ملیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی یاد دنیا کا فعل بڑھکر ہے پ ۲۰ العنکبوت (۴۵) وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ

کی یاد سب نیکیوں سے بڑھکر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ذکر بڑی نیکی ہے اِس سے بڑھکر کوئی نیکی نہیں۔ جو ایک زندہ دل انسان کو ذکر میں مشغول ہوتا ہے وہ اُسکو کسی سمت میں نہیں۔ جو اس لذت سے واقف نہیں وہی واہیات مشغول

Marfat.com

ہیں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ایک اندھا خوشنما چمن کے نظارے سے کوئی حظ نہیں اٹھا سکتا اسی طرح جس کا قلب اندھا ہو وہ انوارِ باطنی کے سرور سے محروم رہ جاتا ہے۔ پس جب اے سعید تو ایسا دیکھے کہ دل ذکرِ الٰہی سے خوش نہیں ہوتا بلکہ اس سے بھاگتا ہے تو فوراً خائف اور غیرت زدہ ہو کر اپنی اصلاح کر۔ کیونکہ یہ ایک لعنتی ہونے کی علامت ہے مسلمانوں کا شغل ذکر قرآن اور دل لگی قرآن ہونا چاہیئے۔ اگر ایسا نہیں تو سمجھ لے کہ نہایت ہی خطرناک حالت میں ہے۔ اے کاش وہ بصیرت جو انبیا علیہم السلام اور انکے تابعین کو حاصل ہوتی ہے ہمیں نصیب ہو۔ ہمکو اپنے تمام خیال۔ ارادہ۔ اعمال شغل و اشغال ان جیسے کرنا چاہیئے۔ ہمکو ذکرِ الٰہی و دینی خدمات خاص دلچسپی اور استقامت سے بجالانا چاہیئے اور اسکے خلاف غفلت آوارگی۔ لہو و لعب سے دوری اور نفرت ہونی چاہیئے تو بس مراد حاصل ہے اور فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ میں ہم داخل ہیں۔ نہیں تو سوچنا چاہیئے کہ کچھ خرابی ہے اور وہ کیا ہے کیونکہ ارشادِ ربی ہے فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسکو دیکھ لیگا۔ اور جس نے ذرہ برابر بدی کی وہ اسکو دیکھ لیگا۔ پس خرابی انکے لئے ہے جو غافل ہیں چنانچہ پ ۲۳ الزمر (۳) فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ تک۔ ان لوگوں کی خرابی ہے جنکے دل اللہ کی یاد سے غافل ہو کر سخت ہو گئے ہیں۔ یہی لوگ (جنکے دل سخت ہیں) کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف ہیں وہ وہاں بخوف ہونگے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے پ ۱ البقر (۱۳) بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ تک ہاں جسنے تابع کر دیا اپنا منہ اللہ کے اور وہ نیک کام کرنے والا ہے تو اسکے لئے ہے ثواب اس کا اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہونگے ف یعنی جس نے خدا کے احکام کو مانا اور انکا اتباع کیا تو انکے لئے اجر نیک ہے اور نہ کوئی امر ان میں ایسا ہے جسکی وجہ

Marfat.com

سے خوف ہو اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہتر ہے باپ دادا کے ذکر سے پ۲ البقرہ (۲۵) فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ سے عَذَابَ النَّارِ تک۔ پھر جب اپنے حج کے ارکان ادا کر چکو تو پھر جس طرح تم اپنے داداؤں کا ذکر کرتے تھے اللہ کا بھی اسی طرح ذکر کرو۔ پس لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمکو دنیا ہی میں دیدے اور اُنکے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور اُن میں سے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمکو دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی اور ہمکو آتش دوزخ سے نجات دے۔

ف جب حج سے فارغ ہو جاؤ تو خدا کی حمد و ستائش میں مشغول ہو جس طرح تم اپنے داداؤں کا ذکر کرتے ہو۔ جاہلیت کے زمانے میں عرب کے لوگ جب حج سے فارغ ہوتے تو کوہ جمرہ کے پاس کھڑے ہوتے تو اپنے بزرگوں کی تعریفیں اور بہادریاں بیان کرتے اور اُن میں بہت سے شاعرانہ مبالغہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ فرمایا کہ اُسکے بدل اللہ کی یاد کرو۔ اتنا ہی بلکہ اس سے زیادہ۔ کیونکہ باپ دادا کے احسان سے اللہ تعالیٰ کا احسان ہم پر کہیں زیادہ ہے اور حسب و نسب کے ذکر سے بڑھ کر خدا کا ذکر کیا کرو۔ اور باپ دادا کا نیک اعمال ہونا اگر مفید ہے تو اُنکے لئے۔ تمکو اس زق زق و بق بق سے کیا فائدہ۔ ہاں جو جوہر ہنروں نے دکھائے اگر تم دکھاؤ تو البتہ۔ ایک بات بھی ہے کہ خدا بھی خوش رسول بھی خوش۔ دین و دنیا کا بھی بھلا۔ بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ دنیا میں عزت و آبرو کے ساتھ چار پیسے پیدا کرنا بڑی بات جانتے ہیں۔ اور دین کی پروا نہیں کرتے۔ نادار مسلمانوں کو حقیر جانتے ہیں۔ اُن پر طعن مارتے ہیں۔ دولتمندوں سے ملنا اپنی عزت سمجھتے ہیں۔ اور بعض ایسے دنیا و آخرت میں خیر چاہتے ہیں اور عذاب دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ ان دونوں [illegible] فرماتا ہے۔ بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمکو دے دنیا میں روپیہ پیسہ عزت و آبرو۔ جورو غلام۔ راج پاٹ حسن و خوبی۔ طاقت صحت وغیرہ وغیرہ جو ایسے کمبخت ہیں اُنکے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ ایسے نادان وہ لوگ ہیں جو قیامت کے قائل

Marfat.com

نہیں لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کوئی مسلم زر دوست دنیا پرست ہو کر آخرت کی پروا نکرے تو وہ بھی محروم رہے گا۔ اور بعضے ایسے خوش نصیب اور ہونہار ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار تو ہمکو عنایت کر دنیا میں نیکی کی توفیق صحتِ جسمانی۔ رزقِ حلال۔ اور آخرت میں ہماری عبادت اطاعت کا صلہ خیر۔ کہتے ہیں کہ حسناتِ جہان سے مراد قناعت ہے اور حسنات آخرت سے مراد شفاعت ہے۔ اِس صورت سے آیت کے معنی یہ ہوئے۔ کہ یہاں ہمکو صبر عطا کر اور وہاں ہمکو اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے سرفراز فرما کر بچا ہمکو آتشِ دوزخ سے۔ یہ لوگ جو کہ دنیا و آخرت کے خیر طلب کرتے ہیں اُنکے واسطے حصہ ہے اُس چیز سے کہ کسب کیا ہے اُنھوں نے اور عملِ نیک کیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ مراد حسنہ دنیا سے زوجہ صالح ہے اور مراد حسنہ آخرت سے حور اور عذابِ نار سے مراد زوجہ بدخو اور سخت گو۔ اور حضرت جعفر صادق رضی نے فرمایا ہے کہ مراد حسنہ دنیا سے فراخ معاش اور حسنِ خلق ہے اور مراد حسنہ آخرت سے خوشنودی خدا اور بہشت ہے۔ کہتے ہیں کہ مراد حسنہ دنیا سے علم و عبادت ہے اور مراد حسنہ آخرت سے جنت اور مراد عذاب نار سے شہوات فانیہ ہیں۔

اور ذکر کرنے کا حضرت ذکریا کو حکم ہوا ہے پ العمران (۴) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ۔ اور اپنے رب کو (دل سے) بکثرت یاد کیجے اور (زبان سے بھی) تسبیح اور (تقدیس) کیجے۔ دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی۔ **ف** ذکر کی ترغیب ہے کہ ہر وقت ذکر کرتے رہو۔ خواہ صبح ہو یا دن چڑھے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ آپ کی عمر تین برس کی تھی آپ لڑکوں کو کھیلتا دیکھ کر اُنکے پاس گئے۔ لڑکوں نے آتا دیکھ کر کہا کہ یحییٰ آؤ ہمارے ساتھ کھیلتے ہو۔ آپنے فرمایا کہ ہم کھیلنے کے لئے نہیں پیدا ہوئے۔ منقول ہے کہ حضرت یحییٰ کی تمام عمر ذکر کے شغل و مشاغل میں صرف ہوئی۔

بہت سے لوگ ہیں اِس وقت میں بھی جب خدا کا ذکر آتا ہے تو اُنکو وحشت ہوتی ہے

Marfat.com

پ ۲۴ الزمر (۵) واذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت سے یستبشرون تک اور جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے اُنکے سامنے جب خدائے واحد کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُنکے دل پھیج جاتے ہیں (نفرت کرتے ہیں) اور جب خدا کے سوا دوسرے دیوتاؤں کا ذکر مذکور ہوتا ہے تو اُس ہی وقت خوش ہو جاتے ہیں ف بعض اپنے باطل مشغلے میں ایسے مستغرق ہیں کہ خدا سے اُنکو الفت ہی نہیں۔ جہاں خدا کا ذکر آیا تو اُنکا دل گھبرانے لگتا ہے۔ معاذ اللہ اس غفلت کا کچھ ٹھکانا ہے۔

ہر نام میں اُسکے لذت اور شیرینی ہے جس نام سے پکارو وہ واحد ہے۔ یکتا ہے، فرد ہے۔ احد ہے۔ بعض نام اُسکے صفتِ ذات ہیں مثل قادر۔ حی سمیع و بصیر۔ اور بعضے صفات افعال مثلاً خالق و رازق منعم۔ رحمٰن و رحیم۔ چنانچہ قرآن میں بھی آیا ہے پ ۱۵ بنی اسرائیل (۱۲) قُلِ ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن سے تکبیرا تک۔ (ان سے کہدو) کہ تم اللہ کہکر پکارو یا رحمٰن کہکر آواز دو جس نام سے بھی پکارو۔ اُسکے تو سب نام ہی اچھے ہیں اور نہ تو اپنی نماز کو بلند آواز ہی سے پڑھو اور نہ بالکل چپکے ہی چپکے۔ بلکہ دونوں کے بیچ میں طریق اختیار کر لو۔ اور کہو کہ سب تعریف اُس خدا ہی کو زیبا ہے۔ جسکے نہ تو کوئی فرزند ہے اور نہ سلطنت میں اُس کا کوئی شریک ہے۔ اور نہ اس سبب سے کہ وہ کمزور ہے کہ کوئی اُس کا مددگار ہے۔ اور تو اُسکی بڑائی کرتا رہ پوری بڑائی ف اللہ اور رحمٰن یہ دو نام بھی اچھے ناموں میں سے اُس ہی کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے دعا میں فرمایا اللہ یا رحمٰن تو مشرک طعنہ دینے لگے کہ ہمکو تو دو خدا کا پکارنے سے منع کرتا ہے اور آپ دو خداؤں کو پکارتے ہو۔ اسوقت یہ آیت اتری۔ الخ

ہیں۔ صفائی۔ اے سعید غفلت شعاری سے باز آ۔ اور اُسکے ذکر میں مشغول ہو تو تیری لغزشیں انشاء اللہ معاف ہو جائینگی اس بات کا قرآن شاہد ہے۔ پ ۱۲ ہود (۱۰) و اقم الصلوٰۃ سے للذکرین تک۔ اور قائم کر نماز کو دو طرف دن کے اور کچھ رات

Marfat.com

سے تحقیق نیکیاں لیجاتی ہیں برائیوں کو۔ یہ نصیحت ہے واسطے ذکر کرنے والوں کے۔ اور قائم کرو نماز کو یعنی ہمیشہ پڑھو اسکے شرائط اور ارکان کے ساتھ۔ اور ترک کرو ظلم کو اور تمام قباحتوں کو کہ تمہارے لئے اس میں بہتری ہے۔ دن کے دونوں طرف یعنے دونوں وقت صبح و شام۔ بعض کے نزدیک فجر اور عصر کی نماز مراد ہے۔ بعض نے کہا مغرب و عشا کی نماز۔ اور ترک کرو ہر قسم کی برائیوں کو صغیرہ ہوں یا کبیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت پر ہمارہ اور تکلیف کی برداشت کرتا رہ۔ اور شانِ نزول اس کا جو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ابی الیسر کے پاس ایک عورت کھجوریں خریدنے آئی تھی۔ ابی الیسر کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت سے کہا کہ بہ نسبت میری دوکان کے میری گھر میں اچھی کھجوریں ہیں یہ سنکر وہ عورت میرے گھر میں آئی تو میں نے اس سے مباشرت تو نہیں کی لیکن سوا مباشرت کے اور سب بے شرمی کی باتیں کیں۔ پھر محجوند امت ہوئی۔ پہلے میں نے اس کا ذکر حضرت عمرؓ سے کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا تیرا برا ہو شاید وہ عورت کسی غازی کی ہو جو لڑائی پر گیا ہوا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے اس کا ذکر کیا۔ اور پھر خود صاحب وحی سے یعنے آنحضرت سے اس کا ذکر کیا۔ آنحضرت نے تھوڑی دیر یہ قصہ سنکر سکوت کیا اتنے میں حضرت جبرائیل یہ آیت لائے۔ اسکے بعد میں نے آنحضرت سے پوچھا یہ حکم کیا میرے لئے خاص ہے۔ اسپر حضرت عمرؓ نے میرے سینہ پر دو ہتڑ مارا۔ اور کہا نہیں سب مسلمانوں کے لئے یہ حکم عام ہے۔ اور آنحضرت نے فرمایا کہ عمر نے سچ کہا۔ اور صحیح مسلم میں اسکی روایت ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک صغیرہ گناہ نماز اور روزے سے معاف ہو جاتے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ شرک اور کبیرہ گناہ بدون توبہ کے معاف نہیں ہوتا صغیرہ گناہ نماز اور روزہ سے معاف ہو جاتا ہے (توبہ کا بیان آثار سعید میں دیکھو اور مشہور بات ہے کہ شرک

Marfat.com

بدون توبہ کے مرجائے تو اُسکی بخشش نہیں ہے۔ کبیرہ گناہ والا شخص بدون توبہ کے مرجائے تو اسکی بخشش اللہ کی مرضی پر ہے وہ چاہے بلا سزا اسکو جنت میں داخل کردے چاہے کچھ سزا دیکر۔ غرضکہ جہانتک ہوسکے کبیرہ گناہ سے بچنا چاہئے۔ اور اگر شامتِ نفس سے کبیرہ گناہ ہوجاوے تو فوراً توبہ کرنی چاہیئے۔ اور شرائط توبہ میں یہ بات بھی ہے کہ دل شرمندہ و پشیمان ہو۔ اور آئندہ گناہ سے باز رہنے کا پورا قصد ہو۔ اور ارادہ دل میں توبہ کے وقت رکھنا چاہئے۔ اور جیساکہ اس آیت میں صبح و شام کی نماز کو حکم ہوا۔ اسیطرح پانچوں وقت کی نماز کا ذکر ہے پ۱۵ بنی اسرائیل (۹) اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی سے مَحْمُوْدًا تک۔ سورج کے ڈھلنے سے لیکر نصف شب تک نمازیں پڑھ لیا کرو ظہر عصر مغرب عشا) اور صبح کی نماز (اسکے علاوہ ہے) کیونکہ صبح کی نماز پر (فرشتے یعنی نگہبان اعمال) گواہی دینگے۔ اور رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد پڑھا کرو۔ یہ تمہارے لئے مخصوص (سنتی) نماز ہے۔ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تم کو مقام محمود میں پہنچادے

ف لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ سے مراد آفتاب کا ڈھلنا ہے اور غَسَقِ الَّیْلِ سے مراد مغرب کی نماز مراد ہے قُرْاٰنَ الْفَجْرِ سے مراد صبح کی نماز ہے۔ اور مشہود سے مراد وہ فرشتے ہیں جو صبح کی نماز کے وقت حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ فضیلت جماعت سے نماز پڑھنے کی ۲۵ درجہ زیادہ ہے۔ اور فجر کی نماز میں ملائکہ نہار (دن کے فرشتے) اور ملائکہ لیل (رات کے فرشتے) چلے جاتے ہیں۔ حضور پر تہجد فرض تھا۔ اور اس واسطے صرف اسکے پڑھنے سے درجے بڑھتے تھے۔ اتنی دیر تک آپ ان انعامات کے لئے کہ پائے مبارک پر ورم بھی آجاتا تھا۔ اور نوافل اس واسطے پڑھتے ہیں کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتے ہیں۔ مگر حضور کے تو اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف ہوچکے تھے مگر آپ محض درجہ بلند ہونے کے لئے پڑھتے تھے۔

Marfat.com

اور قریب ہو کہ تیرا پروردگار تجکو اٹھائے گا مقام پسندیدہ پر کہ وہ مقام شفاعت ہے
منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ محمود وہ مقام ہے کہ جہاں میں اپنی امت
کی شفاعت کرونگا اور وہ مقام محمود ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے
کہ محشر میں سب لوگ ایک مقام میں جمع ہونگے کہ وہ مقام محمود ہے۔ اور حضور سب کو
لیکر باب الرحمن پر تشریف لاوینگے۔ اور سجدہ میں گر پڑینگے۔ پس حکم خدا ہوگا کہ اے
حبیب ہمارے ہمنے تیری شفاعت قبول کی اور تو جو کچھ چاہے گا ہم اسکو پورا کرینگے
سبحان مخلوق اللہ کا ذکر کرتی ہے اے سعید تو انکی پیروی کر۔ اور ان جیسا
ہو جو کہ رہ گزر انی کرتی ہے پس ابنی اسرائیل (۱۵) تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ سے غَفُوْرًا
تک سانوں آسمان و زمین اور جو مخلوق اس میں ہے سب اسکی پاکی کا ذکر کرتے ہیں
اور ایک شئے بھی ایسی نہیں جو اسکی تعریف کی مالا نہ جپتی ہو۔ مگر تم لوگ اسکی تسبیح کو
سمجھتے نہیں۔ بیشک وہ بڑا ہی تحمل والا ہے۔ اور بڑا بخشنے والا ہے۔ اور جب تم قرآن
پڑھتے ہو ہم تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان جنکو آخرت کا یقین نہیں۔ آنکھوں
سے اوجھل پردہ ڈال دیتے ہیں۔ اور ہمنے انکے دلوں پر غلاف ڈال دیئے ہیں تاکہ قرآن
کو نہ سمجھ سکیں۔ اور انکے کانوں میں گرانی پیدا کر دی ہے۔ اور جس وقت کہ تم قرآن مجید
میں تنہا اپنے پروردگار کا ذکر کرتے ہو تو وہ نفرت سے پیٹھ موڑ کر چلے جاتے ہیں۔

ف تمام مخلوقات خداوند کریم کی حمد و ثنا کرتی ہے۔ ہر ایک کی تسبیح جداگانہ ہے حضرت
ابن عباس فرماتے ہیں کہ درخت کے پتے جبتک درخت میں لگے رہتے ہیں۔ خدا کی تسبیح
کرتے رہتے ہیں اور کپڑا جبتک نہیں سڑتا خدا کی حمد کرتا رہتا ہے مٹی جبتک اس سے کام
نہیں لیا جاتا خدا کی حمد و ثنا کرتی رہتی ہے۔ اور حمایہ ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اور بعض
حضرات فرماتے ہیں کہ ان تمام چیزوں کی لطافت اور پاکیزگی حمد و ثنا کرنے والی ہے۔ غرض
یہ ہے کہ تسبیحات جمادات میں بڑا اختلاف ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ معراج

Marfat.com

کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان پر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی سُبْحَانَ وتعالیٰ بتسبیح سُنی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آسمان چرچرا رہا ہے قسم اسکی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ آسمان میں بالشت بھر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ سجدے میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہ کر رہا ہو کسی نے کہا ہے ؎

دردِل کیواسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا۔ تمہارے خطائیں دیکھتا ہے۔ اور قادر ہے کہ گرفت کرے اور فوراً عذاب نہیں اُتارتا۔ حدیث سے ہر مچھلی کی تسبیح کہنا ثابت ہے۔ اور قرآن شریف سے پہاڑوں کی تسبیح کہنا ثابت ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مکہ میں ایک پتھر آنحضرت صلعم کو سلام کیا کرتا۔ کنکریوں نے آپکے ہاتھ میں تسبیح کہی۔ حدیث میں ہے سبحان اللہ وہ کلمہ ہے جس سے خلق کو روزی ملتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مینڈک کو نہ مارو کہ وہ تسبیح کرتا ہے۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ ہنسے پردہ ڈال دیا ہے۔ یعنی وہ قرآن کی تاثیر سے محروم رہتے ہیں۔ اُنکے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اور ان کافروں کے دلوں پر پردہ اُنکے عناد کے سبب سے ہے کہ وہ روشن اور ظاہر دلیلوں پر غور نہیں کرتے۔ اور نہ معجزوں میں تامل و تفکر کرتے ہیں اور وہ بدیدہ دل نہیں دیکھتے ہیں۔ پس ہنسے انکے دلوں پر پردے ڈال دیتے ہیں۔ اور ہر چند آیات حق انکو دکھائے مگر وہ اپنی زیادتی کفر سے انکار کرتے ہیں۔ گویا کہ انکی آنکھوں پر پردے ہیں کہ وہ ہرگز نہیں دیکھتے ہیں اور یا یہ معنی ہیں کہ انکے دلوں اور کانوں پر پردے رکھدیئے ہیں تاکہ ملائکہ اُن سے واقف ہوں اور وہ ان پر ظاہر ہوں۔ اور انکی نشانی میں تامل نہیں کرتے ہیں۔ اور کوئی مقبول دعا نہیں ہے جو اسکے ملائکہ مطلع ہوکر اُنکو اس پر طعن کریں۔

اللہ پاک ہمیں اُن نعمتوں کا شکر بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے جو اس نے ہمیں عطا فرمائی ہیں تاکہ ہم

Marfat.com

عبادت اور اُس کا ذکر کرو اور اُسکی قدرت میں فکر کریں اور کفرانِ نعمت نکریں۔ پ ۱۴
النحل (۱۱) وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ سے اَلْکٰفِرُوْنَ تک۔ اور اللہ نے تمہاری
ماؤں کے پیٹ سے تمکو اس طرح نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ اور اُسی نے تم کو
کان اور آنکھیں اور دل عنایت کئے تاکہ تم اُس کا شکر ادا کیا کرو۔ کیا اِن لوگوں نے
اُن پرندوں کیطرف نہیں دیکھا جو اُدھر بیچ آسمان میں (ہمارے) بال بانہ رہے ہیں۔
اُنکو سوائے اللہ کے کوئی اور تھامے ہوئے نہیں۔ بیشک اس میں اہل ایمان کے لئے
نشانیاں موجود ہیں۔ اور اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو ٹھیرنے کی جگہ بنایا
اور تمھارے لئے چوپایوں کی کھالوں سے مکان (جیسے) تعمیر کئے۔ کہ تم اپنے کوچ
کے وقت اور ٹھیرنے کے وقت اُنکو سُبک پاتے ہو۔ اور اُنکی اُون۔ رُوں اور
بالوں سے روزمرہ برتنے اور فائدہ اُٹھانے کی چیزیں ایک وقت معیّن تک کے
لئے بنائیں۔ اور اللہ نے اپنی مخلوقات میں سے بعض چیزوں کے سائے بنائے
اور پہاڑوں میں تمہارے لیئے چھپ بیٹھنے کی جگہ بنائی۔ اور تمہارے لئے ایسے
کُرتے بنائے جو تمکو گرمی سے بچائیں۔ اور لوہے کے کُرتے جو لڑائی کے وقت تمہاری
حفاظت کریں۔ اِس طرح وہ اپنی نعمتیں تم پر پوری کرتا ہے تاکہ تم سرِ تسلیم خم کرو۔
پھر اس پر بھی اگر وہ منہ موڑیں تو تمہارے ذمہ احکام کو کھولکر بیان کر دینا ہے۔ وہ
اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں۔ پھر (دیدہ دانستہ) اِس سے مکرتے ہیں اور ان میں سے
اکثر کفرانِ نعمت کرنے والے ہیں ف اور پیدا کیا تم کو تمہاری ماؤں کے شکموں سے
جبکہ تم نفع اور ضرر کو کچھ محسوس نہ کر سکتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ لوگ تلاشِ معاش میں
امرِ دین سے باز رہتے ہیں۔ اِس واسطے خدائے تعالیٰ انکو سمجھاتا ہے کہ تم اپنی
ماں کے پیٹوں سے کیا کیا اسبابِ معاش لائے تھے۔ پس وہ اسباب خدا
نے تمہارے لئے مہیا کر دیئے اگر اسکی اطاعت کئے جاؤ گے تو اسبابِ معاش تم پر زیادہ

Marfat.com

آسان ہوجائینگے۔ اور خدا یتعالیٰ نے تمہارے لئے کانوں کو پیدا کیا کہ انسے سماعت کرو اور آنکھوں کو کہ ان سے دیکھتے ہو۔ اور دلوں کو کہ اُن سے سمجھتے ہو۔ اور ہر کام کی درستی کرتے ہو۔ اور نیک و بد میں فرق کرتے ہو۔ اسواسطے یہ نعمتیں تمکو دی ہیں تاکہ تم اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ شکر اُس ہی میں جانا جائیگا کہ جو جو نعمتیں کان۔ آنکھ دل خدا نے دیئے ہیں اُنکو خدا کی یاد میں لگاؤ۔ کان سے کلام اللہ سُنو۔ نہ کہ غیبت اور گراموفون۔ آنکھ سے کلام اللہ دیکھو نہ کہ غیر محرم کا نظارہ۔ دل اسکی یاد میں لگاؤ اُسکی محبت اُس میں پیدا کرو۔ نہ کہ ماسوائے اللہ کے اور کی محبت اُس میں قائم کرو غرضکہ ہمہ تن اُس ہی کی یاد میں لگے رہو۔ اب خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ کیا نہیں دیکھتے وہ کفار پرندوں کی طرف کہ وہ حکم دیئے گئے ہیں درمیان فضا اور ہوائے آسمان کے اور وہ اُڑتے پھرتے ہیں۔ اور وہ ایسا خدا ہے کہ جو روک لیتا ہے اُنکے جسم ثقیل کو اور زمین پر نہیں گرنے دیتا۔ ورنہ دستور ہے کہ ہر بھاری چیز جو کہ بے لگاؤ اوپر ہوتی ہے وہ زمین پر گرنا چاہتی ہے۔ اور روک تھام میں نشانیاں ہیں قدرت خداوندی کی واسطے اُس قوم کے کہ جو ایمان لائے ہیں۔ اور قدرت خداوندی پر اعتبار کرتے ہیں اور خداوند تعالیٰ نے تمہارے واسطے گھر بنایا۔ پتھر اور اینٹ اور لکڑی سے مکانات اور آرام کی جگہ وَمِنْ اَصْوَافِهَا اور پیدا کئے تمہارے لئے پشم دنبے اور بھیڑ کے اَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اور اُون یعنی اونٹوں کی اُون۔ اور بال یعنی بکریوں کے بال ان سے تیار کئے اسباب بچھانے کے تمہارے لئے۔ اور اسباب اور مثل وشالہ اور لوئی کے۔ اور اُن سے نفع اٹھانا خرید و فروخت کا مقرر تک۔ جبتک کہ وہ باقی رہیں اور پرانے ہوکر پھٹ جائیں اور بیکار ہوکر فنا ہونے والی ہیں۔ عاقل کو چاہیئے کہ باعتبار ان چیزوں کے کہ جو ہمیشہ باقی رہینگی فنا ہونے والی نعمتوں کو اختیار نکرے۔ ذکر ثواب قائم رہنے والی کا کرے۔

Marfat.com

اور تمہارے لئے خدا تعالیٰ نے درخت پیدا کئے اور پہاڑ اور عمارتیں پیدا کیں تاکہ تم انکے سایہ میں بیٹھو اور حرارتِ آفتاب سے محفوظ رہو۔ اور بنایا تمہارے لئے لباس صوف اور کتان کا۔ تاکہ تم گرمی سے محفوظ رہو۔ پس ایسے منعمِ حقیقی کی یاد سے غافل نہ ہو اسکی یاد میں ذاکر رہو۔ اور تمہارے لئے پیراہن آہن بنایا مثل زرہ اور جوشن کے کہ وہ محفوظ رکھے تمہارے جسم کو دشمن کے تفنگ و تیر و نیزہ و شمشیر سے (ہائے توپ سے کوئی روک نہیں) اور چونکہ انسان مختلف طریقوں سے زندگی بسر کرتا ہے اسواسطے خدا تعالیٰ نے سب چیزوں کا ذکر فرمایا۔ کہ کوئی پتھر کے مکان میں رہتا ہے۔ کوئی خیمہ میں رہتا ہے۔ کوئی غار میں۔ اور کوئی درخت کے سایہ میں گذارہ کرتا ہے۔ اور خدا کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں جو ذکر کرتے ہیں۔ وہ ایمان والے ہیں۔ وہ اقرار کرتے ہیں کہ یہ سب اُسی کی طرف سے ہے اور کافر منکر ہیں کہ وہ خدائے غیر کی پرستش کرتے ہیں۔ جو انکو نعمتیں دینے والا نہیں ہے اور ان تمام نعمتوں کو بتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور انہیں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور وہ جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد نعمت سے قرآن شریف ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ اس آیت میں مراد نعمت سے رسولِ خدا ہیں کہ کفار معجزوں کو دیکھ کر جانتے تھے کہ آپ حق پر ہیں لیکن بسبب عناد و حسد کے انکار کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔ نماز ہی ایسا عمل ہے کہ اس میں دل سے زبان سے ہاتھ پیروں سے اُس کا ذکر ہوتا ہے۔ پ ۱۶ طٰہٰ (۱) اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے لِذِکْرِیْ تک اور اللہ جسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ اچھے سے اچھا نام اُسی کے لئے ہے اور کیا تم تک موسیٰؑ کا قصہ پہنچا ہے کہ جس وقت اُنہوں نے آگ دیکھی تو اپنی گھر والی سے کہا کہ یہیں ٹھہرو مجھے آگ نظر پڑی۔ یا تو میں اس میں سے تمہارے لئے چنگاری

لہ جسکو سجانا چاہتے ہیں۔ نشانچی کا نشانہ خطا کرتا ہے سر کے اوپر سے نکل جاتا ہے اور بہت سے ذرائع سے بچ جاتا ہے

Marfat.com

لاؤنگا۔ یا آگ کے ذریعہ سے مجھے رستہ کا کھوج ملجائیگا۔ پس جب وہ آگ کے پاس آئے تو انکو آواز آئی اے موسیٰ میں تمہارا پروردگار ہوں۔ تم اہل وعیال کی محبت دور کرو بیشک اس وقت تم نہایت پاک و پاکیزہ میدان یعنی طوی میں ہو۔ اور میں نے تمکو (پیغمبری کے لئے) منتخب کرلیا ہے۔ پس جو وحی کیجاتی ہے اُسے کان دھر کے سنو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کرو۔ اور میرے ذکر کے لئے نماز پڑھا کرو **ف** کوئی معبود سزاوار پرستش نہیں مگر وہ اس واسطے کہ سوائے خدا کے کوئی مستحق اس نام کا نہیں ہے۔ اور یہ نیک نام اُسی کے واسطے ہیں کہ جو اُسکی صفات پسندیدہ پر دلالت کرتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو اُنکو یاد کرے رسول اللہ نے فرمایا وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اور اب خدا تعالیٰ حضرت موسیٰ کا قصہ بیان کرتا ہے واسطے تسلی رسول اللہ کے کہ موسیٰ نے قسم قسم کی تکلیفیں اٹھائی ہیں اور اُن پر پھر صبر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے خدا تعالیٰ بطور استفہام اپنے رسول سے۔ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا تیرے پاس قصہ موسیٰ کا آیا ہے کہ جس وقت کہ دیکھا اُسنے آگ کو منقول ہے کہ حضرت موسیٰ شعیب پیغمبر سے جو کہ اُنکے خسر تھے رخصت ہوکر مع اپنی زوجہ مصورا بنت شعیب واسطے ملاقات مادر اور برادر کے مصر میں سے روانہ ہوئے۔ اور اپنی زوجہ کو ایک اونٹ پر سوار کیا تھا اور اسباب خانہ بھی اُسی پر بار تھا۔ اور اپنی بی بی کو لئے قافلہ کے آگے آگے جاتے تھے اور رات جاڑے کی تھی اور نہایت تاریک تھی اور برف پڑتی تھی اور شب جمعہ تھی سب آدمی رستہ بھول گئے۔ اور بکریاں اور بنیاں جدا جدا تھے وہ متفرق ہوگئیں۔ اور اُنکی بیوی کے دردزہ ہوا۔ اور آگ کی التماس ہوئی حضرت موسیٰ نے چقماق سے ہر چند چاہا کہ آگ روشن کریں لیکن مرد ہوئی حضرت موسیٰ اس امر میں حیران تھے کہ ناگاہ دور سے آگ دیکھی کہ روشن ہو رہی ہے معہ اپنے اہل و

Marfat.com

سے کہا کہ تم یہاں ٹھیرو میں آگ لاتا ہوں۔ پس موسیٰ آگ کی طرف روانہ ہوئے۔ پس جسوقت حضرت موسیٰؑ آگ کے پاس کے آئے تو آگ ایک درخت سبز میں روشن دیکھی اور گرد اُسکے کوئی آدمی نہ تھا۔ پس موسیٰ آگ کی روشنی اور درخت کی سبزی سے نہایت متعجب تھے۔ منقول ہے کہ آگ کے لینے کو موسیٰ قریب درخت کے آئے اور چاہتے تھے کہ آگ لیویں وہ آگ اِنکی طرف جھک کر آئی اور یہ گھبرا کر پیچھے کو پھرے اور آگ بھی اپنی جگہ واپس چلی گئی۔ جب موسیٰؑ نے دیکھا کہ آگ درخت میں چلی گئی ہے تو وہ پھر بڑھے اور اُنہوں نے قصد آگ کا کیا۔ اور آگ خود بخود اُنکی طرف آئی اور موسیٰ پھر جھجک کر پیچھے کو ہٹے آگ پھر درخت میں چلی گئی۔ جب بمرتبہ سوم بھی ایسا ہوا تو ناگاہ ایک آواز آئی۔ "اُے موسیٰ میں تیرا پروردگار ہوں" پس جس وقت موسیٰؑ کو یہ آواز آئی تو اُنہوں نے تعجب کیا کہ یہ بولنے والا کون ہے۔

منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ اِس آواز کے بعد جب درخت کے قریب پہنچے تو اُس میں سے فرشتوں کی آواز سُنی کہ ذکرِ خدا میں مشغول ہیں۔ اور ایک نُور ہے کہ زمین سے آسمان تک روشن ہے۔ نہ آگ درخت کو جلاتی ہے اور نہ سبزی درخت کی آگ کو بجھاتی ہے۔ یہ دیکھ کر ڈرے اور بیہوش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنکے دل میں ایک تسکین ڈالی۔ اور اُنکے دل کو مضبوط کر کے آواز دی۔ اور کہتے ہیں کہ موسیٰؑ نے جسوقت

لہ یہ میرا خود کا تجربہ ہے کہ جب میرے ہم زلف اور اُنکی زوجہ الہ آباد میں طاعون میں ایک رات میں انتقال کر گئے تو میری بیوی کو جو اُنکی چھوٹی بہن تھیں اور اُنکو یہ حال دیکھ کر غش ہو جاتا تھا۔ بعد مرنے کے میں نے اپنی زوجہ کو سینہ سے لگا لیا اور رو رہا تھا۔ پھر اُسنے کہا کہ ایک سل سی میرے دل پر آ کر لگ گئی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ اسکی حیات باقی ہے اور یہی تسکین منجانب اللہ اسکے دل پر نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اس لکھنے تک وہ حیات ہے اور اِس واقعہ کو ۳۰ برس ہو گئے ہیں۔ اور یہ میرے ہم زلف حکیم تھے اور مرضِ طاعون کا علاج اچھا کرتے تھے۔ غرضکہ جب میرے گھر میں سے اُسکو اپنی ہمشیرہ کی حالتِ نزع میں غش آجاتا تھا تو وہ علاج یہ بتاتے کہ بازو باندھو کنپٹی کے بال نوچو خوشبو سنگھاؤ تو اُسوقت میں یہ بھی کہتے تھے کہ ہم تو نہ بچیں گے ہمارا وقت آگیا مگر ہمارے بعد یہ بھی نہ جئے گی یہ اُنہوں نے اپنی جورو اپنی ہمشیرہ سے کہا تھا۔ مجھے سخت تشویش تھی۔ اِس ہی سے میں اپنی گھر والی کو سنبھالتا رہتا تھا

Marfat.com

وہ تجھ سے آواز سنتی ہے یا موسیٰ تجھ سے کس نے کہا کہ جواب دیا۔ لیکن یہ نہ جانا کہ پکارنے والا کون ہے اور کہاں ہے۔ اور کہا موسیٰ نے میں تیری آواز سنتا ہوں اور جگہ تیری نہیں دیکھتا ہوں کہ کہاں ہے؟ آواز آئی کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرے ہمراہ ہوں۔ اور میں تجھ سے ہر ستانہ قریب ہوں۔ پس موسیٰ نے جانا کہ یہ کلام خدا ہے۔ بس پھر تو موسیٰ ہمہ تن متوجہ ہو گئے۔ اور منتظر رہے کہ اب کیا خطاب ہوتا ہے۔ آواز آئی فاخلع نعلیک پس جوتا اتار دو یعنی سفر کی ساتھ اسواسطے جو تم اتار رہے ہو حکم ہوا کہ برکت اس زمین کی موسیٰ کو پہنچے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جوتا اتارنے کے اس وجہ سے حکم ہوا کہ یہ تعظیم ادب کی تھی جوتا کے واسطے کہ فرش نجاست جوتا پر نہیں جانا چاہیئے۔ اور جو مکان متبرک ہوتے ہیں وہاں جوتیاں اتار کر جاتے ہیں اور حضرت صاحب العصر نے اس واقعہ کی تاویل اس طرح فرمائی ہے کہ وہی آسمنہ واحدی مقامیں میں مناجات کی تھی۔ کہ اے پروردگار میرے میں نے تیری محبت کو خالص کیا اپنے سے اور اپنے دل کو ماسوا کیا ہے سے اور اپنے اہل و عیال کو چھوڑ رکھا ہے۔ اس واسطے کہ تیرا ذکر کروں۔ تعالیٰ یعنی اپنے اہل و عیال کی محبت کو اور ان کی الفت کو دل سے نکال ڈال۔ اور حضرت موسیٰ نے جو جوتیاں اتار دیں اس کو یہ بادر رکھا تو پھر آواز آئی کہ میں نے برگزیدہ کیا ہے تجھ کو موسیٰ ہوشیار سن جو کچھ وحی کیجاتی ہے۔ وہ یہ کہ میں ہوں حق ہوں۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر میں۔ پس تو میری پرستش کر اور نماز کو قائم رکھ تاکہ تو مجھ کو یاد کرتا رہے۔ خدا نے جمیع اعمال میں سے نماز کو خاص کیا کہ اس میں ہے اور دل و فنون اشیاء کو اس میں شامل رکھا ہے۔ جس وقت یاد آئے اسی وقت پڑھ لے

Marfat.com

کوئی اُسکے عذاب کو روک نہیں سکتا ہے پس چاہیئے کہ اُس کا ہی ذکر کریں
پ ۱۷ الانبیاء (۴۲) قُلْ مَنْ یَّکْلَؤُکُمْ سے مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ تک (اور یہ بھی اِن سے کہدیجئے
کہ وہ کون ہے جو رات میں یا دن میں رحمان (کے عذاب) سے تمہاری حفاظت کرتا ہو
بلکہ وہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے رُوگردان (ہی) ہیں۔ کیا انکے پاس ہمارے سوا اور
ایسے معبود ہیں کہ (عذابِ مذکور سے) انکی حفاظت کر لیتے ہوں۔ وہ خود اپنی حفاظت
کی قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی اُنکا ساتھ دیسکتا ہے ف
وہی بچاتا ہے اور کون بچا سکتا ہے۔ اُسکے سوا کوئی اُسکے عذاب کو نہیں روک سکتا
جو اُس سے نہیں ڈرتے سخت غلطی کرتے ہیں کہ اُس کا نام تک نہیں لیتے یعنی اِن
کافروں کے جو بُت ہیں وہ اسقدر مجبور ہیں کہ وہ خود اپنے آپ کو اللہ کے عذاب
سے نہیں بچا سکتے تو دوسروں کو کیا بچا سکیں گے۔ اور کوئی خدا کے مقابل اُنکا ساتھ
دیسکتا ہے۔ تو اب ہمکو چاہیے کہ اُسکی ہی یاد میں لگے رہیں۔ اور کسی کی یاد نکریں۔
اور مقابلہ اُسکے نہ اُسکی یاد کرنے والوں کی یاد کریں۔ اور جن لوگوں نے اُسکی یاد
سے مراتب حاصل کئے ہیں ہم بھی اُن جیسی ریاضت کریں۔ اور وہ ہمکو عبادت کی
توفیق دے۔ مگر ہم ارادہ تو کریں۔ ارادہ ہماری طرف سے ضروری ہے۔ پھر توفیق اُسکی
طرف سے۔ اللہ کے ذکر کرنے والوں کی توصیف خود باری تعالیٰ فرماتا ہے پ ۱۷ الحج
(۳۵) اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ سے یُنْفِقُوْنَ تک۔ خوشخبری سُنا دیجئے وہ
لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُنکے دل لرز اُٹھتے ہیں۔ اور جو مصیبت اُنپہ
نازل ہو اُس پر صبر کرتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو رزق ہمنے عنایت کیا ہے
اُس میں سے خدا کی راہ میں صرف کرتے ہیں۔
جو ڈرتے ہیں قیامت کے دن سے وہی اللہ کا ذکر کرتے ہیں پ ۱۸ النور (۵) رِجَالٌ
اِلٰی قولہٗ حساب تک۔ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کی یاد (ذکر) اور نماز

Marfat.com

اور زکوٰۃ دینے سے غفلت نہیں کرنے پاتے وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جسمیں دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائینگے۔ تاکہ جو کچھ انھوں نے کیا ہے اللہ اس کا بدلہ بہتر سے بہتر دے۔ اور اپنے فضل سے انکے لئے کچھ اور بڑھا دے۔ اور اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے **ف** نہیں غافل کرتی انکو تجارت اور نہ خرید و فروخت کرنا اشیاء کا لینا اور دینا ذکر خدا سے اور قائم کرنے نماز سے اور دینے زکوٰۃ سے۔ اور ان لوگوں کی اللہ تعریف فرماتا ہے جن کا شیوہ یہ تھا کہ جس وقت نماز کا وقت ہوتا تھا تو وہ اپنی تجارت کو چھوڑ کر نماز کے واسطے چلے جاتے تھے۔ اور یہ لوگ اجر و ثواب میں ان لوگوں سے زیادہ ہیں جو تجارت نہیں کرتے۔ اور ایک وہ آدمی تھے کہ رسولؐ کو نماز میں تنہا چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔ اور جب کسی تاجر کے آنے کی خبر سنتے تھے اس کا ذکر اس ہی بیان میں ہو چکا ہے سورۂ جمعہ میں۔ جو ڈرتے ہیں اپنے خدا سے اور چھوڑ دیتے ہیں خرید و فروخت کو اور قایم کرتے ہیں نماز کو۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ یا ڈرتے ہیں ہول قیامت سے پس انکے مراتب اعلیٰ ہیں۔ وہ جنت کی نعمتوں سے مستفیض ہونگے اور خدا تعالیٰ جسکو چاہتا ہے روزی دیتا ہے بے حساب کثرت سے اپنے فضل و کرم سے۔ یا عقبیٰ میں زیادتی روزی کرے کہ تمہاری فہم میں نہ آوے۔ اور فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ جو کوئی صبح کو مسجد میں جاوے کہ نماز فریضہ میں ادا کروں یا ایک یا دو دین کی بات سکھائے تو ثواب مجاہد کا پاوے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بارش ہم برساتے ہیں تاکہ ہماری نعمتوں کا بیان کرے مگر حضرت انسان ناشکری ہی کرتا ہے پ ۱۹ الفرقان (۵) وَهُوَ الَّذِیْ ... سے کفورا تک اور وہی خدا ہے جس نے اپنی رحمت اتارنے سے پہلے یا برسنے سے پہلے اسکی خوشخبری دینے کے لئے ہواؤں کو بھیجا۔ اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی بھیجا۔ اس لئے کہ ہم اسکی وجہ سے مری ہوئی بستی کو زندہ کریں۔

Marfat.com

(وہاں کی زمین تروتازہ ہو جائے) اور اپنی طاقت میں سے بہت سے جانوروں اور آدمیوں کو بلائیں۔ اور جب بارش کو ان لوگوں میں پھرایا۔ اس لئے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) کی قدرت کو بیان کریں۔ اور اسکی نعمتوں کا شکر کریں۔ اکثر لوگوں نے ناشکری کے سوا کچھ (احسان) نہ مانا۔ جب مینہ برسنے کو ہوتا ہے تو پہلے ہوائیں چلتی ہیں جنسے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اب بارش آتی ہے۔ گویا یہ ہوائیں پانی کی خوشخبری دیتی ہیں بعضوں نے کہا کہ ناشکری سے مراد یہ ہے کہ پانی تو برساتا ہے اللہ اور لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کے کارتی اچھی آئی ہے۔ اس وجہ سے پانی برسا فلاں تارا فلاں برج میں ہے تو بارش اچھی ہوگی۔ معلوم کیا کیا واہی باتیں بناتے ہیں صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں میں سے دو قسم کے لوگوں نے صبح کی ایک تو وہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ ستاروں کی تاثیرات کو نہیں مانتا۔ دوسرے وہ جو ستاروں کی تاثیرات کو مانتا ہے مسلمان تو یہی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے پانی پڑا۔ اور کافر کہتے ہیں کہ فلاں کارتی کی وجہ سے پانی پڑا۔ ستارے بالکل عاجز ہیں وہ کیا کر سکتے ہیں۔ ہمکو ہر حال میں اسکی یاد کرنی چاہیئے۔ جو ہماری زندگی کا مقصد و منتہا ہے۔

قرآن مجید میں ذاکرین کی بخشش کا حکم ہے پ۲۲ الاحزاب (۵) وَالذّٰكِرِيْنَ سے عَظِيْمًا تک خدا کی کثرت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں۔ بیشک ان سب لوگوں کیلئے اللہ نے گناہوں کی بخشش اور بڑا ثواب مہیا کر رکھا ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے۔ اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو پ۲۲ الاحزاب (۶) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا تک اے ایمان لانے والو اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ اللہ کی یاد اور اس کا ذکر اس کی ہے ہونا ہے جو قیامت کے آنے کو برحق جانکر پیروی رسول مقبول کرتے ہیں اور انکے لئے ہی نفع ہے پ۲۱ الاحزاب (۳)

Marfat.com

تحفۂ دیدہ ۔ ۔ ۔

حبیب ہمارے تم اِنکی طرف سے اپنا منہ پھیر لو اور ارادہ سزا اور بدلہ لینے کا نکرو۔ اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو بیکار نہیں پیدا کیا ہے۔ بلکہ وہ ہماری عبادت و پرستش کریں مطلب یہ ہے کہ نہیں پیدا کیا ہے مَیں نے جنوں کو اور آدمیوں کو۔ مگر اس واسطے کہ وہ اقرار کریں عبودیت کا اور بندے ہونے کا اور پہچانے اُسکی صفات۔ اور حضرت حسینؓ نے فرمایا کہ اے لوگوں خدا نے نہیں پیدا کیا ہے بندوں کو مگر اسواسطے کہ وہ پہچانیں خدا کو۔ اور جس وقت کہ اسکی عبادت کریں تو غیر کی عبادت سے بے پروا ہو جائیں۔ اور بعض تفسیر میں آیا ہے کہ پیدا کیا ہے خدا نے ہر شخص کو واسطے بجالانے امر و نہی کے نہ اِس واسطے کہ جبر سے عبادت کریں۔ تاکہ معلوم ہو کہ کون فرمان برداری خدا کی کرتا ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ غرض اصلی پیدا کرنے سے پیش کرنا ثواب کا ہے نہ عبادت کا۔ مگر ثواب حاصل نہیں ہوتا ہے بغیر عبادت کے پس گویا کہ عبادت باعث ثواب پیدا کرنے کا ہے۔ شرع میں جبر نہیں ہے۔ مُراد عبادت سے یہ ہے کہ اپنے اختیار سے کرے نہ مجبوری اور ناچاری سے۔ اسواسطے کہ اگر عبادت بمجبوری ہوتی تو سب عبادت کرتے اور اُسکو کوئی بھی ترک نکرتا۔ اور غرض عبادت کے حکم کرنے سے پہنچانا نفع کا ہے بندوں کو نہ خود اِس سے باریتعالیٰ کو فائدہ حاصل کرنیکا ہے اور اگر کسی نے اُسکی عبادت نکی تو اس سے اُسکی غرض باطل نہیں ہوتی۔ اور غرض اُسکی عبادت کے حکم سے یہ ہے کہ اُسکے وسیلہ سے آخرت میں رستگاری پاویں۔ نہ یہ کہ خدا تعالیٰ کو اُن سے کچھ فائدہ حاصل ہے اِس واسطے کہ اُسکی ذات بے پروا ہے۔ اُسکو کسیکی عبادت کی حاجت نہیں۔ انسان کو لازم ہے کہ اُسکے ذکر سے تر زبان رکھے۔ اِس ہی میں حضرتِ انسان کا فائدہ ہے شانِ عبدیت اِس ہی سے ظاہر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشفی فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ تم ذکر میرا کئے جاؤ نہ تم مجنون ہو اور نہ شاعر پ ۲۷ الطور (۲) ذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا

Marfat.com

مَجْنُوْنٌ سے صٰدِقِیْنَ تک (پس اے پیغمبر، تم ذکر کرتے رہو اس لئے کہ تمہارے پروردگار کی نعمت کی وجہ سے نہ تو تم بغیر وحیِ خدا کے غیب کی خبر دیتے ہو اور نہ تم دیوانے ہو۔ آیا وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے۔ ہم اس پر گردشِ زمانہ کا انتظار کرتے ہیں۔ تم کہدو کہ اچھا تم انتظار کرو۔ پس میں بھی انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ کیا انکی عقلیں ان کو اسی کا حکم دیتی ہیں یا یہ سرکش لوگ ہیں۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ اسنے قرآن، اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایمان لانے والے نہیں۔ پس اگر یہ سچے ہیں تو اس جیسا کلام یہ بھی بنا لائیں

ف منقول ہے کہ ایک جماعت قریش کی مکہ کے ٹیلوں پر بیٹھکر آنے جانے والے قافلوں کے روبرو رسولِ خدا کو شاعر اور جادوگر اور مجنون کہتے تھے۔ اور رسولِ خدا کو یہ بہتان انکے سنکر بہت رنج ہوتا تھا۔ پس خدائے تعالیٰ اپنے حبیب سے فرماتا ہے کہ اے محمدؐ تم انکو برابر نصیحت کئے جاؤ اور ان مشرکوں اور منافقوں کی باتوں کا رنج مت کرو۔ اور اس وجہ سے انکو نصیحت و پند سے خالی نہ رکھو۔ اور کفار کہتے ہیں کہ قرآن کو محمدؐ نے اپنے جی سے بنا لیا ہے۔ یہ غلط کہتے ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس قسم کے جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ کفر اور گمراہی کی ہٹ پر قائم ہیں۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ کلامِ خدا ہے اسکو کوئی بنا نہیں سکتا جس وقت تمام فصیحان عرب اسکے مثل لانے سے عاجز ہو گئے۔ پس خدا اوسطے لازم کرنے حجت کے فرماتا ہے کہ قرآن اگر محمدؐ کا بنایا ہوا ہے۔ پس چاہیئے کہ لائیں وہ بھی کوئی چیز اس قرآن کی فصاحت میں اس صاحبی۔

یادِ مولیٰ ہی میں کامیابی ہے پ ۲۸ الجمعہ (۲) وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچ جاؤ **ف** اللہ کی یاد دنیا کے [illegible]

بہتر ہے یادِ مولیٰ کا ثواب باقی ہے اور دنیا کا ساز و سامان فانی ہے۔

اللہ کا ذکر کرو کہیں مال و اولاد تم کو غفلت میں نہ ڈالدے پ ۲۸ المنٰفقون (۲) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ سے اَلْخٰسِرُوْنَ تک اے ایمان لانے والو تم کو تمہارے

Marfat.com

مال یا اولاد تمہیں خدا سے غافل نہ کر دیں اور نہ تمہاری اولاد اور دولت ایسا کریں گے تو وہی لوگ نقصان میں رہیں گے تم اور تمہارے گھر والوں کو جو ایمان لائے ہو چاہیئے کہ مال اور اولاد میں مشغول نہ ہو خدا کو نہ بھولو اور یاد مولیٰ کو ترک نہ کرو اور اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور بلاؤں پر صبر کرو اور اسکی قضا پر راضی رہو اور اس کا ذکر نہ چھوڑو اس واسطے تقاضائے ایمان تو یہی ہے کہ خدا کی دوستی اسکی دوستی پر غالب ہو۔ اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں کہ مال و اولاد کے سبب خدا کو بھول جاتے ہیں وہی نقصان پانے والے ہیں۔ کہ نعمت دائمی کو برباد کر کے فنا اور فانی چیز کو اختیار کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے تونگری کو قناعت میں رکھا ہے اور آدمی اسکو طلب کرتے ہیں کثرت مال میں۔ اور فرمایا ہے کہ میری رضا میری خواہش نفس کی مخالفت میں ہے۔ لوگ اسکو تلاش کرتے ہیں خواہش نفس میں۔ اور فرمایا ہے کہ میں نے راحت کو رکھا ہے جنت میں۔ اور لوگ تلاش کرتے ہیں دنیا میں۔

اللہ کے نام کا ورد رکھو پ ۲۹ المزمل (۱) اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً تک بیشک رات کا اٹھنا بلحاظ ہیئت سخت گراں گزرتا ہے لیکن ذکر الٰہی کے لئے نہایت موزوں و مفید ہے۔ بیشک تمہارے لئے دن میں بہت کام رہتا ہے۔ اور تم اسپر پروردگار کا نام لیتے رہو اور اسی کی طرف رجوع رہو اور دوسرے سے امید قطع کر لو وہی مشرق اور مغرب کا پروردگار ہے۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کو اپنا کارساز بناؤ وَ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ بتحقیق جو ساعت کہ آنے والی ہے جو عبادت حادث ہونے والی ہے وہ سخت تر ہے از روئے ثبات قدم کے۔ بہ نسبت عبادت روز کے اس لئے کہ شب کو بستر سے اٹھنا اور خواب کا ترک کرنا اور نفس کو تکلیف میں ڈالنا یہ نہایت دشوار ہے اور یاد کرو اسم ربک سے شب کے وقت اور دن کے وقت تسبیح و تہلیل اور جملہ اذکار اور اوراد و وظائف سے بجا لانا۔ اور قطع کرنے اپنی توجہ کو اشتغال غیر سے

Marfat.com

یعنی اپنے نفس کو اندیشہ ماسوائے اللہ سے کلیتاً خالی کردے۔

اور اللہ کا ذکر صبح وشام کرتا رہ پ ۲۹ الدہر (۲) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ سے لَيْلًا طَوِيلًا تک۔ اور یاد کر نام پروردگار اپنے کا صبح وشام اور رات سے پس سجدہ کرو واسطے اسکے اور تسبیح کر اسکی رات بڑی تلک اللہ کی یاد اب کرلے ایک روز اسکی حضوری میں حاضر ہونا ہے۔ پھر اپنی غلطیوں پر نادم ہونا ہوگا پ ۳۰ الفجر (۱) وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا سے لِحَيَاتِي تک۔ اور تمہارا پروردگار جلوہ افروز ہوگا اور فرشتے (اسکے حضور میں) صف بستہ حاضر ہونگے اور اس دن جہنم (سب کے روبرو) لائی جائیگی اس دن (اپنی غلطیوں کو) یاد کریگا۔ لیکن اس وقت یاد کرنے سے فائدہ؟ کہے گا اے کاش میں نے اپنی زندگی میں کچھ پہلے سے کرلیا ہوتا۔

اور اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہو پ ۳۰ الضحیٰ (۱) وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ تک اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہنا ف اس آیت میں کسی خاص نعمت کی تخصیص نہیں ہے لہٰذا وہ تمام نعمتیں مراد لیجائیں جو اللہ پاک نے آنحضرت علیہ السلام کو دنیا وآخرت میں عنایت فرمائیں۔ فتح ممالک۔ شوکت اسلام۔ غلبہ مسلمین۔ حصول غنائم۔ اجابت شفاعت بروز قیامت وغیرہ سب اس میں آگیا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت علیہ السلام کبھی راضی نہیں ہو سکتے جبتک کہ آپکی امت کا ایک آدمی بھی دوزخ میں ہو۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول پڑھا کہ فمن تبعنی فانہ منی یعنے اے اللہ جو کوئی میری پیروی کرے وہ میرے گروہ سے ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول پڑھا کہ ان تعذبہم فانہم [illegible] اگر تو میری امت کو عذاب کرے تو تجھے اختیار ہے کیونکہ وہ تیرے [illegible] ہیں اسکے بعد آپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور عرض کی کہ اے اللہ میری امت میری امت تو حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا کہ محمدؐ سے کہدو کہ انا سنرضیک فی امتک ولا نسوءک تمہاری

Marfat.com

اُمت کے بارے میں راضی کر دینگے۔ تمہیں ناخوش نہ کرینگے۔ پس اے سعید تو بھی اُنکا ایک ادنیٰ اُمتی ہے اِس شکرانہ میں تر زبان رہ ٭

اِس رسالہ میں وہی آیات مذکور ہوئی ہیں جن کا تعلّق ذکر سے ہے۔ اور عبادات سے انکا تعلق نہیں ہے ورنہ عبادت کے متعلق ہم رسالہ "کلید سعید" میں لکھیں گے انشاء اللہ آپ دیکھیں گے۔ بشرطِ زندگی اور بصیرآنے پیسہ کے ہم چھپوائیں گے۔ فی الحال مستعدی سے ہم اِس کام کو کر رہے ہیں اور بھروسا اپنے سب کاموں کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے۔

ارشاداتِ نبی کریم صلعم

ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے جہاد سے بھاگے ہوؤں کے بعد کفار سے جنگ کرنے والا اور غافلوں کے درمیان خدا کو یاد کرنے والا ایسا ہے جیسے سوکھے درخت میں ہری شاخ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے خشک درختوں کے درمیان میں ہرا درخت۔ اور غافلوں کے درمیان میں خدا کو یاد کرنے والا ایسا ہے جیسے اندھیرے مکان میں چراغ ٭

ارشادِ نبی کریم ہے ذِکْرُ اللّٰہِ عَلَامَۃُ الْاِیْمَانِ وَبَرَاءَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ وَحِصْنٌ مِنَ الشَّیْطَانِ وَحِرْزٌ مِنَ النِّیْرَانِ خدائے تعالیٰ کا ذکر ایمان کی نشانی ہے اور بیزاری نفاق سے ہے اور قلعہ ہے شیطان سے اور دوزخ سے پناہ ہے چھٹکارا ٭

افضل الذکر الخفی فاضل ترین ذکر آہستہ ہے۔

افضل الذکر اللہ تعالیٰ سب ذکروں سے بہتر خدا کا ذکر ہے۔

اَفْضَلُ الْعِبَادِ عِنْدَ اللّٰہِ الذَّاکِرُوْنَ کَثِیْرًا خدا کے نزدیک وہ بندہ فاضل تر ہے۔ جو خدا سے خلوت و جلوت کو دست یاد کرتا ہے۔ اور ارشادِ نبی کریم ہے۔ جہاد سے بھی زیادہ پیارا اللہ کو ذکر ہے۔ ایک جگہ یہ آیا ہے جو وہ لب ہی ہلائے۔ یعنی صرف ایک دفعہ ذکر کرے وہ

Marfat.com

وہ میرا بندہ ہے اگرچہ سب بندے اسی کے ہیں مگر خاص کر لیا ہے اس بندے کو از راہِ شفقت کے کسی نے آپ سے پوچھا کہ کونسا کام سب کاموں سے بہتر ہے کہا تیری زبان خدا کی یاد میں رہے سب سے کم درجہ ذکر کا یہ ہے جو یہ وہ کہ ذکر سے باز رہے۔ اور اس سے زیادہ بہتر وہ ہے کہ ذکر قلبی ہو اور جہراً اسکو ذکر میں لگائے اور اعلیٰ درجہ کا وہ ہے کہ تکلف سے باز رکھا جائے۔ نہایت اعلیٰ درجہ کا وہ ذکر قلب میں بس جائے کسی حال میں اس سے علیحدہ نہ ہو۔ ذکر یا خیال کے ہر حال میں اس کی ذکر ہی ذکر ہو۔ اور دوسرے خیال کی اس میں جگہ باقی نہ رہے جیسا کہ عاشق ہمیشہ معشوق کے خیال میں محو رہتا ہے۔ تن سے لوگوں میں اور دل سے غائب ہو حق تعالیٰ کو ماسوا سے زیادہ وہ مست رکھتا ہو۔ اصل ذاکر جنتی یہ ہے۔ ہمیشہ دل خدا سے لگا رہے اور ذرا بھی غافل نہ ہو ایک دم کے لئے اتنا ہی بس ہے کہ اوامر و نواہی کو بجا لاوے ؛

اور فرمایا آپ نے کہ بہترین اعمال تمکو بتاؤں جو سب سے زیادہ مقبول خدا کے نزدیک ہو اور سب سے زیادہ تمہارے درجوں کو بلند کرنے والا ہو۔ وہ عمل ہے جو سونے چاندی سے بہتر ہے اور دشمنوں پر جہاد کرنے سے افضل ہے۔ اگرچہ تمہارے [illegible] تم انکی گردنیں مارو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہے فرمایا [illegible] اور رسول اللہ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ بکوشید تا بوسیلہ ما [illegible] واسطے میرے پاس سب سائلوں کی حاجت باوجود [illegible]

اور فرمایا بھی کہ ہم سے جو [illegible]

وہ سایہ [illegible]

اور فرمایا کہ وہ [illegible]

اور فرمایا [illegible]

Marfat.com

اُس گھڑی کی جو بے یاد آلٰہی گذری ٭

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی خدا کا ذکر بہت کرے تو اسکو گور میں کیڑے نہ کھائیں گے۔ اور فرمایا رسول اللہ نے جو کوئی خدا کا ذکر بہت کرے تو قیامت میں اُسکے مُنہ سے نور کے شعلے نکلیں گے۔

اور فرمایا رسول اللہ نے بیٹھو اُس قوم کے ساتھ جو صبح کی نماز سے طلوعِ آفتاب تک خدا کا ذکر کرتے ہیں۔ اور فرمایا مجھے زیادہ پسند ہے اِس سے کہ چار غلام آزاد کروں اور فرمایا ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ نے بھلائی ذکر میں ہے اور بُرائی محبتِ دنیا میں۔

مکرر عرض ہے کہ ذکر چار طرح کا ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ زبان سے ذکر ہو اور دل غافل ہو۔ یہ ذکر ضعیف ہے لیکن اثر سے خالی نہیں کیونکہ زبانِ نافل سے یہ زبان فضیلت رکھتی ہے۔ دوسرے یہ کہ دل میں جگہ پکڑنے والا نہو۔ تکلف سے دل کو متوجہ کیئے ہو۔ تیسرے یہ کہ دل میں جاگزین ہو اور قرار پکڑے ہو۔ اُسکو دوسرے کام میں متوجہ نہونے دے۔ یہ صورت بھی چنداں افضل نہیں۔

چوتھے یہ کہ حق تعالےٰ اُسکے دِل پر غالب ہو۔ اِس طرح کہ درمیان ذکر و مذکور کے کچھ فرق نکر سکے اور اُسکے دل میں دوسرے کی گنجایش نہ ہو اور اسی میں ڈوبا رہے یہانتک کہ کسی وقت میں ذکر کو بھول جائے تو اللہ باقی رہے۔ اور یہاں تک کہ خود اپنا وجود بھی اچھا نہ معلوم ہو۔ صوفیائے کرام اِس عالم کو فنا کہتے ہیں۔ اور اسکو ذکرِ حقیقی کہتے ہیں۔ اللہ پاک نے سب عبادتوں کی حد مقرر کردی ہے۔ مگر ذکر کی کوئی حد نہیں اِس لئے ذکر بے حد کرنا چاہیئے۔

خدا کی یاد کرتے کرتے جب انسان ولی اللہ ہو جاتا ہے تو اس تعریف کا مصداق ہو جاتا ہے اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلَا یَنْقَلِبُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ یعنے بے شبہ دوستانِ خدا مرتے نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں تبدیل

Marfat.com

ہوجاتے ہیں۔

اور فرمایا آقائے نامدار نے افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے چاہئے کہ وقت ذکر کے پیٹ کھانے سے ہلکا رکھے (کم خوردن کے فوائد ہماری کتاب آثار سعید میں دیکھو) اور روبقبلہ ہوکر چار زانو بیٹھے اور آنکھ کو سامنے رکھے اور دل کو خیالات ناپاک سے پاک کرے لاالٰہ کے کہتے وقت منہ دہنے طرف کرے اور الا اللہ کہتے وقت سینہ کی طرف رکھے۔ اس طرح کہ آواز دل پر پڑے۔ کیونکہ فرمایا ہے بہترین ذکر لاالٰہ الا اللہ ہے اور آخر میں کہے محمد الرسول اللہ۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نیکی جو بندہ کرتا ہے قیامت کے دن اسکو ترازو میں رکھیں گے (کلمہ طیبہ کا ذکر آثار سعید میں بھی ہے) مگر کلمہ لاالٰہ الا اللہ کہ جب [illegible] میں رکھیں گے سات آسمان اور سات زمین اور ما فیہا سے بڑھ جاویگا۔ اور ارشاد ہے کہ اگر کلمہ پڑھنے والا صادق ہو تو زمین کے ریزوں کے برابر بھی گناہ رکھتا ہے تو اسکو بخش دینگے۔ اور فرمایا ہے جو خلاص سے لاالٰہ الا اللہ کہے گا وہ بہشت میں جاویگا۔ اور فرمایا ہے جسنے کہا لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شیٔ قدیر۔ نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے۔ وہ ایک ہے اور نہیں ہے کوئی شریک اسکے اور اس ہی کے لئے ہے بادشاہی اور اسی کے لیے ہے سب تعریف اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اگر ہر روز سو بار کہیگا تو اسکو دس غلام آزاد کرنیکا ثواب ملیگا۔ اور سو نیکیاں اسکے نامۂ اعمال میں لکھیں گے اور سو بدیاں مٹائیں گے۔ اور قلعہ ہوگا یہ کلمہ اسکے لئے شیطان سے رات تک [illegible]

بخاری میں لکھا ہے کہ جسنے کلمہ لاالٰہ الا اللہ کہا کہ گویا چار بندے [illegible] علیہ السلام سے۔ اور فرمایا رسول اللہ نے جسنے ایک دن میں سو بار کہا سبحان اللہ وبحمدہٖ اسکے سارے گناہ بخشے جائیں اگرچہ جھاگ دریا کے برابر ہوں۔ اور فرمایا ہے کہ جسنے ہر ایک نماز کے بعد سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار کہا اور تینتیس بار کہا الحمد للہ اور تینتیس

Marfat.com

بار کہا اللہ اکبر سو بعد ان کلموں کے کہا لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اسکے سارے گناہ بخشدیئے جائینگے۔ اگرچہ وہ گناہ کفِ دریا کے برابر ہوں۔

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ دنیا نے مجھے تنگدست کر دیا۔ اور درویش عاجز ہو گیا میری تدبیر کیا ہے۔ آپ نے ارشاد کیا۔ کیا تجھے خبر نہیں صلوٰۃ ما یاب اور تسبیح خلق سے جس سے وہ روزی پاتے ہیں۔ بولا وہ کیا ہے رسول اللہ فرمایئے کہا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ سو بار پڑھا کر ہر روز نماز صبح سے قبل اور بعد تا دنیا تیری طرف متوجہ ہو۔ اگر تو چاہے یا نہ چاہے۔ اور ہر تسبیح ایک اثر سے ایک فرشتے کو پیدا کرتا ہے جو قیامت تک تسبیح میں رہے گا اور اس کا ثواب تجھے حاصل ہوگا۔ اور فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ باقیات الصالحات سے یہ کلمات ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور فرمایا یہ کلمات کہنا مجکو پسند زیادہ ہیں ہر ایک چیز سے جو گردش آفتاب کے نیچے ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ چار کلمے بہت عزیز ہیں۔ اور فرمایا کہ دو کلمے ہیں کہ زبان پر سبک اور میزان میں بھاری اور رحمٰن کے پاس محبوب سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

آپکے نادار صحابہ نے کہا یا رسول اللہ تونگروں کو آخرت کا ثواب بہت ملے گا کیونکہ جو عبادت ہم کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں۔ اور وہ صدقہ دیتے ہیں ہم دے نہیں سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ تسبیح و تحمید کی فضیلت نادار کے حق میں اس واسطے زیادہ ہے کہ [illegible] ایک نہیں رہتا ہے ایک کلمہ جو وہ کہتا ہے اس تخم کی مانند ہے جو پاک زمین میں بویا ہو بہت اثر رکھتا ہے۔ وہ بہت ثمر دیتا ہے۔ اور ذکر اس دل میں جو تہی دستی سے بھرا ہوا ہو اس باغ کی مانند ہے جو کھاری خراب زمین میں بویا گیا ہو

Marfat.com

اثر کم ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ جس نے سونے وقت تین بار کہا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اس کے سارے گناہ بخش دیں۔ اگرچہ زیادتی میں کف دریا۔ یا ریگ رواں۔ اور برگِ درختان کے مانند ہوں اور فرمایا کہ اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اچھی طہارت کر کے دو رکعت نمازِ نفل ادا کر کے استغفار کرے اس کا گناہ بخشا جاویگا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قرآن میں دو آیتیں ہیں۔ جو گناہ سرزد ہونے کے بعد ان دونوں آیتوں کو پڑھے گا اور استغفار کریگا اس کا گناہ بخشا جاویگا ان میں سے ایک آیت کا ترجمہ یہ ہے "وہ لوگ جب کام برا کر لیتے ہیں یا اپنے نفسوں پر ستم کر لیتے ہیں اپنے پروردگار کو یاد کریں اللہ کو بھی بخش چاہیں اس سے اپنے گناہوں کی" جس آیت کا ترجمہ یہ ہے وہ آیت یہ ہے وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ اور دوسری آیت آل عمران (۴ پ) آیت کا ترجمہ یہ ہے "جس نے عمل کیا برا ظلم کیا نفس اپنے پر پھر مغفرت چاہی خدا سے تو پاویگا اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا۔ آیت یہ ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (پ ۵ نساء ۱۶) اور فرمایا ہے رسول اللہ نے جو کہے ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ غم جاتا رہیگا اور ہر ایک تنگی سے وہ نجات پاویگا اور رزق اس کو ایسی جگہ سے پہنچے گا جہاں سے وہ نہیں جانتا۔ اور آپ ہر روز ستر بار توبہ و استغفار کرتے تھے۔ جب آپ کا یہ حال تھا ہم کو کسی وقت اس سے غافل نہیں اور یاد رہے کہ یہاں استغفار کا کہنا ہمارا آنا ہے

چند دعاؤں کا ذکر جو سنت ہیں

گھر سے باہر نکلنے کے وقت یوں کہے

اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ

مسجد میں داخل ہونے کے وقت یوں کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

Marfat.com

ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ چاہیئے کہ داخل ہوتے وقت مسجد میں داہنا پیر رکھے نکلنے کیوقت پہلے بایاں نکالے۔ جب بازار میں جائے یوں کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ جب نیا کپڑا پہنے یوں کہے اَللّٰھُمَّ کَسَوْتَنِیْ ھٰذَا الثَّوْبَ فَلَکَ الْحَمْدُ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ اور جب نیا چاند دیکھے کہے اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ اور آندھی آوے کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الرِّیْحِ وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ جب کسیکی موت کی خبر سنے تو کہے سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور جب خیرات دیتا ہے کہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور جب خسارہ ہو کہے عَسٰی رَبُّنَا اَنْ یُّبْدِلَنَا خَیْرًا مِّنْھَا اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ اور جب ایک کام شروع کرتا ہے کہے رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔ اور جب آسمان کو دیکھے کہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تَبَارَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْھَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا۔ اور جب کڑک کی آواز سنے کہے سُبْحَانَ مَنْ یُّسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ اور جب کہیں بجلی گرے کہے اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ اور پانی برسنے کے وقت کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ صَیِّبًا ھَنِیْئًا وَصَیِّبًا نَافِعًا وَاجْعَلْہُ سَبَبَ رَحْمَتِکَ وَلَا تَجْعَلْہُ سَبَبَ عَذَابِکَ اور غصے کے وقت کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہیبت اور ڈر کے وقت کہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ وَنَدْرَءُ بِکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ جب کسی مجلس میں بیٹھا ہے وہاں واہی تباہی باتیں ہیں تو یہ کہنا کفارہ ہوگا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّہٗ

Marfat.com

لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اور جب کسی مقام میں درد ہوتا ہے ہاتھ اس پر رکھے تین بار
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہے اور سات بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ
وَاُحَاذِرُ جب کوئی غم لاحق ہو تو کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِیْمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ اور جب آئینہ دیکھے تو کہے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَاَحْسَنَ خَلْقِیْ وَصَوَّرَنِیْ فَاَحْسَنَ صُوْرَتِیْ اور سونے کے وقت
کہے رَبِّ بِاسْمِکَ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِاسْمِکَ اَرْفَعُہٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْہَا وَاِنْ اَرْسَلْتَہَا فَاحْفَظْہَا
بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ اور جب بیدار ہووے کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ اَصْبَحْنَا
وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْعِزَّۃُ وَالسُّلْطَانُ لِلّٰہِ وَالْعِزَّۃُ وَالْقُدْرَۃُ اَصْبَحْنَا عَلٰی فِطْرَۃِ
الْاِسْلَامِ وَکَلِمَۃِ الْاِخْلَاصِ وَدِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمِلَّۃِ اَبِیْنَا اِبْرَاہِیْمَ
حَنِیْفًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ جب کھانا شروع کرے پہلے تین بار بسم اللہ
یا بسم اللہ الرحمن اور تمہیر سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور آواز سے
کہے۔ ابتدائے طعام اور ختم طعام تک سے کہے۔ گرفتہ اور روٹی کو چھری سے نہ
کاٹے اور جو چیز ہاتھ سے گر پڑے اسکو اٹھا لے اور پاک کرکے کھا لے۔ اور شیطان
آپ سے اگر چھوڑ دیگا تو شیطان اس کو مصروف ہوگا۔ اور کھانا تنہا نہ کھائے۔ جتنے بھی
کھانے میں بیٹھیں اتنی ہی برکت ہوگی۔ آپ کبھی تنہا نہ کھائے۔ پانی تین بار
کرکے پیوے۔ اور ہر ایک بار بسم اللہ پڑھے اور آخر میں الحمد للہ کہے۔ اور جب
پینے سے فراغت پاوے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَہٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ
وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا حق تعالیٰ نے کہا ہے کہ اگر تو شکر کرے تو میں تجھ کو اور دیتا ہوں
جو اوروں کو کھلاوے خدا اس کو کھلاتا ہے اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ

ذکر برائے حصول مقصد کلمہ تمجید نماز جنازہ بار دوم جانب باقی ہو

Marfat.com

بائیں جانب یاقیوم اور آسمان کیطرف یاوہاب اور جانب دل یا اللہ ضرب کرے
اور دعا کرے اللہ پاک قبول فرمائیگا۔ جو شخص سورۂ اخلاص کو درمیانِ مغرب وعشا کے
ایک ہزار بار پڑھے مگر اول وآخر درود شریف گیارہ گیارہ بار ضرور پڑھے پھر حق تعالیٰ
سے اپنی حاجت طلب کرے اللہ تعالیٰ قبول فرمائیگا۔ تاحصول مطلب برابر پڑھے
جاوے ناغہ نکرے۔ کم ازکم ایک چلہ۔ جو شخص اس کا ورد رکھے گا اسکی تمام حاجتیں
برآئینگی تین بار صبح کو اور تین بار شام کو سعہ اول وآخر درود شریف کے پڑھا کرے بفضلہ
تعالیٰ اسکی تمام حاجتیں برآئینگی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی
اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یَا مَنْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ اَحَدٌ
لَا تُسَلِّطْ عَلٰی اَحَدٍ اَوْلَا تَحْوِجْنِیْ اِلٰی اَحَدٍ وَاَغْنِنِیْ یَا رَبِّ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ بِفَضْلِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ
اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اِلٰھِیْ یَا مَنْ ھُوَ قَدِیْمٌ وَّیَا دَائِمُ
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا اَقْضِ حَاجَتِیْ یَا فَرْدُ یَا صَمَدُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ **وبگیر اول وآخر درود شریف گیارہ بار ایک ہزار بار سورہ اخلاص**
کے طرح سے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یَا جِبْرِیْلُ اَللّٰہُ الصَّمَدُ یَا مِیْکَائِیْلُ لَمْ یَلِدْ یَا اِسْرَافِیْلُ وَلَمْ
یُوْلَدْ یَا عِزْرَائِیْلُ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ **وبگیر بسم اللہ**
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یَا حَنَّانُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰہُ الصَّمَدُ یَا مَنَّانُ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَمْ یَلِدْ یَا کَرِیْمُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَمْ یُوْلَدْ یَا رَحِیْمُ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ یَا عَزِیْزُ اس طرح گیارہ سو بار پڑھے۔
درمیان مغرب وعشا وقت عشا اول اور آخر سو بار درود شریف ہر حاجت کو اکسیر کا حکم رکھتا
ہے وبگیر درختوں میں ثمر آنے کے لیے جنکی کہ سوکھ گئے ہوں۔ سورۂ فاتحہ تمام وکمال
لکھے اور مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ سات دفعہ لکھے اور اسکو دھو کر ان درختوں پر چھڑکو جو بے برگ وثمر
ہوں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے پتے آئینگے اور پھل لگیں گے۔ وبگیر وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ

Marfat.com

مِنْ غِلٍّ اِس آیت کو مٹی کے کورے برتن پر زعفران اور گلاب سے لکھ کر پانی میں
دھو کر پیوے درد قلب بفضلہ زائل ہو جاویگا۔ دیگر برائے دردِ شقیقہ یہ آیت پڑھ کر دم
کر دیں قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰہُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءَ لَا یَمْلِکُوْنَ
لِاَنْفُسِہِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا دیگر برائے نکسیر وقیل یٰاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ
الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ اسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
تھماں کے پاک کپڑے پر لکھکر ہاتھ پر باندھ دیا جاوے دیگر برائے درد داڑھ لِکُلِّ نَبَاٍ
مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ چھوٹے سے کاغذ پر لکھ کر داڑھ کے نیچے دبائے دیگر جب کوئی
اس کا شاکی آوے اس سے کہدو کہ جس داڑھ میں درد ہے اسکو اپنے ہاتھ کی انگشت
شہادت سے پکڑے اور بات کرتے وقت اسکو نچوڑے پھر سورۂ فاتحہ معہ بسم اللہ سات بار
پڑھو اور اس سے پوچھو کہ تیرا کیا نام ہے وہ نام بتلاوے پھر سورۂ فاتحہ معہ بسم اللہ سات بار
پڑھو اور پوچھو کہ تیری ماں کا کیا نام ہے وہ نام بتلاوے پھر سورۂ فاتحہ معہ بسم اللہ سات
بار پڑھو اور پوچھو کہ تیرے کہاں درد ہے وہ کہے داڑھ میں درد ہے پھر سورۂ فاتحہ
معہ بسم اللہ سات بار پڑھو اور اس سے کہو کہ کیا خدا کے حکم سے اسکو کہیں وہ کہے
ہاں پھر اسی طرح فاتحہ مع بسم اللہ سات بار پڑھو اور اس سے پوچھو کہ تیری عمر کتنا
وہ اپنی عمر بتلاوے پھر فاتحہ مع بسم اللہ سات بار پڑھو اور اس سے کہو کہ خوش خوش
جا آرام کرلے بلکہ سو رہے تو بہتر ہے انشاء اللہ آرام ہو جاویگا۔

حکایت منقول ہے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ہم کسی سفر میں تھے کہ
نہر پر مقام ہوا۔ لوگوں نے ڈرایا کہ یہاں لٹ جاتے ہیں
سے چلدیئے۔ مگر میں چونکہ آیات حرز پڑھا کرتا تھا اس
ہوئی ابھی سونے نہایا تھا کہ چند آدمی
جب صبح کو وہاں سے چلا۔ ایک شخص کہنے لگا کہ ہم لوگ

Marfat.com

شب میں تین بار سے زائد تیرے پاس آئے مگر درمیان میں ایک دیوار آہنی حائل ہو جاتی تھی۔ میں نے کہا یہ ان آیات کی برکت ہے پ۱ البقر الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ سے مُفْلِحُوْنَ تک پ۳ البقر (۳۴) اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ تک اور پ۸ البقر (۴۰) لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ سے اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ تک اور پ۹ الاعراف (۱۰) اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ تک اور پ۱۵ بنی اسرائیل (۱۲) قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ سے تَکْبِیْرًا تک اور پ۲۳ والصّٰفّٰت (۱) وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا سے اِنَّا خَلَقْنٰھُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ تک اور پ۲۷ الرحمٰن (۳۳) یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ سے وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ تک اور پ۲۸ الحشر (۲۱) لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی سے وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ تک اور پ۲۹ الجن (۱) قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ سے وَلَا وَلَدًا تک یہ تینتیس آیتیں ہیں اِنکے پڑھنے سے آسیب و دیو و جادو و چور اور ہر قسم کی بلا اور آفت دفع ہوتی ہے۔

منقول ہے کہ اِس میں سو بیماریوں سے شفا ہے۔ محمد بن علی فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک بوڑھے کو فالج ہو گیا تھا اُس پر یہ آیتیں پڑھیں۔ اُسکو شفا ہو گئی۔

برائے نظر بد سعید۔ جاننا چاہیے کہ نظر ایک زہر ہے کہ حق تعالیٰ نے بعضے آدمیوں میں اِسکو رکھا ہے۔ جیسا کہ بچھو کے ڈنک اور سانپ کی زبان میں زہر ہے اسی طرح آدمیوں کی آنکھ میں بھی زہر مقرر رکھا گیا ہے۔ اور یہ بھی نہ جانے کہ نظر غیر کی لگتی ہے اپنی نہیں لگتی۔ بعضے وقت اپنی بھی لگا کرتی ہے۔ بلکہ آدمی اور جانور اور کھیتی اور باغ اور دولت وغیرہ پر نظر لگتی ہے۔ حق تعالیٰ نے علاج اس کا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان فرما دیا۔ تاکہ خلقت کو فائدہ ہووے چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے اوپر یا اپنے مال پر نظر لگنے کا وہم کرے تو وہ اِس آیت کو جو کہ پ۲۹ سورۂ نون (۱) سے پڑھ کر دم

Marfat.com

کر دیا کرے وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔

دیگر اگر کسیکو کوئی شے پسند آوے مال یا اولاد یا باغ وغیرہ اُس وقت پڑھے۔ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اسکے کہنے سے حق تعالیٰ نظر بد سے محفوظ رکھتا ہے۔

دیگر اور اگر کوئی جانے کہ میری نظر بڑی سخت ہے تو چاہیئے اُس شخص کو کہ وہ کسی چیز کو نہ دیکھا کرے اتفاقاً کسی چیز پر نظر پڑ جائے تو کہے اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلَیْهِ اِس کلمہ کی برکت سے اثر نہیں کریگا ۔

دیگر واسطے دفعہ نظر بد کے یہ نقش لکھکر گلے میں ڈالدے انشاء اللہ نظر بد سے امن میں رہے گا۔ (نقش یہ ہے)

۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

شفائے امراض بیمار پر یہ دعا سات بار پڑھے اگر عمر اسکی باقی ہے تو بہت جلد شفا ہوگی وہ دعا یہ ہے نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ اَنْ یَّشْفِیَکَ

دیگر بیمار کے کان میں یہ آیت پڑھکر پھونک دے انشاء اللہ بہت جلد اچھا ہو جاویگا وہ یہ ہے پ ۱۸ رکوع ۱۰ (۱۶) اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۔

یہ حدیث شریف بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر کوئی اس آیت کو یقین کے ساتھ پڑھے تو بیماری جاتی رہے یعنی بیماری کا دفعہ ہونا کیا بعید ہے۔

دعائے کثیر البرکت جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس لوسکا باقی تھی اور اس کا ذکر حضرت جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع میں ابن عساکر سے نقل کیا ہے۔ اور جسکو شیخ نے اپنے خاندان کے لئے کفایتی۔ وہ دعا یہ ہے (باقی)

Marfat.com

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِیْ وَمَالِیْ وَوَلَدِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مَا اَعْطَانِیَ اللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَعَزُّ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ بِغَیْرِ جَارِکَ جَلَّ ثَنَائُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ۔

عمل حافظہ وانبساط وراحت پ۳ البقرہ (۴۰) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے اَلْکٰفِرِیْنَ تک۔ پاک برتن میں پاک سیاہی سے لکھ کر شیریں کنوئیں کے پانی سے جس پر دھوپ نہ آتی ہو لکھکر نہار منہ پیوے تو حافظہ قوی ہو اور نفس میں انبساط پیدا ہو۔ اور دشمن سے راحت پیدا ہو۔ اور ظالم سے کفایت ہو۔ اور جو اسکو اکثر پڑھا کرے تو تمام گرانیوں سے سبکدوش رہے اور قرض ادا ہو اور حسن یقین عنایت ہو۔

مجرب وآزمودہ اولیاء کرام آیت کریمہ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اس آیت شریف میں بہت اسرار ہیں۔ فضائل وخواص بیشمار ہیں۔ اور کمال سریع التاثیر ہے۔ اور تمام اولیائے کرام کا بھی اسکی زود اثری پر اتفاق ہے اور طریقہ دعا کا انہوں نے باقسام متعدد اپنے اپنے ملفوظات میں ذکر فرمایا ہے اسکی قوت تاثیر میں کچھ شک نہیں ہے۔ اس لئے کہ بہت کم عمل ہونگے کہ جسکی صحت میں قرآن مجید بھی ہو اور حدیث شریف بھی ہو۔ اور اس آیت شریفہ کی برکت سے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے شکم میں خداوند کریم نے باحفاظت تمام رکھا۔ کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام اس آیت شریفہ کو مچھلی کے شکم میں برابر پڑھتے رہتے تھے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت صاحب نے کہ تعجب آتا ہے مجکو کہ نہیں پڑھتی ہے میری امت لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

Marfat.com

حکایت کوئی شخص آئے کسی بزرگ کے پاس اور کہنے لگے کہ مجھکو ترکیب آیۃ کریمہ کی بتلایئے۔ اُنہوں نے جب تمام ترکیب بتلادی تو پھر پوچھا کہ کسکے واسطے پڑھوگے اِس آیتِ شریف کو۔ وہ کہنے لگے اِس مراد کے واسطے پڑھتا ہوں کہ پتھری پارس کی ملجائے۔ پس اُس نے چالیس روز تک آیتِ معظم کو پڑھا۔ بعد چالیس روز گذرنے کے خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ کہتے ہیں کہ صبح کے وقت فلاں جگہ دریا کے کنارے پر جاوہاں ایک بندہ نہاتا ہوگا۔ اور اپنے پاؤں پتھری سے ملتا ہوگا۔ اگر مقسوم میں تیرے ہوگی تو ملجائیگی۔ وقت فجر کے وہ آئے اُن بزرگ کے پاس اور ذکر کیا اُس خواب کا اُنہوں نے کہا دوڑو دریا کی طرف کہ قریب ایک کوس کے بھاگے۔ دیکھا اُنھوں نے کہ نہا چکا ہے وہ اور اپنے پیر مانجھ رہا ہے ایک پتھری سے۔ اُس شخص نے خفا ہوکر ان بزرگ سے کہا کہ پتھری مجکو دے اُن نہانے والے نے کہا کہ نہا چکونگا جب دونگا۔ یہ بیقرار ہوگئے اور جلدی کرنے لگے اور ایک طمانچہ بھی اُنکے رسید کیا۔ اُس شخص نے خفا ہوکر پتھری کو دریا میں پھینک دیا اور اُس شخص کو ندی۔ وہ شخص روتا ہوا واپس آیا۔ پھر دوبارہ خواب میں اُس شخص نے اُنہیں دیکھا۔ اور فرمایا اُنہوں نے کہ بکت اسم اعظم کی نہیں تھی۔ اور مقسوم نے تیرے یاوری نہ کی کہ قسمت میں تیرے نہیں تھی۔

یہ اسم اعظم وہ ہے کہ جو اسکو پڑھنے گا بکت آیت کریمہ کی جو چاہے گا وہ اُس کو حاصل ہوگا۔ یہ آیت قرآنی ہے اسکی عام اجازت ہے۔ اور اس ترکیب سے پڑھنا ہوا ہے میں تحریر ہوتی ہے۔ بارہا تجربہ میں آئی ہے جو نہایت ہی مجرب ہے۔

پہلی ترکیب۔ اِس آیت شریف کو رات کے وقت میں ایک پیالہ پانی کا بھر کر اپنے آگے رکھ کے جسوقت ایک سو چھتیس مرتبہ اس آیت کو پانی پر پھونکو اور اپنے منہ اور بدن پر پھیر لے انشاء اللہ تعالیٰ روزی کی تنگی نہ رہیگی کہ کما حقہ ہوجاوے گا۔

Marfat.com

دوسری ترکیب یہ ہے کہ کسی کام مشکل کیواسطے پڑھنا ہو تو بارہ ہزار بار اول و آخر درود شریف اکیس اکیس بار پڑھے اور ایک پیالہ پانی کا بھر کر ضرور اپنے آگے رکھ لے جب وقت ایک تسبیح پڑھ چکے اُس تسبیح کو فوراً پانی میں بھگو لے اور اپنے منہ پر اور بدن پر پھیر لے بارہ روز تک یہ عمل کرے انشاء اللہ بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا

تسخیر خلائق وہ آیت شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْقَادِرُ وَاَنَا الْمَقْدُوْرُ فَمَنْ یَّدْعُوْ الْمَقْدُوْرَ الْقَادِرَ یَارَبِّ یَارَبِّ یَارَبِّ اسکو بائیس مرتبہ زوال کے وقت پڑھے بیس روز میں وہ شخص تابعدار ہوئے۔

دافع دردِ پیٹ۔ اگر کسی کو پیٹ کے درد کا عارضہ ہو تو آیت شریف لکھ کر کھلا دیں انشاء اللہ فوراً آرام۔۔۔ ہو جاویگا۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْبَاسِطُ وَاَنَا الْمَبْسُوْطُ فَمَنْ یَّدْعُوْ الْمَبْسُوْطَ اِلَّا الْبَاسِطَ بِاللّٰہِ بِاللّٰہِ بِاللّٰہِ

استقاط حمل۔ اگر کسی عورت کا حمل استقاط ہو جاتا ہے تو اسکو یہ آیت لکھ کر باندھے خدا کے فضل اور اس آیت کی برکت سے حمل قائم رہیگا۔ آیت شریف یہ ہے یَا حَفِیْظُ یَا عَلِیْمُ یَا وَدُوْدُ یَا اَوَّلَ وَالْاٰخِرَ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

آسانی حمل کے لئے ان ناموں اصحاب کہف کو لکھکر حالتِ روزہ کے اسکو پر رکھے وہ نام یہ ہیں اور اس طرح رکھے ہر سہ سایہ کسے چھو نہ جائے اور کھا بھی جائے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَسَامُوْنِیْ اَکْلِیْنُوْنِیْ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ

بِحُرْمَتِ السَّیِّدِ الشَّیْخِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مُحْیِی الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ قُدِّسَ اللّٰہُ سِرَّہُ الْعَزِیْزَ بِحُرْمَتِ بِمَلِیْخَا اَمْلِیْخَا لِمِیْنَا کَشْفُوْطَا۔ اَذْرِفْطَا۔ نُوْنُس۔ کَشْفُطَا۔ یُوْنُس۔ بَدْیُوْنُس۔ یُوْاَنُس بُوْس قِطْمِیْر اور اصحاب کہف کے نام لکھکر اگر کہیں آگ لگے تو ڈالدے وہ آگ بجھ جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ اگر بچہ روتا ہو ان ناموں کو لکھکر اسکے زیر سر رکھیں نہ روئے گا۔ آوے تپ سہ روزہ والا

Marfat.com

ان ناموں کو لکھوا کر لطیف تعویذ بار روپہ یا طشت نیا انشاء اللہ شفا ہوگی اور تعویذ

ان ناموں کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو شکر ہوا اور رزق جاری ہو۔ دیگر کیفیت

عمل کے لئے یہ بھی ہے کہ ان ناموں کو لکھوا کر ہمیں خواہ پاس رکھے یا

او کشتی میں سوار ہونے کے وقت اور ہنگامہ جنگ میں پاس رکھنا موجب تحفظ ہوتے

یہ تعویذ آخری چہارشنبہ کو یعنے ماہ سفر کے آخری بدھ کو بعد ظہر ستھرا پاک

جگہ پر بیٹھ کر لکھے اور سب پانی اوپر کا بھی اکل حلال کی ہو

کے لئے پاس اس تعویذ کو ہمراہ کرے

تو توشہ حضرت علی کا کرے اور سات آدمی جو تنہا کو خورد و نوش دیوے

کرتے ہوں انکو کھلاوے اور یک رنگ سیاہ سگے کو بھی کھلاوے۔

الٰہی بحرمت کلیخا	یلسلمینا	کشفوطط	بنیوئس	اذرفطیوئس	کشافطیوئس
یلسلمینا	کشفوطط	تنیوئس	اذرفطیوئس	کشافطیوئس	بوانس بوس
کشفوطط	تنیوئس	اذرفطیوئس	کشافطیوئس	بوانس بوس	اسم کلبہم قطمیر
تنیوئس	اذرفطیوئس	کشافطیوئس	بوانس بوس	اسم کلبہم قطمیر	وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون
اذرفطیوئس	کشافطیوئس	بوانس بوس	اسم کلبہم قطمیر	وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون	وما تشاءون الا ان یشاء اللہ
کشافطیوئس	بوانس بوس	اسم کلبہم قطمیر	وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون	وما تشاءون الا ان یشاء اللہ	وہو ارحم الراحمین
بوانس بوس	اسم کلبہم قطمیر	وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون	وما تشاءون الا ان یشاء اللہ	وہو ارحم الراحمین	

برائے قضائے حاجت اول سورہ فاتحہ سوم مرتبہ درود شریف

گیارہ بار پڑھ کر کہے یا قاضی الحاجات یا [illegible]

ہزار بار یا دافع البلیات تین [illegible]

یا قیوم دو ہزار بار۔ یا لطیف ایک [illegible]

[illegible]

Marfat.com

درود و لاحول پڑھکر مناجات کرے یہ ختم قضائے حاجت کے واسطے نہایت مجرب ہے۔

دیگر جس کو کوئی حاجت پیش آجائے تو چاہئے سورہ یٰسین اس طرح پڑھے اول بیس مرتبہ سورہ فاتحہ پھر سو مرتبہ سورہ اخلاص اور گیارہ مرتبہ درود پڑھکر سورہ یٰسین شروع کرے جب ایک مرتبہ پڑھ کر ختم ہو تو سو مرتبہ کہے یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ اسی طرح بہتر مرتبہ سورہ یٰسین پڑھے اور ہر مرتبہ ختم ہونے پر یہی عمل کرے یہ ترکیب قضاء حاجت کیواسطے حکم اکسیر کا رکھتی ہے۔

دعا برائے روبلا پہلے درود اور لاحول پڑھکر تین مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھی جائے پھر اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ پانچ ہزار مرتبہ پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پانچ ہزار بار اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ایک ہزار بار پھر اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ پانچ ہزار بار پھر یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ وَاِلَیْہِ تُقْلَبُوْنَ ایک ہزار بار پھر اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃً پانچ سو مرتبہ بعدہٗ وَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ پانچ ہزار مرتبہ بعدہٗ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ اِنَّہٗ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ایک ہزار مرتبہ پڑھے بعد اسکے درود پڑھکر مناجات کرے **برائے مقصد براری** اگر کوئی مشکل پیش آوے تو رباعی حضرت شیخ ابو الخیر ابو سعید رح کو اس طریق سے پڑھے۔ اول رو بقبلہ بیٹھکر سو مرتبہ الحمد اور سو مرتبہ سورہ اخلاص اور سو مرتبہ درود شریف پڑھکر ستر مرتبہ یہ رباعی پڑھے ؎

یارب بہ محمدؐ و علیؑ و زہراؑ — یارب بہ حسنؑ حسینؑ و آل عبا
کز لطف برآر حاجتم در دو سرا — بے منتِ خلق یا علی الاعلیٰ

جب یہ رباعی پڑھے اس وقت اپنے مطلب کا دھیان رکھے اور ہر مرتبہ بعد رباعی کے ایک بار حق شیخ ابو الخیر ابو سعید کہے مشکل کو اللہ رفع فرماویگا۔ انشاء اللہ ؎

برائے شفائے امراض صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ حضرت امام شیخ ابو الفاہم نیشاپوری کا لڑکا بیمار ہو گیا۔ یہانتک کہ مرنے کے قریب پہنچا۔ اتفاقاً خواب میں رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حضرت امام صاحب کو ہوئی۔ پس امام صاحب نے حال بیمار بچہ کا ذکر کیا۔ رسولِ کونین نے فرمایا کہ آیاتِ شفا سے کیوں غافل ہو رہا ہے۔ پہلی آیت وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ دوسری آیت وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ تیسری آیت يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ چوتھی آیت وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور پانچویں آیت وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ چھٹی آیت قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ پس ان آیات کو لکھکر اور پانی میں گھول کر اس بیمار کو پلایا۔ اسی وقت اس لڑکے نے شفا پائی۔ آیاتِ شفا کسی چینی کے پیالہ پر کافی لکھ کر پانی سے دھو کر مریض کو پلایا جائے انشاء اللہ تعالیٰ کیسا ہی مریض ہو بگا بفضل الٰہی اچھا ہو جاویگا۔ مجرب ہے۔

برائے نظر بد باوضو نظر زدہ پر پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے نظر کا اثر دور ہو گا وہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ حَبْسٌ حَابِسٌ وَشَجَرٌ يَابِسٌ وَشَهَابٌ قَابِسٌ اَدْخَلَتْ هٰذِهِ الْعَايِنُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيْهِ فَارْجِعِ الْبَصَرُ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ۔

برائے چیچک اور خسرہ کے واسطے نیلے سوت سے پانچ گرہ لیکر دو اشخاص پکڑ کر گرہ لگائیں۔ ہر گرہ پر ایکبار سورۃ الحمد شریف پڑھیں۔ پھر نذر اللہ کچھ کھانا مسکین کو دیں گنڈہ مریض کے بازو پر باندھیں انشاء اللہ تعالیٰ مریض کو صحت ہو جائیگی۔

برائے گزدم گزیدہ۔ کھلے کا نمک تھوڑا سا لیکر گرم پانی میں گھول کر ڈنک مارا ہے اس جگہ کو چار بار دھوئے اور سورہ فاتحہ پڑھ کر پانی

کان کا درد سورہ فاتحہ کو مہینی کے ظرف میں لکھکر دھو کر [illegible]

برائے نسیان وکشادگی ذہن سات دن تک [illegible] کے بعد ان دو راتوں کو بھی ستہ وضو [illegible] کر کے وہ پانی پیئے انشاء اللہ تعالیٰ [illegible]

Marfat.com

حالات مختصر از ولیاء اللہ رحمہم اللہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید حسینی ہیں اور سلسلہ نسب والد ماجد کی طرف سے امیر المومنین امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما تک پہنچتا ہے۔ اسم مبارک والد صاحب خواجہ کمال الدین احمد تھا۔ اور آپ والدہ ماجدہ کی طرف سے زاد تھے۔ آپکو تصرف بچپن سے زیادہ جو بزرگان دین میں سے کسی کو نہ تھا۔ چنانچہ تاج الدین اوشی خود [illegible] اور اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ خواجہ صاحب بسبب کثرت [illegible] والد صاحب کے اور تصرف اپنی والدہ صاحبہ کے قرآن مجید کو اپنی والدہ صاحبہ [illegible] کرتے تھے۔ پیدائش آپکی مقام اوش میں ہوئی جو فرغانہ کے [illegible] جب چار برس کے ہوئے۔ آپکے والد بزرگوار نے انتقال فرمایا۔ [illegible] والدہ ماجدہ نے کی۔ جب پانچ برس کی آپ کی عمر ہوئی تو خضر علیہ السلام سے فیض [illegible] اس شخص کی خدمت میں جو اس وقت قطب وقت تھے [illegible] پہنچا دیئے گئے۔

آپ [illegible] قطب الاسلام مآل [illegible] پر بیٹھے تھے جو دہلی میں

Marfat.com

درگاہ قطب الاسلام سے تھوڑے فاصلہ پر ہے۔ یارانِ طریقت نے عرض کیا کہ اے خواجہ اگر ایسی ٹھنڈی ہوا میں گرم کاک مگر کہیں سے آجائیں تو کیا اچھی بات ہو۔ فرمایا کیا کروگے۔ یارانِ طریقت نے عرض کیا کہ ہائیں گے۔ خواجہ اس جگہ سے اٹھ کر نالاب کی طرف گئے اور پانی میں سے گرم کاک نکالکر یارانِ طریقت کی طرف ڈال دیئے۔ اس دن سے آپ کاکی مشہور ہو گئے۔ اور اسی کرامت کی وجہ سے اب تک عرس شریف میں کاک ہی نیاز ہوتی ہے۔

قطب الاسلام بماہ رجب ۵۲۲ھ میں ابو اللیث سمرقندی کی مسجد شہر بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردی و شیخ احمد دین و شیخ بہاؤالدین چشتی و شیخ محمود صاحب اصفہانی کے روبرو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور مرتبہ بمرتبہ خلافتِ پیرانِ چشت کی حاصل کی۔ اور ایک مدت تک حضرت معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بغداد میں محنتِ شاقہ و ریاضت کاملہ میں مشغول رہے۔

خواجہ قطب الاسلام بختیار کاکی کے دہلی تشریف لانے کو سلطان شمس الدین جو اس وقت دہلی کے بادشاہ تھے بہت غنیمت سمجھے اور خدا کا شکریہ ادا کیا۔ اور بہت کوشش کی کہ شہر میں حضور قیام فرمائیں مگر آپ نے صاف انکار کر دیا اور ناچار بادشاہ ہی [illegible] میں لب آب قیام کیا اور تھوڑے عرصہ وہاں رہے۔ ان دنوں شیخ الاسلام [illegible] جمال الدین احمد بلخی کہ جنکی بزرگی کی تعریف جابجا ملفوظات پیرانِ چشت [illegible] ہے۔ خواجہ قطب الاسلام کو دیکھنے آئے اور دیکھتے ہی [illegible] اخلاص ہوا۔ اور بادشاہ بھی ہفتہ میں دو مرتبہ کہ شنبہ سے پنج شنبہ موقع تھا خواجہ کی خدمت میں پہنچکر معانقہ حاصل کرتا تھا۔ آخر بادشاہ نے اس بات کو کافی نہ سمجھکر خواجہ کو بہت منت و سماجت سے شہر میں لیا۔ اور غیاث الدین کی مسجد کے نزدیک جو جگہ [illegible]

Marfat.com

اور مصنعا بھی رکھا۔ خواجہ وہاں رہتے اور خلق اللہ کو ہدایت وارشاد فرماتے تھے۔

ایک دن ایک مرد نقاب ڈالے ہوئے خواجہ کی خدمت میں آیا۔ اور اپنی مفلسی کی شکایت شروع کی۔ اور امداد کا طالب ہوا۔ ہر چند خواجہ اسے بھولا لئے تھے۔ مگر وہ چھوٹی باتوں سے باز نہ آتا تھا۔ آخر خواجہ نے تنگ ہو کر فرمایا اے عزیز سنہرے پیلے سونے کے جو تیرے گھر میں دبے ہیں پہلے انکو کھا۔ بعد میں مفلسی کا بیان کیجیو۔ یہ بات خواجہ رح سے سنکر وہ شرمندہ ہوا۔ اٹھ کر چلا گیا۔

حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے واسطے گیا۔ تھوڑی دیر مزار مبارک پر ٹھیرا۔ اور میں نے کہا کہ خواجہ کو میرے آنے کی خبر ہے یا نہیں مزار مبارک سے آواز آئی ؎

مرا زن چو پندار چوں خویشتن من آیم بجاں گر تو آئی بتن

اس بیت کے سننے سے میری خاطر جمع ہو گئی۔

اے سعید جب کسی ولی اللہ کے مزار پر حاضر ہونے کا قصد کرے تو پہلے اپنے گھر میں دو رکعت نماز نفل پڑھ اور کچھ تھوڑا سا قرآن شریف پڑھ۔ اس کا ثواب انکی روح پاک کو ایصال کر۔ اور تمام راہ میں قل ہو اللہ احد پڑھتا رہ۔ پھر مزار پر آکر مع فاتحہ چاروں قل پڑھ کر ثواب انکی روح پاک پر ایصال کر۔ پھر مراقبہ کے طور پر بیٹھکر سانس بند کر کے کلمہ طیبہ پڑھتا رہ۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد یوں کہہ "اے اللہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب انکی روح پاک کو پہنچاتا ہوں اور انکے اتقا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو میرا فلاں کام پورا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مراد بھی بر آئیگی اور شرک بھی نہ ہوگا۔

حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر فرماتے ہیں کہ ایک موقعہ پر میں اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح سفر میں تھے۔ اتفاقاً دریا کے کنارہ پر پہنچے کشتی نہ تھی اور وہاں شیر کا ڈر تھا۔ خواجہ نے مجھ سے فرمایا اسے فرید لیونکہ اس دریا سے پار ہو جاویں تاکہ شیر سے بچیں۔

Marfat.com

میں حیران تھا اور کچھ کہنے نہ پایا تھا۔ کہ خواجہ نے مسکرا کر سورۂ اخلاص پڑھنی شروع کی جب سورۂ اخلاص ختم ہوئی پانی پر آپ نے دم کیا۔ دفعۃً پانی نے رہنے نہ دیا۔ خواجہ صاحب میرا ہاتھ پکڑ کر پار ہو گئے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ جلال الدین تبریزی ملتان میں شیخ بہاء الدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان تھے۔ ایک رات فوج کفار کی ملتان کے قلعہ کے نیچے آگئی۔ اور چاہا کہ شہر کو غارت کرے۔ ناصر الدین قباچہ والیٔ ملتان ہر سہ بزرگان کی خدمت میں فوج کفار کے دفع ہو جانے کے لئے دعا کا خواستگار ہوا۔ اور بہت بیقراری ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس تیر کو اپنے گھر لے جاؤ اور دشمن کی فوج کی طرف پھینکو۔ قباچہ تیر اٹھا کر گھر آیا۔ اور کوٹھے پر سے اس تیر کو جانب فوج کفار پھینکا۔ اسی وقت فوج کفار بھاگ گئی۔

مرأۃ الاسرار لکھتا ہے کہ خواجہ صاحب نے رات دن میں تین سو رکعت پڑھی ہیں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ایک صحابی سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ کیا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا جنت میں آپ کا قرب۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ قرب حاصل ہوگا۔ مگر تم یہ کرنا کہ سجدے اپنے نامۂ اعمال میں زیادہ لانا۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں سلطان شمس الدین کا وزیر آیا۔ ایک طشت پر از طلا اور فرمان جس میں کہ بہت کچھ آمدنی کے گاؤں آپ کے نام لکھے تھے۔ سلطان کی طرف سے آپکی خدمت میں پیش کر کے التماس کی کہ بادشاہ نے اظہار بندگی کر کے فرمان اور طشت زر آپ کے لئے بھیجا ہے۔

حضرت خواجہ نے تبسم کر کے فرمایا کہ ہمارے پیروں نے ایسی چیزوں کو ہاتھ نہیں لگایا اس لئے میں بھی نہیں لیتا۔ اس نے عاجزی کرنی شروع کی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آج میں اس متابعت نکروں اور گانوں اور اس زر کو قبول کر لوں تو میں قیامت کے دن ان کو کیا

Marfat.com

منہ دکھاؤنگا اور اُنکے زمرہ میں کیسے شامل ہونگا۔ اِن چیزوں کے طالب اوبہت ہیں اُنکو دو۔ وہ واپس چلا گیا۔ اور کُل چیزیں سلطان کو پھیر دیں۔

ایک دفعہ آپ کو پے در پے تین فاقہ ہوئے۔ خواجہ صاحب کے صاحبزادے کم عمری کے سبب سے یہ بات اپنے یار سے کہدی۔ اُسنے اپنے گھر میں آکر یہ ماجرا اپنے باپ پر ظاہر کیا۔ وہ کھانا پکاکر حضرت خواجہ کی خدمت میں لایا۔ اور عذر کیا کہ معلوم نہ تھا کہ آپکے گھر میں تین روز سے فاقہ ہے۔ آپنے فرمایا کہ کس گردن ٹوٹے نے میرا قصہ ظاہر کیا۔ اِس بات کے کہتے ہی آپکا صاحبزادہ کھیل رہا تھا گر پڑا اور اُسکی گردن کا مہرہ ٹوٹ گیا اور اُسی وقت مر گیا۔ جب خواجہ اُسکو اول منزل پہنچا کر گھر میں آئے اُسکی ماں کے رونے کی آواز کان میں آئی۔ آپنے تاسف سے کہا کہ مجکو پہلے سے خبر نہوئی ورنہ اُسکی زندگی خدا سے چاہتا۔ اور وہ مجکو ملتی۔

ایک غریب بڑھیا نے خواجہ قطب الدین صاحب کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ بادشاہ نے میرے بیٹے کو ناحق تہمت لگا کر سولی دی ہے۔ اِس بات سے آپ بہت متفکر ہوئے اور معہ اصحاب کے آپ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سولی کے پاس پہنچے دیکھا کہ بہت خلقت حاضر ہے اور لڑکا سولی پر ہے۔ خواجہ نے نزدیک جاکر اُسکی گردن میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ الٰہی اگر یہ لڑکا بے گناہ مارا جا رہا ہے تو بچا لے۔ کیونکہ اُسکی ماں جہیرا رہے۔ فوراً رسی ٹوٹ گئی اور وہ لڑکا موت سے بچ گیا۔ اِس کرامت کو دیکھ کر اُس روز بہت سے کافروں نے اسلام قبول کیا کہ واقعی دینِ اسلام سچا ہے۔

الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک روز شیخ علی سنجری رح کی خانقاہ میں مجلس سماع گرم تھی۔ خواجہ قطب الدین بوجہ دوستی و اخلاص کے مجلس میں تشریف لائے۔ اِس بیت پر آپ کو حال آیا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر ست

Marfat.com

موسیٰ کی طرح بے ہوش ہو کر نزع کی حالت میں ہو گئے۔ حکیم شمس الدین کو دکھایا۔ وہ اِس وقت میں بہت حاذق حکیم تھے اِنہوں نے کہا انکا جگر آتش عشق سے جلکر پگھل گیا ہے۔ لاعلاج ہے۔ کہتے ہیں اِسی حالت میں پاک روح پرواز کر گئی۔

شیخ بدرالدین غزنوی کہتے ہیں کہ جس رات کو حضرت خواجہ نے وفات پائی میری آنکھ ذرا جھپک گئی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خواجہ نے جانب آسمان پرواز کی ہے اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ اے بدرالدین خدا کے دوستوں کو موت نہیں ہوتی۔ جب میں ہوشیار ہوا تو دیکھا کہ خواجہ کا وصال ہو گیا۔

آپکا وصال شمس الدین التمش کے زمانہ میں ہوا۔ صاحب اسرار الاولیا لکھتے ہیں کہ عمر شریف آپکی سو سے زیادہ تھی۔ پرانی دہلی میں بہت مشہور و معروف آپ کا مزار ہے۔ ہزارہا آدمی زیارت کو جاتے ہیں اور فیضیاب ہوتے ہیں۔

حضرت محبوب الٰہی

آپکا نام نظام الدین تھا۔ اور آپکے والد ماجد کا احمد بن دانیال جو غزنی سے ہندوستان آئے اور بدایوں میں قیام پذیر ہوئے۔

حضرت محبوب الٰہی ۶۳۴ھ بماہ صفر وہیں بدایوں میں پیدا ہوئے آپکی والدہ صاحبہ کا نام بی بی زلیخا ہے۔ جب آپکی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپکے والد بزرگوار انتقال ہو گیا۔ اور آپ کی تعلیم اور تربیت کا بار تمام تر آپ کی شفیق والدہ کے سر پڑا۔ آپ جب سن تمیز کو پہنچے تو تحصیل علوم ظاہری میں مشغول ہو گئے۔ اور اندک میں کمال پیدا کر لیا۔ اِس وقت تک آپ نے بدایوں سے باہر قدم نہیں نکالا تھا۔ جب آپکی عمر ۲۵ سال کی ہو گئی تو دہلی جانے کا خیال پیدا ہوا۔

اس وقت سلطان ناصرالدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش جو بادشاہ وقت تھا میں تابعین کی یادگار سمجھا جاتا تھا۔ بادشاہ کا فرمانروا تھا۔

Marfat.com

حضرت نظام الدین اولیاء جب بدایوں سے دہلی پہنچے تو ایک مسجد (ہلال طشت دار) کے حجرہ میں قیام کیا۔ اور خواجہ شمس الدین کے جلسہ درس میں جو کہ علما عصر میں سے تھے شریک ہو گئے۔ خواجہ کے درس دینے کے دو مقام تھے ایک تو خاص اُنکا حجرہ جہاں منصوص طلباء کو درس دیتے تھے۔ اور ایک جگہ اور تھی جہاں عام شاگردوں کو پڑھاتے تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاء صرف چند روز درس عام میں شریک ہوئے کہ خواجہ نے اُنکی استعداد فطری کو اچھی طرح سمجھ لیا اور اجازت دی کہ منصوص طلباء میں شریک ہو جائیں۔ اس وقت علاوہ محبوب الٰہی کے دو شخص اور تھے۔ مولانا قطب الدین ناگلہ۔ اور مولانا برہان الدین عبد الباقی۔

درس و تدریس سے جو وقت حضرت محبوب الٰہی کو ملتا وہ آپ شیخ نجیب الدین برادر شیخ فرید الدین گنج شکر کی صحبت میں بسر کرتے۔ شیخ نجیب الدین نہایت بالحال اور متوکل بزرگ تھے۔ علاوہ اسکے علوم ظاہری میں بھی آپ کا درجہ بہت بلند تھا۔

اتفاق سے اسی زمانہ میں حضرت محبوب الٰہی کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا اور آپکا زیادہ وقت شیخ نجیب الدین کی معیت میں بسر ہونے لگا۔ اور حضرت نجیب الدین کے وسیلہ سے بحضور حضرت گنج شکر اجودھن میں پہنچے۔ حضرت موصوف نے دیکھتے ہی یہ شعر فرمایا ہے ؎

اے آتش فراقت دلہا کتاب کردہ — سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

پھر پس صحبت شیخ المشائخ کے کسی نے پوچھا کہ اس شعر کے پڑھنے کا کیا مطلب تھا آپنے فرمایا کہ ہمارے خاندان میں مدت سے یہ بات چلی آتی ہے کہ ایک محبوب الٰہی ہوگا وہ جلوہ اِس شخص کی پیشانی نورانی میں جلوہ افروز نظر آتا ہے۔ ؎

بالائے سرش زہوشمندی — میتافت ستارۂ بلندی

اس رجال کی مشائخانِ سلسلہ سے یوں کیفیت ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابراہیم

Marfat.com

اوہم کسی بیابان ریگستان میں مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً آندھی آئی۔ اور جس جگہ آپ بیٹھے تھے اسقدر ریت کا تودہ چڑھا کہ ابراہیم ادہم پوشیدہ ہوگئے آپ کو حالتِ مراقبہ میں کچھ خبر نہ رہی حسنِ اتفاق سے کچھ عرصہ بعد ایک سوار کا وہاں گزر ہوا۔ اور اُسنے گھوڑا کھڑا کیا اور نیزہ کو زمین میں گاڑ دیا۔ جس کام کے لئے ٹھیرا تھا اُس سے فارغ ہوکر نیزہ کو زمین سے نکالا۔ اور نیزہ کو خون آلودہ دیکھکر تعجب میں ہوا۔ اور اُس جگہ سے ریت کو ہٹایا تو حضرت ابراہیم ادہم کو بیٹھا پایا۔ اور دیکھا کہ نیزہ کی پوری آنی آپکی ران میں گڑ گئی تھی وہ بہت ڈرا۔ اور آپ کو مراقبہ سے ہوشیار کرکے اپنے قصور کی معافی چاہی۔ آپ نے جو اُسکے باطن پر نظر ڈالی تو اُسکو مقہور بقہر ربانی پایا۔ آپنے اُسکے حق میں دعا مانگی اور التجا کی۔ مگر پذیرائی نہوئی۔ جب بہت دعا سے التجا کی تو حکم الٰہی ہوا کہ تیری دعا قبول نہیں ہوگی البتہ تیرے سلسلہ میں ایک ہمارا محبوب ہوگا۔ اگر وہ دعا کرے تو ہم اسکی روح کو عذاب سے نجات دینگے۔ چنانچہ ابراہیم ادہم نے اس حکم کو یاد رکھا اور تمام مشائخ میں یہ خوشخبری سنکر بعد دیگرے پہلی آنی یہانتک کہ جس وقت حضرت محبوب الٰہی پر شان محبوبیت کا ظہور ہوا تو حضرت [illegible] اس قصہ کو آپ سے نقل فرمایا۔ اور اُس شخص کے واسطے آپ سے دعا کرائی۔ اور اُس شخص کی روح کو عذاب سے نجات دلائی جس روز آپ حاضر حضور ہوئے اُسی روز کلاہ [illegible] اپنے سر کی آپکے سر پر رکھی۔ خرقہ و نعلین عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ میں نے تمکو [illegible] عطا کی اور صاحب سجادہ اپنا کیا آپ محبوب ترین خلفائے حضرت [illegible] کل مقامات غوثی و قطبی و فردانیت کو طے کرکے درجہ محبوبیت کا آ [illegible]

محبوب الٰہی و خطاب سلطان المشائخ ممتاز تھے۔ آپ [illegible] اور بالہام غیبی غیاث پور میں سکونت اختیار [illegible] تنگ تھا۔ چند یار جو خاص ہمراہ تھے وہ تین چار روز کے بعد نان جل لانے کے لئے

Marfat.com

تھے اُس سے روزہ افطار کرتے تھے یا بناس ہی پر قناعت تھی۔

یہ سلطان معزالدین کیقباد کا زمانہ تھا۔ صاحب تذکرۃ العاشقین لکھتے ہیں۔ کہ [illegible] کے رجوع کی کثرت سے تنگ ہو کر نقل مکان مصمم کر لیا تھا کہ ناگاہ ایک جوان دروازے سے آیا اور یہ شعر پڑھا ؎

روزے کہ تو مہ شادی نمیدانستی — انگشت نمائے عالمے خواہد شد

امروز کہ الفت زدلِ خلق ربود — در گوشہ نشستنے وارد سود

او خلقت سے گوشہ پکڑنا سہل ہے۔ لیکن کارِ مردانگی یہ ہے کہ باوجود انبوہ خلق کے خلوت در انجمن ہو اور مشغولی حق میں خلل نہ آوے۔

اخبار الاولیا سے منقول ہے کہ جب سلطان علاؤالدین خلجی فوت ہوئے تو سلطان قطب الدین مبارک شاہ تخت پر بیٹھے اور فرزند علاؤالدین یعنی خضر خان کو دکہ مرید سلطان المشائخ کے تھے اور عمارت عالی برج کلاں مسجد درگاہ اُن ہی کی بنوائی ہوئی ہے) شہید کیا۔ اِس وجہ سے بادشاہ خود مرید ضیاءالدین رومی کا ہوا۔ اور آپ سے عداوت رکھکر قدم بے ثبات کو بازارِ حضرت رکھا۔ اور تصدیعہ حاضری حضور دیا۔ لیکن آپنے حاضر ہونا روا نہ رکھا اور فرمایا۔ بادشاہ مجھ پر ظفر نہ پاویگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بادشاہ نو کو اندر عمارت کوشک ہزار ستون کے رات کو سوتا تھا خرو خاں نے کہ پروردہ نمک و از خاک برداشتہ اِس کا تھا رات کو آن کر بادشاہ کو قتل کر دیا۔ اُس وقت آپ اپنی خانقاہ میں گلگشت فرما رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

اے روبہک چرا نہ شستی بجائے خویش — با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش

خرو خاں کا فتنہ و فساد رفع ہونے کے بعد سلطان غیاث الدین تغلق تخت پر بیٹھے اور اُنہوں نے بھی مخالفت شروع کی۔ اتفاقاً لکھنوتی کے قریب صوبہ بنگالہ میں کچھ خلل واقعہ ہوا۔ بادشاہ اُدھر گئے اور جانے کے وقت کہا کہ واپس آکر سلطان نظام الدین

Marfat.com

کو دہلی سے باہر کرونگا۔ یہ بات آپنے بھی سُنی۔ فرمایا "ہنوز دہلی دور ست" واپس آیا تو جو چوبی عمارت اُسکے بیٹے محمد تغلق نے اُسکے استقبال کے لئے تیار کرائی تھی دفعۃً گر پڑی اور وہ دبکر مر گیا۔ اُسکے بعد محمد تغلق تخت سلطنت پر بیٹھا یہ بہت معتقد حضرت سلطان المشائخ کا تھا۔ اسی بادشاہ نے ایک گنبد آپکے مزار پر بنوایا تھا۔ بعد اسکے سلاطین و خوانین دہلی نے گنبد ہائے مجمر و مسجد بنوا لے۔ اور کار چشمہ بالین کو اتمام پر پہنچایا۔

نقل ہے کہ ایک روز آپکے مرشد نے فرمایا کہ کچھ کھانے کو لاؤ۔ آپنے اپنی دستار مبارک رہن رکھکر کچھ لوبیا خریدا۔ اور اُبالکر نمک ڈالکر حاضر کیا۔ حضرت گنج شکر نے تناول فرمایا اور ارشاد کیا کہ خوش نمکین پکا ہے۔ اور خدا سے میں نے چاہا ہے کہ ہر روز ہفتاد و دو من نمک تمھارے باورچیخانہ میں صرف ہوا کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ہر روز ستر من نمک اور چند قطار شتروں کی باورچیخانہ سے پوست پیاز کی نکلتی تھیں۔

ذکر باولی درگاہ شریف۔ یہ باولی نہایت دلکشا و خوشنما بنی ہوئی ہے۔ یہ حضرت محبوب الٰہی کے عین حیات میں تیار ہوئی تھی اس میں سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں جو زیر آب پوشیدہ رہتی ہیں۔ اِس کا پانی تبرکاً ہر ایک امر میں مستعمل ہوتا ہے۔ باولی میں ہر مریض کا غسل کرنا شفا کا حکم رکھتا ہے۔ باولی کے شمالی جانب میں ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ معروف نے ۱۰۸۱ھ میں یہ باولی تعمیر کرائی تھی۔ ایام عرس میں تیراک لوگ بلند عمارت سے اس میں کودتے ہیں۔ جسکے کودنے میں چھینٹے کم ہوں اُسکی واہ واہ ہوتی ہے جو باعث فرحت تماشائیان ہوتا ہے۔

وفات کی تاریخ ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ روز چہارشنبہ بعد نماز عشاء۔ آپ کا مزار مبارک موضع غیاث پور میں (جو غیاث الدین بلبن کا بسایا ہوا تھا) اور موجودہ دہلی یعنی شاہجہاں آباد سے بفاصلہ تین میل واقع ہے۔ راستہ دہلی دروازہ سے تانگہ۔ موٹر میں ۲ روپئے سواری یا زیادہ سے زیادہ ۴ روپئے جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود اودھی

لقب چراغ دہلی مخاطب بخطاب گنج معانی

آپکا سلسلہ نسب حضرت امیر المومنین امام حسین رضہ کو پہنچتا ہے۔ آپ دہلی کے مشہور بزرگ زادوں سے ہیں اور حضرت سید الاصفیا نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے خلیفہ اکبر ہیں۔ حضرت خواجہ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاؤں میں سے دو خلیفہ اولیائے کبار سے ہیں۔ ایک حضرت لاڈلے مشائخ الغازی رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار مبارک قصبہ النا علاقہ سرکار نظام پائگاہ میں ہے۔ دوسرے حضرت سید مخدوم محمد حسینی صاحب گیسو دراز بندہ نواز حسن آباد گلبرگہ شریف علاقہ سرکار نظام واقع ہے۔

حضرت روشن چراغ دہلی کے جد امجد حضرت شیخ عبد اللطیف یزدی ولایت سے آکر لاہور میں متوطن ہوئے اور وہاں شیخ یحییٰ آپکے والد پیدا ہوئے۔ آپ کا تولد فیض آباد میں ہوا جس کو اودھ بھی کہتے ہیں۔ نو برس کی عمر تھی جس وقت آپکے والد نے انتقال کیا تھا۔ مولانا عبد الکریم شیروانی سے اور انکے بعد مولانا حضرت افتخار الدین گیلانی سے تحصیل علم کی۔ بچپن ہی کے زمانے سے نشان ترک و تجرید و محاسن اخلاق و مجاہدہ نفس آپکے حال سے عیاں تھا۔ روزہ رکھتے اور اکثر اوقات درخت سنبھالو کے پتوں سے افطار کرتے۔ چالیس برس کی عمر میں اودھ سے دہلی آئے اور حضرت سلطان المشائخ کے حضور حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی سے اسقدر مالا مال تھے کہ "گنج معانی" و "محمود گنج" کے لقب سے مخاطب تھے۔ آپنے مدت دراز تک خدمت شیخ میں رہ کر درجہ خلافت حاصل کیا تھا۔ آپ اعظم واکمل خلفا رستین عشرہ مبشرہ سے ہیں اور قائم مقام و سجادہ نشین حضرت شیخ کے عرصہ ۳۲ سال تک رہے اور کسی دوسرے کے دروازہ پر نہیں گئے۔

Marfat.com

کلمات طیّبات درویشی کا حق نگاہ رکھو تاکہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اور رسول خدا سے شرمندہ نہو۔ جفا کھینچو۔ وفا کرو۔ گندم نما جو فروش نہ بنو۔

مناقب المحبین بحوالہ خیر الاذکار لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو الہام ہوا کہ اس سلسلہ چشتیہ میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ اور استغراق کی حالت میں اسپر ایسی ایسی حالت طاری ہوگی۔ پس حضرت موصوف منتظر اس شخص کے رہے۔ مگر آپکے یاران میں سے کسی پر یہ حالت ظہور پذیر نہوئی۔ انہوں نے اپنے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ معین الدین کو وصیت فرمائی کہ اگر وہ اپنے یاران میں سے کسی میں یہ علامتیں پاویں تو اس سے دعائے خیر خاتمہ تمام اہل سلسلہ کی درخواست کریں۔ انہوں نے بھی اپنے یاراں میں یہ صورت نہیں پائی۔ پھر انہوں نے اسیطرح وصیت اپنے خلیفہ خواجہ قطب الدین کو اور اسیطرح پھر یہ وصیت سینہ بسینہ بحضرت سلطان المشائخ پہنچی اور حضرت موصوف اسی انتظار میں رہتے تھے۔ ایک روز حضرت خواجہ نصیر الدین محمود کنار حوض پر بیٹھے تھے اور دونوں پیر آپکے پانی میں تھے اور عالم استغراق میں وہی علامات پیشینگوئی آپ پر ظاہر ہوئیں۔ اتفاقاً حضرت سلطان المشائخ کا گذر اس طرف ہوا۔ اور وہ حالت دیکھکر بسرعت تمام دوسرے کنارے حوض کی طرف سے مع جامہ تن پوشی حوض میں داخل ہوکر پاؤں آپکے پکڑ لئے۔ جب آپکو افاقہ ہوا تو آپنے پاؤں کھینچکر دست و پا مس کرنے سے اپنے پیر کے سخت نادم و پشیمان ہوئے۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں نے یہ کام کچھ اپنی طرف سے نہیں کیا۔ بلکہ مجھکو پیران چشت سے وصیت چلی آتی ہے۔ اور میں جبتک دا خلان اس سلسلہ چشتیہ کے اول سے آخر تک کہ جو قیامت تک ہونے والے ہیں نہ دیکھ لونگا دعائے حسن خاتمہ و نجات اخروی نکروں گا۔ اس وقت آپنے دعا فرمائی اور متوسلان اس فرقہ کو امید نجات ارزانی ہوئی۔ مشہور یہ ہے۔ سلطان محمد تغلق

Marfat.com

نے سلطان المشائخ کے عرس کے روز بسبب بخل و حسد روغن فروشان کو منع کیا آپنے شبِ عرس کو چراغان میں پانی ڈلوا کر روشن کرائے۔ اور وجہ تسمیہ از رسالہ حبیب یہ ہے ایک روز آپ مجلس سلطان المشائخ میں حاضر ہو کر کھڑے رہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ عرض کیا کہ درویشوں کی طرف پشت ہوتی ہے۔ فرمایا چراغ کا پشت و رو یکساں ہے۔

وفات کی تاریخ ۱۸ ماہ صیام رمضان ۷۲۵ھ بعہد سلطان فیروز شاہ کے واقعہ ہوئی۔ مزار پرانوار آپکا مقام نظام الدین سے ڈیڑھ کوس۔ دہلی سے جانب جنوب ۵ پانچ کوس ہے۔ راستہ کچی سڑک کا ہے۔ موٹر و تانگہ نہیں جا سکتا۔ بیل گاڑی سے جانا پڑتا ہے۔ یا پیدل بلا سواری۔

مادہ تاریخ "مسلم جمع صوفیان" دیگر "گل بہشت" بعمر ۷۰ سال وفات پائی۔

حضرت امیر خسرو نام اصلی ابوالحسن یمین الدین

آپ محبوب ترین مریدان خاص حضرت سلطان المشائخ تھے۔ آٹھ برس کی عمر میں آپکے والد ماجد نے شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید کرایا تھا حضرت شیخ کو آپکے ساتھ نہایت محبت تھی۔ یہانتک کہ آپ فرماتے تھے "میں سب سے بلکہ اپنی ذات سے بھی بعض وقت تنگ آجاتا ہوں مگر امیر خسرو سے نہیں"

ایک روز حضرت محبوب الٰہی اپنے عبادتخانہ سے ہندوؤں کی عبادت کے طرز کو بغور ملاحظہ فرما رہے تھے کہ امیر خسرو صاحب آئے۔ آپنے فرمایا ؎ ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے ٭ اس وقت حضرت محبوب الٰہی کی ٹوپی سر مبارک پر ذرا کج تھی۔ امیر خسرو صاحب نے ٹوپی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ؎ ما قبلہ راست کردیم برطرف کجکلاہے ٭ اس سے آپکی حاضر جوابی کا ثبوت ملتا ہے۔

ملازمت شاہی کے سبب اپنے پیر کی خدمت میں ایک عرصہ تک حاضر نہ ہو سکے

Marfat.com

ایک روز ایک فقیر سے ملاقات ہوئی جو دہلی سے آرہا تھا۔ آپنے سب سے پہلے اپنے مرشد کی خیریت معلوم کی اور فرمایا کہ تجھ میں سے مرشد کی بو آرہی ہے۔ اس نے کہا امیر کے پاس شیخ کی پاپوش ہے۔ آپنے پانچ لاکھ روپیہ کی خریدی۔ اور بارگاہ مجددی میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا عرض کیا۔ آپنے فرمایا کہ اے خسرو کفش سستی خریدی۔ امیر صاحب نے کہا کہ حضور اس درویش نے پانچ لاکھ پر اکتفا کیا۔ کہا اگر وہ پانچ لاکھ پر راضی نہ ہوتا تو اپنی جان اور تمام مال دینے پر عذر نہ ہوتا۔ اللہ اللہ کیا خلوص تھا۔

جن مریدوں سے محبوب الٰہی ناراض ہوگئے۔ علاوہ امیر صاحب کے کسی کو انکی سفارش کی ہمت نہ ہوئی۔ حضرت امیر کا وجود سراپا عشق تھا۔ اور آپنے ہوالعشق کو ایسا سمجھا تھا کہ پیرہن مبارک قلب کی جگہ ہمیشہ [illegible] تھا۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ امیر صاحب کی موجودگی میں حضرت محبوب الٰہی [illegible] توانکی طرف اشارہ کرکے فرمایا "الٰہی بسوز سینہ ایں ترک مرا ببخش"

تغلق نے بنگال کا سفر کیا تو امیر خسرو صاحب کو بھی اپنے ہمراہ لیا۔ امیر کو خبر پہنچی کہ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی کا وصال ہوگیا۔ یہ خبر سنتے ہی سنکا امیر صاحب فوراً دہلی روانہ ہوئے۔ جو کچھ مال و اسباب پاس تھا سب اپنے پیرو مرشد کے نام پر نثار کردیا اور مرشد کے غم و فراق میں اسقدر سوگوار ہوئے کہ پورے چھ مہینے کے بعد ٹھیک اپنے مرشد کی وفات کی تاریخ ۱۸ شوال ۷۲۵ھ کو دہلی میں انتقال کیا۔ رحمۃ اللہ علیہ ۔

حیرت ہوتی ہے آپکی تصانیف سنکر ۵۲ کتابیں تصنیف کیں کے لئے انکے پاس وقت کہاں سے آتا تھا۔ آپنے ابتدائی [illegible] کی اور درباروں میں تمام دن حاضری دیتے تھے [illegible] خدمات بھی تھیں جنکو انجام دینا ہوتا تھا اور جب [illegible]

Marfat.com

محبوب الٰہی کی خدمت میں صرف ہوتا تھا۔ اور یادِ مولا میں لگے رہتے تھے اگر ہند انکے مول ہونے پر فخر کرے تو کیا بیجا ہے۔ درگاہ نظام الدین میں حضرت سلطان المشائخ کی پائینتی آپ کا مزار شریف مشہور و معروف ہے

حضرت سلطان شمس الدین التمش بن ایلمخان

آپ بظاہر دارالسلطنت ہند کے بادشاہ بڑے رحم دل اور صوفی مشرب تھے اور خلفائے نامدار و مریدانِ باوقار حضرت خواجہ قطب الاسلام و محبوب و منظور نظر حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری بھی تھے۔ اگرچہ بظاہر تعلق بادشاہی سے رکھتے تھے۔ لیکن فقیر اور فقیر دوست تھے۔ کم کھاتے۔ کم سوتے۔ رات کو جاگتے تھے۔ لیکن کاروبار میں رات کے وقت نوکروں و غلاموں کو تکلیف نہیں دیا کرتے تھے۔ یہانتک کہ جب رات کو جاگتے پانی چاہ سے خود ہی نکالتے اور خود ہی وضو کر لیا کرتے تھے۔ و بعلماء و صلحاء و فضلاء و اصفیاء گنج فراواں بخشتے تھے۔ اس طریق سے کہ بتن گلی میں زر خالص بھر کر اوپر اسکے دانۂ غلۂ گندم ڈال دیا کرتے تھے تاکہ سخاوت و پردہ رہے اور داخل ریا نہ ہو۔ آپ بزرگ زادگان ترکستان سے تھے بسبب حوادثِ روزگار بحالت گرفتاری وطن سے ہندوستان آئے اور صدر جہاں نے آپکو خرید لیا۔ اسکے بعد آپ سلطان شہاب الدین غوری کے مملوک ہو گئے۔ جسوقت سلطان قطب الدین ایبک (کہ وہ بھی سلطان شہاب الدین کے مملوک تھے) تختِ دہلی پر متمکن ہوئے تو آپ کو بحکومت شہر بدایوں مامور کیا تھا ہرگاہ قطب الدین ایبک گھوڑے پر سے گر کے فوت ہوئے اور آرام شاہ فرزند انکا فرمانروا ہوا۔ مگر اسمعیل سپہ سالار و امیر داؤد دہلی رکن سلطنت نے آرام شاہ سے ناراض ہو کر آپ کو بدایوں سے بلا کر تخت دہلی پر بٹھا دیا۔ آپ بادشاہِ ہند بن گئے بہت فتوحات حاصل کیں۔ گوالیار پر قبضہ کیا۔ شہر اوجین کو فتح کیا اور تنجانۂ مہاکل کہ بارہ سو

Marfat.com

سال سے آباد تھا ۷۰۲ھ میں ویران کیا۔ اور مورت بکرماجیت کو وہاں سے دہلی لاکر توڑا۔ اور زیر دیوار مسجد قوت الاسلام ڈالا۔ فخر الملک بغدادی و نظام الملک وزرائے عالیشان بادشاہ کے تھے۔

صاحب سیر العارفین بحوالہ طبقات ناصری لکھتے ہیں۔ اتفاق سے آپ قید میں پڑ گئے تھے۔ انکو خواجہ جمال الدین نے خریدا۔ اور غزنی میں لائے۔ وہاں کوئی خریدار نہ ہوا۔ سنجار لے گئے اور وہاں سے تجارت کے لئے ہندوستان لائے۔ اثنائے راہ میں کاروانسرائے میں قیام ہوا۔ اور سلطان کو واسطے لانے طعام کے بازار بھیجا اتفاقاً خانقاہ شیخ شہاب الدین سہروردی پر گذر آپ کا ہوا۔ اُس وقت واحد الدین کرمانی وہاں موجود تھے۔ سلطان نے چند پیسے پیش نظر شیخ گذرانے اور التماس دعا کی شیخ نے فرمایا کہ اس شخص کے چہرے سے انوار سلطنت پاتا ہوں۔ واحد الدین کرمانی نے فرمایا۔ آپکی برکت سے سلطنت دنیوی میں دین اسلام سلامت رہیگا۔

حضرت سلطان المشائخ سے فوائد الفواد میں منقول ہے کہ سلطان شمس الدین التمش منظور و مقبول ان ہر دو بزرگان باصفا کے ہیں۔ آپنے تخمیناً ۲۷ سال سلطنت کی۔ تاریخ ۲۰ شعبان ۶۳۴ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار آپکا قطب صاحب عقب مسجد قوت الاسلام ہے اور زیارتگاہ خلائق ہے۔

حضرت سلطان ناصرالدین محمود غازی

ابن حضرت سلطان شمس الدین التمش آپ چھوٹے صاحبزادے [illegible] شمس الدین التمش کے ہیں۔ آپ کو ارادت حضرت فرید الدین گنج شکر تھی۔ پہلے آپ حاکم بھٹڑا رہے بعد گرفتاری علاؤ الدین مسعود برادر زادہ خود کے تخت نشین دہلی ہوئے۔ تاریخ طبقات ناصری مولانا سراج منہاج آپ ہی کے نام سے ہے۔ آپ بادشاہ

Marfat.com

نہایت حلیم الطبع زاہد و پارسا تھے اور اپنی معاش کتابت مصحف سے رکھتے تھے۔ سولے ایک بیوی کے دوسری نہیں رکھتے تھے جو اپنے ہاتھ سے کھانا پکایا کرتی تھی۔ ایک روز آپکی بیوی نے درخواست ایک خادمہ کی کی۔ آپنے منظور نہیں فرمائی۔ اللہ اکبر بادشاہ ہندوستان ہو کر ایسا محتاط ہونا آپ ہی کے حصہ میں تھا۔ آپنے بیس سال کئی ماہ سلطنت کی۔ اور آپ کا کوئی وارث نہ تھا۔ الف خان وزیر نے باگ سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔ آپ دین و دنیا کے بادشاہ تھے۔

وفات شریف بروز یکشنبہ ۱۲ ذیقعدہ ۶۴۳ھ میں ہوئی۔ مادہ تاریخ وفات

"سلطان زمانہ شاہ عادل"

آپکا مزار متصل قطب صاحب سے بفاصلہ ملہ و دیا پٹہ صفائی کوس ہے۔

شیخ حمید الدین دہلوی

آپ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین اجمیری سے مشرف باسلام و مرید ہوئے اس وقت میں جبکہ تسلط سلطان معز الدین سام کا ہوا۔ اور رائے پتھورا مارا گیا۔ فتح دہلی کی حاصل ہوئی۔ اور جبکہ خواجہ معین الدین بزرگ غزنی سے دہلی تشریف لائے ایک روز آپنے سات آدمیوں کو بتکدہ میں مشغول بہت پرستی دیکھ کر انکو اپنے کلام ہدایت بخش سے ایسا مفتون کیا کہ اسی وقت سب کے سب مشرف باسلام ہو گئے۔ اپنے اُن میں سے ایک کو جو سب کا سردار تھا حمید الدین کے لقب سے ملقب کیا اور دوسروں کے لئے کچھ اور نام تجویز کئے۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم نے کفر و اسلام میں دامن شرکت ہاتھ سے نہیں دیا چاہیئے کہ لقب میں بھی شریک رہیں۔ خواجہ صاحب نے اسوقت ان سب کو بہ لقب حمید الدین ملقب فرمایا۔ لیکن آپنے دہلی میں قیام فرما کر شہرت حاصل کی تھی سنہ ۶۴۳ھ میں وفات ہوئی۔ پرانی دہلی یعنی قطب صاحب میں آپکا مزار ہے

Marfat.com

جائے قبر معلوم نہیں۔

شیخ بدرالدین غزنوی رح

آپ اعظم خلفائے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی ہیں۔ سماع میں آپکو بہت غلو تھا۔ جملہ مشائخ وقت آپکی بزرگی کے معترف تھے۔ سالہا خادم پیر خود رہے اور نہایت ضعیف ہو گئے تھے۔ بوجہ پیرانہ سالی طاقت چلنے پھرنے کی نہیں رہی تھی۔ لیکن وقت سماع مثل طفل وہ سالہ کے وجد کرتے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ اس عالم پیری میں کس طرح وجد کرتے ہیں۔ کہا میں وجد نہیں کرتا۔ بلکہ عشق کراتا ہے (مصرع) من اگر پیرشم عشق جواں است

مناقب المحبوبین میں ہے۔ آپکے خلیفہ عماد الدین اور انکے خلیفہ شہاب الدین عاشق۔ اور انکے خلیفہ شرف الدین بوعلی قلندر اور انکے خلیفہ مصطفےٰ اماسی اور انکے خلیفہ شاہ احمد چشتی اور انکے خلیفہ شاہ برہان چشتی کہ بلدہ نالہ ڈھولہ میں آسودہ ہیں۔

مقام قطب صاحب میں حضرت خواجہ قطب الدین صاحب کے پایاں مزار ہے۔

حضرت خواجہ محمود مونیہ پوش رح

آپ مہ صاحبان و معتقدان خواجہ قطب الاسلام تھے۔ آپ کی کرامت یہ ہے کہ کوئی مشکل پیش آتی ہے وہ کوئی کنکر یا پتھر یا اینٹ آپکی قبر سے اٹھا لیتا ہے اپنے پاس رکھ چھوڑتا ہے جب مراد اسکی بر آتی ہے تو اس پتھر کے موافق [illegible] پکا کر تقسیم کرتا ہے۔ اور پھر لا کر مزار پر رکھ دیتا ہے

سید محمد بن سید محمود کرمانی

آپ سادات کرمان سے ہیں سوداگری کے لئے لاہور اور دہلی آئے تھے۔ اور بخدمت

Marfat.com

گنجشکر اعتقاد صادق پہنچا کر قصبہ اجودھن میں سکونت اختیار کی تھی۔ آپ مرید حضرت گنجشکر تھے اور بعد وفات حضرت گنجشکر کے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں رہ کر تکمیل کو پہنچے تھے۔ اور داخل یارانِ اعلیٰ میں تھے۔ حضرت سلطان المشائخ سے آپکا اخلاص بے اندازہ تھا۔ اِسی وجہ سے حضرت گنجشکر نے فرمایا تھا کہ تم دونوں ایک جگہ رہو۔ تم دونوں کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) رہے۔ آپ کی تصنیف "سیر الاولیاء" ہے۔ آپکی تاریخ وفات میں سخت اختلاف ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں شب جمعہ ۷۱۱ھ ہے از شجرۂ چشتیہ ؎ بعہد فیروز شاہ۔ مزار آپکا دہلی۔ درگاہ حضرت سلطان نظام الدین۔ برچبوترۂ یاراں ٭

مولانا وجیہ الدین یوسف ثانی

آپ اعظم خلفائے عشرہ مبشرہ سلطان المشائخ سے تھے۔ آپ شیخ کے حضور میں آتے تو آپکے دل میں خطرہ پیدا ہوتا کہ خدمت پیر و مرشد میں قدموں سے کس طرح جاؤں۔ اِس لئے تعظیم کیواسطے سر کو پیر بنا کر سر کے بل حاضر حضور ہوتے تھے۔ آخر انکو پیر و مرشد کی دعا سے قوت پرواز حاصل ہوئی۔ بوقتِ حاضری ہوا میں پرواز کر کے حاضر ہوتے۔ بعد تکمیل واسطے ہدایت خلق چنار پری میں مامور کئے گئے تھے مزار آپ کا بھی درگاہ نظام الدین میں چبوترۂ یاران ہے ٭

حضرت شیخ شہاب الدین امام

آپ خلیفہ نہم عشرہ مبشرہ حضرت سلطان المشائخ تھے۔ اور امامت میں تر و تازہ دل اپنی خوش الحانی سے حضرت محبوب الٰہی کا کیا کرتے تھے۔ آپ پر نظر شیخ علیہ الرحمۃ کی شفقت سے رہتی تھی۔ اور لباس خاص سے مشرف ہوا کرتے تھے۔ بعد وصال

Marfat.com

حضرت سلطان المشائخ ایک مدت تک زندہ رہکر خلق دہلی کو دست بیعت اور ارشاد کرتے رہے۔ وفات کے بعد انکو انکی جاے مسکن میں دفن کیا۔ اولاد انکی زیر دیوار قلعہ شیر شاہ دہلی میں مدفون ہے شیخ رکن الدین آپکے خلف الرشید سجادہ نشین ہوئے جنکے دامن ارادت میں خواجہ مسعود بک شاہ باز آئے تھے یعنے ان سے بیعت ہوئے تھے اور بمرتبہ کمال کو پہنچے ؛

حضرت قاضی محی الدین کاشانی

آپ بھی مردان ذی وقار حضرت سلطان المشائخ و مشاہیر علمائے شہر سے تھے۔ و درمیان یاران اعلیٰ کے معظم و مکرم و صاحب صدر تھے و تجدید بیعت مطولات سے دریافت ہوسکتا ہے۔ آپ نے حضرت پیر و مرشد سے دریافت کیا کہ مرید کو مراقبہ حضرت عزت بار تعالیٰ اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و شیخ خود ہر ایک کا علیحدہ کرنا چاہیئے یا اکھٹا بھی۔ فرمایا کہ جمع بھی ممکن ہے اور جدا گانہ بھی مفید ہے۔ جب مراقبہ جمع کرنا چاہے تو ایسا خیال صاحب مراقبہ کرے کہ میں بین یدی اللہ حاضر ہوں اور پیغمبر صلعم بر یمین (داہنے جانب) و شیخ بر یسار (بائیں جانب) ہیں

تاریخ وفات ۲۵ ربیع الاول ۷۲۵ھ۔ مزار متبرک قطب صاحب میں ہے ؛

حضرت خواجہ فخر الدین مروزی

آپ مرید و مستاصب باصفا حضرت شیخ سلطان المشائخ تھے او حافظ [illegible] ہفت قرأت۔ بکمال تقوی و ورع آراستہ۔ ہمیشہ کتابت کلام مجید سے روزی کماتے آپکے حضرت نے ایک رقعہ بدست مبارک آپ کیطرف اس مضمون کا لکھا کہ اہم مطالب العظم مقصود پیدا کرنے خلقت کا محبت رب العالمین ہے۔ اور وہ دو طرح کی ہے محبت

Marfat.com

ذات ومحبت صفات لیکن محبت ذات مواہب سے ہے اور محبتِ ذات مکاسب سے طریقۂ اکتساب محبت دوام ذکر ہے مع تخلیۃ القلب عما سواہ اسکو فراغ شرط ہے اور فراغ کو چار چیزیں مانع ہیں اور جو مانع شرط ہیں وہ مانع مشروط ہیں خلق ودنیا ونفس وشیطان طریق دفع خلق عزلت وگوشہ نشینی اور طریق دفع دنیا قناعت وطریق دفع دنیا قناعت وطریق دفع نفس شیطان التجا کرنا حضتعالیٰ سے ہر ساعت اور مشہور یہ ہے طریق ذکر شیطان ذکر وطریق دفع نفس التجا بحق

آپ تغلق شاہ کے زمانہ میں تھے۔ اور مزار آپکا دہلی میں درگاہ سلطان نظام الدین بہ پہلوئے شیخ شمس الدین یحییٰ ہے ؎

مولنا وجیہ الدین رح۔ پائلی

آپ مرید خاص سلطان المشائخ تھے۔ زہد وتقوی ومجاہدہ وترک وتجرید میں ممتاز تھے وبا شارہ حضرت خضر علیہ السلام کے حضرت شیخ کی خدمت میں ارادت لائے۔ اور مرید ہوئے۔ ایک وقت واسطے زیارت حضرت گنج شکر اجودھن گئے۔ اور آواز روضہ مبارک سے آئی "اے ابوحنیفہ پائلی"۔

مزار آپکا کنارہ حوض شمسی قطب صاحب میں خطیرۂ کمال الدین صاحب جہاں کے متصل۔ بمقام دہلی ہے ؎

حضرت خواجہ سالار

آپ مرید حضرت سلطان المشائخ کے تھے۔ ایک روز مجلس سماع تھی۔ گانے والے یہ بیت کہہ رہے تھے ؎

از سر زلف حسینان چمن دست بدار　　بسر زلف اگر دست رسد باد صبا

چند روز بیماری عشق میں کر عالم بقا کو سدھارے۔ مزار آپکا خطیرۂ یاران سلطان المشائخ

Marfat.com

دہلی۔ درگاہ خواجہ نظام الدین میں ہے ؎

قاضی شیخ عبدالمقتدر رکن الدین

آپ اعظم خلفاے حضرت نصیر الدین محمود سے ہیں۔ کتاب مناقب الصدیقین اپنے پیر و مرشد کے مناقب میں آپنے تالیف کی ہے۔ آپکے شاگرد قاضی شہاب الدین بہت بڑے علماء متقدمین میں سے ہیں۔ اور آپکے خلیفہ شیخ حسام الدین منیری اکمل الخلفا آپکے تھے شیخ عبدالصمد اکابر عہد سلطان سکندر تھے جنہوں نے جونپور سے آنکر مقبرہ اپنے بزرگوں کا بنوایا تھا۔

آپکی تاریخ وفات ۲۸ محرم ۸۰۸ ہے کی مزار قطب صاحب جانب جنوب حوض شمسی بہ خانقاہ شیخ عبدالصمد بن شیخ ابوالفتح جونپوری ؎

شیخ یوسف چشتی

آپ مریدان پاک نہاد و خلفاے نیک اعتقاد حضرت نصیر الدین محمود سے تھے ایک کتاب موسوم بہ تحفۃ النصائح نظم میں آپکی ہے جس میں احکام شرع۔ فرائض و سنن درج کئے ہیں۔ اس میں یہ صنعت ہے کہ ہر ایک شعر کا صدر ہمام پر ختم ہوتا ہے۔ آخر کتاب میں اپنے پیر کی مدح میں فرماتے ہیں ؎

شیخ معظم پیر ما محمود آں صاحب قران	چوں او نباشد در جہاں یک ہم مسلم
عالم بعالم مثل او ہرگز ندیدہ مردمے	از در کرامت مثل او کس نیست در عالم

مزار شریف دہلی قطب صاحب میں ہے

حضرت مسعود بک اصلی نام مہر خان صاحب

Marfat.com

فیروز شاہ دہلی سے ہیں۔ اچانک جذبہ عشق حق آپ کو ہوا۔ اور دل محبت دنیا سے سرد ہوگیا۔ اگرچہ آپ مرید شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین امام خلیفہ حضرت سلطان المشائخ تھے۔ لیکن استفادہ آپنے حضرت نصیر الدین محمود سے کیا تھا۔ اور دیوان اشعار باجازت حضرت موصوف آپنے لکھا ہے۔ اور ہر شتم کے سخن لطیف اس میں درج کئے ہیں۔ اور مرآۃ العارفین کے آپ مصنف ہیں۔ اور یہ بیت مشعر کمالات آپکے سے ہے ؎

رفت ز مسعود بک جامہ صفات بشر		چونکہ ہمان ذات بود باز ہمان ذات شد

اور آپ کی کتاب مرآۃ العارفین نہایت مرغوب الطبع ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت مسعود بک نعلین واسطے شیخ کے لئے جاتے تھے۔ ایک عالم انکو برستہ میں ملے اور کہا یہ نعلین کسکی اٹھائے لئے جارہے ہو۔ فرمایا کفش حق تعالیٰ۔ اس بات پر علماء ظاہر نے متفق ہوکر بعہد فیروز شاہ آپکے اعضاء کے ٹکڑہ ٹکڑہ کرکے زیر قلعہ فیروز آباد کنارہ دریائے جمنا پھینکدیئے۔ بعد وقوع اسکے ہر چند آپکے معتقدوں نے جال وغیرہ ڈالکر میت کو نکالنا چاہا مگر دستیاب نہیں ہوئی بعد تردد و جستجوئے بسیار کے معلوم کیا کہ کل اعضاء آپکے جمع ہوکر بصورت مجسم حجرہ خاص حضرت سلطان المشائخ کیلوگڈھی میں ہیں۔ وہاں سے اٹھاکر مقبرہ پیراں لاڈو سرائے آپکو دفن کیا۔ جب یہ خبر واقعہ کی شیخ کو ہوئی۔ فرمایا کس سزا پر ان کو شہید کیا۔ قاضی نے کہا حق تعالیٰ کا پاپوش ثابت کیا تھا۔ حضرت موصوف نے فرمایا کہ اضافت برائے ادنیٰ ملابست درست ہے۔ پوچھنا چاہئے تھا کہ کفش خدا تعالیٰ واسطے ملکیت خدا کہتا تھا للہ ما فی السموات والارض یا حق تعالیٰ کو لابس کفش کہتا تھا۔ قاضی جواب سے عاجز ہوا۔ پس آپ کو جوش آیا۔ اور فرمایا اے روسیاہ آسیوقت قاضی کا منہ سیاہ ہوگیا۔ اور حال تباہ ہوگیا۔ دہلی میں مزار لاڈو سرائے میں ہے۔

Marfat.com

شیخ حسن طاہرؒ

آپ خلیفہ حضرت سید راجی حامد شاہ ہیں۔ حسب الطلب سلطان سکندر لودھی دہلی آئے تھے اور کوشک نجے منڈل برج حصار سلطان محمد تغلق میں سکونت رکھتے تھے اور اُس جگہ آپنے وفات پائی تھی۔ مفتاح الفیض وغیرہ رسائل علم سلوک و توحید میں آپکے ہیں۔ مزار قطب صاحب میں حصار نجے منڈل متصل قلعہ رائے پتھورا ہے۔

شیخ ولی محمد دہلوی

آپ مریدانِ باکمال شیخ عبدالعزیز سے صاحب حال و قال تھے۔ وفات آپکی ۱۰ جمادی الثانی ۱۱۱۷ھ میں ہوئی۔ مزار دہلی بارہ قدم مقابل مسجد جامع نظیم

شیخ عبدالغنی بیابانی

آپ خلفائے شیخ عبدالعزیز سے نہایت درد مند صاحب حال و قال تھے۔ فاتحہ حال معلوم نہیں۔ وفات ۹ جمادی الثانی ۱۱۱۷ھ دہلی میں ہوئی۔ صحن مسجد جامع فیروز شاہی قریب عیدگاہ فیروز شاہی مزار ہے۔

شیخ عبدالعزیز کشکی بن شیخ حسن طاہر قصبالحقی

آپ مرید و خلیفہ میاں فاضی خان بوسعتہ فاضی خلف آبا و اجداد تھے اور انہوں نے قال الحق سے ملقب کیا تھا۔ کہتے ہیں آپکا خاتمہ اس آیہ [illegible] کُلُّ شَیْءٍ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ دہلی میں متصل [illegible] ساکنہ بہت ذوق و شوق میں رحلت فرمائی۔ کوئے تو ماشقان چنیں جاں بباختند کاں جا ملک ملامت ناخوانند گزید

Marfat.com

آپ برادر شاہ خیالی ہیں۔ وفات شریف ۲ جمادی الثانی ۹۰۵ھ مزار دہلی کوٹلہ فیروز شاہ میں ہے۔

حضرت مولانا سماالدین بن فخرالدین

آپ مرید شیخ کبیرالدین اسمٰعیل خلیفہ و نبیرہ حضرت سید جلال الدین بخاری ہیں۔ آپکے مفصل حالات و خرق عادات وغیرہ حضرت جمالی آپکے مرید نے کتاب سیرالعارفین میں لکھے ہیں۔ وقت غسل انگشت شہادت اٹھا کر اللہ اللہ کہا جو سب حاضرین نے سنا۔ لمعات عراقی پر حاشیہ وافیہ لکھا۔ شیخ عبداللہ بیابانی فرزند کلاں۔ و شیخ نصیرالدین فرزند خورد آپکے تھے۔ وفات ۲ جمادی الاول ۹۰۷ھ میں ہوئی۔

مزار دہلی قطب صاحب بالائے حوض شمسی

شیخ عبداللہ بیابانی ہنگ در بیان معانی مولانا سماالدین

آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید و خلیفہ تھے آپ ہمیشہ مجاہدہ و ریاضت تجرد و توکل شاید ہی کسیکو میسر ہوئے ہوں ساٹھ سال سے زائد ایک حالت اور ایک ہی اسلوب سے جنگل بیابان میں بسر کی اور جھونپڑی تک نہ بنائی۔ اور پنجوقتی نماز کو بے غسل ادا نہیں کیا۔ اور تمام عمر سوائے بناس پتی و یا میوہ جنگل کے روزہ افطار نہیں کیا۔ ایک ختم قرآن کا ہر روز معمول تھا۔ اور اکثر آپکے گرد شیر و پلنگ و آہو تمام جانوران جنگلی جمع رہتے۔ اور کوئی کسیکو گزند نہیں پہنچاتا۔ مزار قطب صاحب (دہلی) میں ہے۔

شیخ نصیرالدین ابن مولانا سماالدین

آپ بھی مرید و خلیفہ اپنے والد بزرگوار کے تھے۔ بڑے عابد و پرہیزگار و بصورت و سیرت مقبول روزگار تھے۔ آپکے صاحبزادے شیخ عبدالغفور تھے جنکی شان میں انکے و

Marfat.com

شیخ سمارالدین فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالغفور ہمارے گھر کا چراغ ہیں۔ اور انکو ارادت شیخ نصیرالدین اپنے والد سے تھی۔ مزار قطب صاحب میں ہے۔ (دہلی)

شیخ علاؤالدین بن شیخ نورالدین اجودھنی

آپ اولاد امجاد حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر سے تھے۔ آپ فریدالدہر وحیدالعصر صاحب اخلاق حمیدہ وصفات ملکیہ تھے۔ آپکو فرید ثانی وفیل مست کہتے تھے اور خدمت بابا تاج الدین بن عبدالصمد جد خود ارادت رکھتے تھے۔ آپ کو روحانیت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھی۔ اور خاص رابطہ تھا۔

نقل ہے کہ ایک درویش آپکی خدمت میں آیا۔ اسکے پاس تریاق اکبر تھا اور خاصیت اسکی یہ تھی کہ زہر خوردہ بیمار کو دیتے شفا ہوجاتی۔ فرمایا ہمارے پاس بھی تریاق اعظم ہے آؤ امتحان کریں۔ پس ایک چڑیا زندہ طلب کی۔ اور قطرہ زہر ہلاہل اسکو دیا وہ مرگئی بعد اسکے پارہ کاک خشک لنگر خانہ خواجہ قطب الدین اپنے پاس سے نکالا۔ اور پانی میں حل کرکے چڑیا کے منہ میں ڈالدیا۔ چڑیا زندہ ہوکر اڑ گئی۔

۔ کاک ایک قسم کی روئی ہوتی ہے۔ مثل کاہ ودیدہ کے کہ نباتات سے ہے۔ بختیار کاکی کے یہاں اسپر نیاز ہوتی ہے۔

سال وفات ۶۷۲ھ مزار قطب صاحب دہلی میں ہے۔

میر سید عبدالاوّل بن علائی چشتی

آپ مرید واولاد امیر سید محمد گیسو دراز سے تھے۔ دکن میں جاکر [illegible] وحقیقی اور صاحب تصانیف تھے۔ فیض باطنی شیخ [illegible] کو نظم کیا۔ اور کتاب سفر السعادت ورسالہ تحقیق النفس العبادت تصنیف فرمائے علاوہ دیوان

Marfat.com

اور اکثر کتب پر حواشی و شرح لکھے ہیں۔ بہت معمر تھے۔ آخر عمر میں باستدعاء خانخاناں محمد بیرم خاں دہلی آکر دو سال قیام کیا اسکے بعد رہگرائے عالم بقا ہوئے ۹۶۸ھ سال وفات ہے۔ مزار دہلی مقام قطب صاحب میں ہے۔

شیخ سیّد جیو دہلوی رح

آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ سلیم چشتی رح ہیں۔ ابتدا میں آپ امرائے ذوی الاحتشام دہلی میں سے تھے۔ خرقہ خلافت پاکر وطن میں چلے آئے تھے ۱۰۱۵ھ میں وفات پائی مزار دہلی میں ہے ؛

حضرت شیخ کمال الدین علامہ خطاب چشتی بن عبدالرحمٰن

نسب آپکا بحضرت امام حسن رض پہنچتا ہے۔ آپ برادر عموزاد و خواہرزادے حقیقی و مرید و خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی ہیں۔ مجالس حسنیہ سے نقل ہے کہ آپ کو خلافت حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء سے بھی تھی۔ چنانچہ جب کہ آپ زیارت حرمین شریفین کو جانے لگے تو آپنے بحضور سلطان المشائخ یہ ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت موصوف نے اجازت عطا فرمائی اور جامہ ملبوسہ خود پہنایا۔ اور خلافت نامہ دیکر آپ کو رخصت کیا جسکی برکت سے سات حج آپنے کئے اور بیت المقدس کی زیارت سے مشرف ہوکر مراجعت فرمائی اور بہت کچھ فتوحات حاصل کیں۔ جب دہلی آئے تیرہ ہزار سکہ زر و نقرہ و اسباب ساتھ تھا۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود نے اسقدر مال و متاع دیکھکر فرمایا۔ اتنی دنیا کیوں جمع کی ہے۔ آپنے عرض کی راہ میں سنا تھا کہ حضرت سلطان المشائخ رحلت فرما گئے ہیں۔ اور آپ سجادہ نشین ہوئے ہیں۔ اگر خالی ہاتھ جاؤنگا تو مجکو

Marfat.com

پیر بھائی وابنائے جنس مطعون کرینگے۔ اِس متاع ومال کو علماء وصلحا میں تقسیم کرو لگا
چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اُو پر سکۂ زر کے سیاہی ملکر اور گرہ باندھ کر دیتے۔ اور کہتے یہ
سیاہی قبول کرو۔ اسکے بعد تاتار خان نے ہشتاد تنکہ روزینہ آپ کا مقرر کیا۔
آپنے روشن چراغ دہلی سے دریافت کیا۔ فرمایا جو بغیر طلب و قصد کے وظیفہ ہوا ہے
وہ بمنزلہ فتوح کے ہے قبول کرو۔ کثرت علم کی وجہ سے مخاطب بخطاب
علامہ تھے حضرت مخدوم جہانیاں سے شرح مشارق آپ سے سبقاً پڑھی تھی۔ پھر آپ
احمد آباد گجرات تشریف لے گئے۔ اور خلق خدا کو اپنے حلقۂ ارادت میں لائے پھر
دہلی میں آکر تا زیست بہ تہذیب مخلوق مصروف رہے۔

آپکے تین صاحبزادے تھے اول شیخ نظام الدین کہ عالم وفاضل تھے۔ دوم
شیخ نصیر الدین خلیفہ حضرت سید محمد گیسو دراز جنکی اولاد گلبرگہ شریف میں ہے۔ اور قبہ
بھی اُنکی وہاں ہے۔ سوم حضرت خواجہ سراج الدین جو خلیفہ پدر خود ہوئے اور سلسلے
سبب سے یہ سلسلہ زیر قلم چلا۔ وفات ۲۷ ذیقعدہ ۷۵۶ھ میں ہوئی۔ مزار شریف
مقام چراغ دہلی پاس مزار حضرت چراغ دہلی محجر سنگ باسی کا ہے۔

ذکر حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمہ اللہ

آپ عالم باعمل اور ولی کامل بزرگ تھے حضرت کے والد ماجد صاحب کا اسم گرامی
حضرت شیخ نور اللہ تھا۔ دہلی کی جامع مسجد میں محرابوں کے اوپر جو کتبے
ہیں وہ حضرت شیخ کلیم اللہ صاحب کے والد ماجد نور اللہ رحمہ اللہ کے ہاتھ کے
کے لکھے ہوئے ہیں۔ یعنی کتابت اُنکے دست مبارک سے ہوئی ہے۔
حضرت شیخ کلیم اللہ رحمہ اللہ کی پیدائش دہلی میں ۲۴ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۰۶۰ھ
کو ہوئی۔ اِس بزرگوار کا اسم تاریخی غنی تھا۔

Marfat.com

حضرت شیخ نے علم ظاہری کی تکمیل شیخ ابوالرضا رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہے اور علوم باطنی شیخ ابوالفتح صاحب سے کی۔ جب علوم ظاہری و باطنی سے فراغت پائی تو محبت الٰہی جوش میں آئی۔ اور پیر کامل کی تلاش ہوئی۔

تلاش پیر کامل اور بیعت بہ ندائے بالغیب بمبئی سے مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور وہاں سے بموجب فرمانے ایک مجذوب کے مدینہ منورہ حاضر ہوئے حضرت شیخ یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد قطبیت ملی اور خلیفہ اعظم ہوئے۔ اور جب مکہ معظمہ سے واپس تشریف لائے تو جو شخص جناب کی زیارت کرتا قطب عالم کہکر مخاطب ہوتا۔

شیخ احمد صاحب کا ذکر۔ اور جب حضرت شیخ یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو شاہجہاں آباد کی طرف رخصت کیا تو فرمایا کہ ایک شخص مسمی شیخ احمد پرانی دہلی کا رہنے والا آج رات کو عالم رؤیا میں ہم سے مرید ہوا ہے۔ جب تم نزدیک شہر کے پہنچو اس سے اچھی طرح ملاقات کرنا کہ وہ بھی تم جیسا ہمارا بچہ ہے۔ اور یہ شجرہ و کلاہ ہماری اسکو پہنچانا۔ حضرت شیخ نے اپنے پیر روشن ضمیر سے رخصت لی تو قطع منازل فرماتے ہوئے حضرت خواجہ بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں وارد ہوئے۔ اور رات دن وہیں بسر کی۔ اسی رات حضرت شیخ احمد نے پیر معانی کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ مرید و خلیفہ خاص اخلاص ہمارا شیخ کلیم اللہ جس نے ظاہری آنکھوں سے مجھے دیکھا ہے آج صبح ان اوصاف کے ساتھ وارد ہوگا۔ چاہیئے طہارت کامل کے ساتھ اس کا استقبال کرنا اور شجرہ و کلاہ جو ہمنے تمہارے واسطے بھیجا ہے۔ اس سے لیلو۔ بیدار ہوئے تو صبح کی نماز سے بہ طہارت کامل فارغ ہوکر پرانی دہلی سے اس طرف روانہ ہوئے تھوڑی

سلے جانے، دودھ پینے کی۔ مجازاً عالم رؤیا یعنے خواب میں۔

Marfat.com

ہی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک شخص پیدل آتے ہیں۔ اور پیچھے لوگ خالی سواری لاتے ہیں۔ آپنے تعلق دلی سے پہچان لیا کہ یہ صاحب جو آگے تشریف لاتے ہیں یقین ہے کہ پیشوائے دین حبیب اللہ حضرت شیخ کلیم اللہ امانت دار ہیں۔ کہ انوار وبرکات آپکی ذات سے آشکارا ہیں۔ اور حضرت شیخ نے بھی دور سے دیکھا اور باطنی آنکھوں اور آثار و نشان جو پیر سے سُنے تھے پہچان لیا کہ شیخ یہی ہیں۔ اور مثل قران السعیدین جب قریب ہوئے اور نام و نشان تحقیق ہو گیا تو شیخ اچھا نے فرمایا کہ آپ ذرا بیٹھ جائیں کہ۔ مَیں آپکے صدقہ ہوں کہ حضرت نے میرے پیر کو اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے اور ملاقات فرمائی ہے۔ اِس لئے میرے سے آپ کو زیادہ فضیلت ہے حضرت شیخ نے فرمایا کہ جس نے (مَیں نے) بادقت سفر راہ و قطع منازل کر کے زیارت اُن حضرت کی کی ہے اسقدر بزرگی نہیں ہے جتنی کہ آپ کو ہے۔ آپنے چشم باطن سے اُن حضرت کو دیکھا ہے اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور کہا حضرت نے از خود شجرہ و کلاہ میرے ہاتھوں عنایت فرمایا ہے۔ جس سے آپکے اقرار و انکار کے بعد شیخ اچھا ہی حضرت شیخ کلیم اللہ کے تصدق ہوئے۔ اور اس کیفیت میں اسقدر ذوق و شوق تھا کہ گویا طواف کعبہ ہو رہا ہے۔ اور شیخ بھی شیخ اچھا کے تصدق ہوئے اور تا حین حیات درمیان اِن دونوں بزرگوں کے نہایت ذوق و شوق اور یگانگت سے گذری۔ مزار شیخ اچھا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حجرے میں ہے جو زیر روضہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ واقع ہے۔

حضرت شیخ کلیم اللہ سے مولنا نظام الدین اورنگ آبادی

جو اس واقعہ سے واضح ہوتی ہے۔

حضرت شیخ کی کرامت۔ آپکی خرق عادات و کرامات تو بیان سے باہر ہیں۔ تاہم حیدرآباد کی مشہور روایات جو آپ کی کرامت کی دلیل ہے عام طور سے مشہور

Marfat.com

ہے کہ بزمانہ شاہی دہلی حیدر آباد دکن جو کہ ماتحت تخت دہلی کا تھا وہ سرکش ہوگیا تو بادشاہ وقت نے متواتر مہمات سرکوبی کے لئے روانہ کیں۔ ناکام رہا۔ شدہ شدہ دربار دہلی میں آصف جاہ اول جو اعلیٰ حضرت واقدس موجودہ خسرو دکن خلد اللہ ملکہ کے جد امجد اور مورث اعلیٰ تھے انکا بھی منبر آیا۔ اور بادشاہ دہلی نے کہا کہ اس دفعہ آپ اس مہم پر جائیں۔ آصف جاہ خلد آشیاں روانگی مہم سے پہلے حضرت شیخ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ اور حیدر آباد جانے کا مفصل حال اور واقعہ عرض کر کے دعائے خیر کے طالب ہوئے۔ آپنے فرمایا کہ ہمنے روحانی طور پر دکن کی ولایت اپنے خلیفہ خاص نظام الدین اورنگ آبادی کو دی ہے۔ ہم انکو رقعہ لکھ دیتے ہیں۔ جیسا تم چاہوگے انشاء اللہ ویسا ہو جاویگا۔ آصف جاہ موصوف نے وہ رقعہ دست مبارک کا لکھا ہوا سر پر رکھا اور برائے جنگ مقابل ہونے سے پہلے حضرت مولانا نظام الدین اورنگ آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اتفاق سے حضرت مولانا تناول طعام فرما رہے تھے۔ رقعہ گرامی پیش کیا تو حضرت نے بصد ادب کھڑے ہو کر بوسہ دیا اور سر پر رکھا۔ اور مضمون مندرجہ سے آگاہ فرما کر ایک روٹی پر ہڈی رکھکر آصف جاہ کو دی۔ ان خلد آشیاں نے نہایت ادب سے لی اور سر پر رکھی اور کہا یہ ہڈی نہیں ہے۔ بلکہ تاج ہے کیونکہ پیر اور مرید دونوں کے کرم نظام کے ساتھ تھے۔ جاتے ہی خود سر صوبہ دار کو شکست فاش دی اور اسکے بعد فتح انکو ہر جا حاصل ہوتے رہے۔ یہانتک کہ مولانا کو کئی لاکھ کی جاگیر پیش کرنے لگے۔ چونکہ آپ کو اپنے پیر حضرت شیخ سے نہایت عقیدت تھی۔ اور بلا حضور کی مرضی مبارک کے آپ کوئی اہم کام انجام نہ فرماتے تھے حضرت شیخ سے استفسار کیا۔ کہ حاکم دکن اس طرح ایک معقول رقم پیش کرتا ہے حضرت کے جواب کا انتظار ہے۔ حضرت شیخ نے ارقام فرمایا کہ مناسب ہے جو کچھ وہ پیش کرتا ہے لیلو کہ اسکی دل شکنی نہ ہو۔ اور اس جواب کو حضرت نے اپنی مکتوبات کلیمی میں لکھا ہے۔ نظام الدین اولیا اورنگ آبادی اکثر

Marfat.com

اِس شعر کو اپنے عقیدت مندوں سے کہا کرتے تھے

اگر تو پاسداری پاس انفاس — بہ سلطانی رسانندت ازاں پاس

اور دیگر یہ شعر بھی فرماتے تھے ؎

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہریست	کنایہ از خراج ملک و دو عالم بود بہا

درس و تدریس کا سلسلہ جاری تھا اور دور دور سے لوگ علم دین حاصل کرنے آتے اور حضرت سے سندِ فضیلت پاکر جاتے۔ جو آتا محبت سے ملتا اور اللہ کا نام بتاتے

تصنیفات۔ درس و تدریس کے ساتھ استفادہ خاص و عام کے لئے تصنیفات کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ تصنیفات تو حضرت کی بہت بیان کی جاتی ہیں۔ تاہم یہ کتابیں زیادہ مشہور اور مقبول ہیں۔

تفسیر کلیمی[1]۔ جو قرآن شریف کے ساتھ ساتھ حاشیہ پر زبان عربی میں ہے۔ غالباً ایک ہی دفعہ طبع ہوئی اب نایاب ہے۔

○ سواء السبیل[2]۔ عربی معہ ترجمہ اردو۔ جو سلوک و تصوف کا بیش بہا خزانہ ہے۔ ایک دفعہ کبھی ملتی ہے۔ نہایت عمدہ کتاب ہے۔

⊙ عشرہ کاملہ عربی۔ معہ ترجمہ اردو۔ و تصوف کے مختلف دس مسائل جو حضرت نے رمضان شریف کے اعتکاف میں لکھے ہیں۔ قیمت غالباً ۱۲ ہے

✕ کشکول کلیمی[3] فارسی۔ معہ ترجمہ اردو۔ تصوف اور ذکر اشغال میں۔ بلندی اور [illegible] دونوں کے کام کی ہے۔ غالباً ۸ میں ملے۔

✕ مرقعہ کلیمی فارسی۔ معہ ترجمہ اردو۔ رقعہ رقعہ کر کے لکھی ہے۔ [illegible] بقیمت ۱۲ غالباً ملے۔

⊙ مکتوبات کلیمی۔ فارسی۔ جو اخلاق و تصوف و قدرے خانگی حالات میں ہے۔ بقیمت ۸ غالباً ملے۔

○ مادہ [illegible]

Marfat.com

فقر و قناعت۔ زمانہ حیات میں گو فتوحات بہت کچھ تھی۔ لیکن اس طرح جو کچھ آتا تھا لنگر خانہ میں صرف ہو جاتا تھا۔ ذاتی آمدنی حضرت کی کچھ کم تھی۔ تاہم اسی میں گذر فرماتے بادشاہ فرخ سیر نے بہت چاہا کہ آپ کو جاگیر وغیرہ پیش کرے۔ اور ماہانہ وظیفہ بھی نذر کرے لیکن شیخ صاحب نے منظور نہیں فرمایا۔

شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء یہ حضرات زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت محمد ہاشم مولنا شاہ ضیاء الدین۔ مولانا شاہ جمال جے پوری۔ شاہ نانو جن کا مزار دہلی کی مسجد فتحپوری میں واقعہ ہے۔ مولانا عبد المجید۔ خواجہ یوسف۔ خواجہ شریف جنکے مزارات حیدرآباد دکن میں زیارتگاہ خلائق ہیں۔ اور جاگیریں درگاہ کے نام پر حضور نظام کی طرف سے مقرر ہیں۔ اور اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ آپکے خلیفہ ارشد حضور نظام الدین اولیاء ہیں جن کا مزار اورنگ آباد دکن میں ہے۔ اور آپکے جانشین خواجہ صاحبان آج تک جو مسافر وہاں جاتا ہے اور جبتک وہ رہتا ہے درگاہ سے کھانا پاتا ہے۔ اور جو زاد راہ کا طالب ہوتا ہے وہ زاد راہ پاتا ہے۔ اور موسم سرما میں کمبل کا طالب ہوتا ہے کمبل پاتا ہے۔ نہایت سخی ہیں۔ اور خیر سے خواجہ صاحب کے ولیعہد میاں قیصر بڑے دریادل ہیں۔ اور کسیکی مصیبت دیکھ نہیں سکتے بڑے رحم دل ہیں اور اپنے بزرگوں کے قدم بقدم ہیں۔

حضرت شیخ کی وفات۔ حضرت شیخ کا وصال ۲۴ ماہ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ کو ہوا اور اس حساب سے حضرت کی عمر اکیاسی سال نو مہینے کی ہوئی۔ منجملہ متعدد تواریخ و وصال کے ایک صاحب نے یہ تاریخ لکھی ہے

کلیم اللہ عارف پاک بودہ		باقلیم بقا ذوقش ربودہ	
بپرسیدم چو تاریخ وفاتش		خرد گفتا کہ ذات پاک بودہ	

حضرت سیّد محمود بجار رحمہ اللہ

سیدنا ناصر الدین سونی ہتی کی اولاد سے ہیں۔ آپ بڑے ولی اللہ ہیں۔ علاوہ درویشی

Marfat.com

کے بہت بڑے عالم تھے اور اسی واسطے سجار آپ کو کہا کرتے تھے اور آپ کا لقب محی العظام ہے اور آپ کو راجہ ہاڑگور بھی کہتے ہیں۔ اور وجہ اُسکی یہ ہے کہ ایک بڑھیا بیوہ عورت کا بیٹا سفر کو گیا تھا۔ اور وہ اُس سے بہت محبت رکھتی تھی۔ اور ہمیشہ آپکی خدمت میں حاضر ہوتی۔ اور اپنے لڑکے کے ملنے کی دعا منگواتی۔

اللہ تعالیٰ نے از روئے مکاشفہ کے آپ پر ظاہر کیا کہ اُس کا بیٹا فلانی جگہ مر گیا ہے اور بجز ہڈیوں کے اور کچھ نہیں باقی رہا ہے۔ آپنے بعجز و انکسار اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کی۔ اور جناب باری نے اپنی قدرت کاملہ سے آپکی دعا قبول کی اور اُس مردہ کو زندہ کیا۔ اور اُسکی ماں سے ملایا اَوْلِیَاءِ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل کا جلوہ دکھایا جب سے آپکا لقب محی العظام۔ اور راجہ ہاڑگور ہو گیا۔

آپکا وصال ستائیسویں صفر ۷۰۰ھ میں ہوا۔ معتقدین نے آپکے مزار کی چار دیواری بنا دی ہے۔ اگرچہ مکان عمارہ نہیں مگر فیض سے مملو ہے ؎

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است باب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

اِس مکان کو مکین سے شرف ہے۔ اور شرف المکان بالمکین۔ اس ہی جگہ ماوق ہے

حضرت مولانا فخر الدین فخر جہان محسبی

آپ عالم بے بدل۔ درویش بے مثل و خلیفہ اکمل اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ [illegible] اورنگ آبادی کے تھے۔ جب آپکے پیدا ہونے کی خبر حضرت شیخ کلیم [illegible] کو پہنچی تو اُنہوں نے تہنیت نامہ تحریر فرمایا۔ اور ملبوس خاص سے ایک [illegible] لئے تیار کر کے بھیجا اور تحریر فرمایا کہ نام اس سعید ازلی کا مولانا [illegible] آپ کی عمر جب سات برس کی ہوئی۔ آپنے رسول مقبول کو خواب میں دیکھا کہ پلیتہ دانہ مقوہ یعنی دُر مرحمت فرمائے جو آپنے بیدار ہو کر اپنے دست مبارک میں موجود پائے۔

Marfat.com

جسکی پوری کیفیت مناقب فخریہ میں درج ہے۔ پندرہ برس کی عمر میں خرقہ خلافت پایا آپنے تحصیل علم میاں محمد خاں سے کی تھی۔ اور شمس بازغہ وغیرہ پڑھی تھی۔ میاں خان محمد بڑے صاحب نسبت تھے جس جگہ کسی مسئلہ فصوص الحکم میں بند ہو جاتے تھے ایک دو گھڑی تک آسمان کیطرف دیکھتے رہتے تھے۔ اور پھر اس مسئلہ کو فرمایا کرتے تھے یعنے روح مصنف کو حاضر کرکے مسئلہ حل کیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا فخرالدین نے آٹھ برس ریاضتِ شاقہ میں مصروف رہکر کار درویشی تکمیل کو پہنچایا۔ اور تاکہ اپنا حال کسی پر ظاہر نہ ہو مائل بفن سپاہ گری ہوئے۔ اوّل ہمت یار خان و نواب نظام الدولہ ناصر جنگ بہادر کی صحبت میں رہے۔ جب راز فاش ہونے لگا تو جانب ڈیرہ جات پنجاب راجہ کوڑارام والی ریاست گڈھ مہاراجہ کے افسر ہوئے۔ راجہ کی لڑائی رئیس ٹوانہ سے ہوئی۔ لیکن آپ کی توجہ سے وہ لڑائی فتح ہوئی تو آپ کی کرامت کا غلغلہ ہو گیا۔ آپ بوقت شب معہ دو کس ہمراہیان کے روانہ ہو کر درگاہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری میں حاضر ہوئے اور استفادہ روحانیت کیا پھر حضرت خواجہ نظام الدین صاحب اورنگ آبادی کا عزم کیا۔ وہاں پہنچکر خواجہ کامگار خان کے اصرار سے مسند مشیخت متمکن ہوئے۔ پھر باشارہ غیبی ۱۱۶۵ھ میں بعہد احمد شاہ بادشاہ گورگانی رونق افروز دہلی ہو کر قیام فرمایا۔ اجمیری دروازہ شہر دہلی کے باہر خانقاہ طیار کرائی۔ اس اثنا میں پاک پٹن شریف جاکر معتکف ہوئے اور مزارات لاہور و پانی پت سے مشرف ہو کر دہلی میں رونق افروز ہوئے۔

حضرت اکبر شاہ ثانی بادشاہِ دہلی آپکے مرید ہوئے۔ اس ہی زمانہ میں آپنے کتاب فخر الحسن تحریر فرمائی۔ دوسری کتاب عقائد نظامیہ۔ در علم عقائد۔ واقعات متفرق تحریر فرمائے اور یہی زمانہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی۔ و مولانا شاہ عبدالقادر و مولانا رفیع الدین دہلوی کا تھا۔ اور یہ لوگ بھی آپ کی ولایت کے مقر تھے۔

Marfat.com

کبھی کبھی آپ کو اور کل متعلقین و وابستگان کو بلکہ حیوان و جانوران کو فاقہ ہوا کرتا تھا۔ اُس روز کا نام غرہ رکھا ہوا تھا۔ اُس روز کسیکی دعوت میں نجاتے۔

آپ کریم۔ رحیم۔ جواد۔ وشجاع و متواضع و عاقل و عاشق۔ خوش صورت۔ خوش سیرت خنداں رُو و دلکش۔ خوش سخن۔ خوش تقریر و جاذب القلوب و عمخوار حریف و ظریف و متین و صادق القول و قانع و متوکل۔ پر دل و با مروت باحیا و وفادار تھے۔

وقت وصال مولانا صاحب کے مشائخانِ دہلی و خلفائے سید صابر بخش صاحب حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور دریافت کیا کہ آپکے بعد آپ کا خلیفہ و سجادہ نشین کون ہوگا۔ فرمایا میاں صاحب نور محمد مہاروی۔ باقی رسم ظاہر کے لئے تم کو اختیار ہے جسکو چاہو بٹھا دو۔

آپکے جنازہ میں شریک تمام دہلی والے اور شاہِ وقت اکبر شاہ ثانی۔ اور ولیعہد ابو ظفر بہادر شاہ ثانی تھے

آپکی جائے پیدایش اونگ آباد ہے ۱۱۲۲ھ میں تولد ہوئے اور تاریخ وفات ۲۷ جمادی الثانی بوقت آخری شب ۱۱۹۹ھ ہے۔

آپ کا مزار دہلی میں عقب مسجد آستانہ خواجہ قطب الدین کاکی رحمۃ اللہ علیہ موضع مہرولی (قطب صاحب) میں زیارتگاہ عام ہے۔

آپکی والدہ صاحبہ محترمہ مدفون درگاہ حضرت نظام الدین اونگ آبادی مسجد کے قریب نیم کے سایہ میں آرام گزین ہیں۔ رحمہما اللہ تعالیٰ۔

حضرت مولانا عماد الدین سید محمد عارف

آپ صحیح النسب سادات عظام و روسائے ذوی الاحتشام و علمائے عالیمقام دہلی سے تھے۔ عالم شباب میں حضرت مولانا فخر الدین سے بیعت کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا تھا

Marfat.com

اور نیز اپنے ماموں سید فتح علیشاہ دہلوی قادری سے بھی آپ کو نعمت پہنچی تھی۔ اور برائے تکمیل علم الٰہی و تربیت و رہنمائی شاہزادگان والاشان دہلی۔ و دیگر مریدان و معتقدان فخر جہاں کے مقرر ہوئے۔ اور آپکے یہاں عرس میں حضرت محمد سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ دہلی آخیر بادشاہ خاندان تیموریہ تشریف لایا کرتے تھے۔ اور حضرت شیخ ابراہیم ذوق استاد ظفر آپکے مریدوں سے تھے۔ ۱۲۷۲ھ سال وفات ہے۔ مزار آپ کا دہلی۔ محلہ بھوجلا پہاڑی قریب چنلی قبر ہے۔

حضرت غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب

آپ فرزند ارجمند مولوی قطب الدین اور نبیرہ مولانا فخر الدین صاحب تھے۔ ابتدا میں آپنے بڑی ناز و نعمت و جاہ و حشم میں پرورش پائی تھی۔ گویا بادشاہت دہلی آپ کی آستانہ بوس تھی۔ آخرش اثر جدی نے ظہور کیا اور شوق خدا طلبی غالب آیا۔ توبہ نصوح اول کرکے اور تمام علائق دنیا سے ترک و تجرید حاصل کرکے زیارت حرمین شریفین کو تشریف لیگئے۔ اور وہاں سے واپس ہوکر بحضور حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی طلب خدا میں حاضر آئے اور بیعت سے مشرف ہوکر حسب الارشاد اپنے پیر روشن ضمیر کے ایک برس تونسہ شریف مقیم رہکر ریاضت و مجاہدہ میں بسعی تمام مشغول رہے۔ و بہ ترتیب غوث زمان تکمیل کو پہنچکر مقصود اصلی میں کامیاب ہوئے۔ آپکے حال پر آپکے پیر کی توجہ کامل تھی۔ چنانچہ بعد نماز فجر اور عین مشغولی و مراقبہ میں آپ کو بھی اپنے حجرہ میں بٹھا لیا کرتے تھے اور وقت چاشت تک اسی اثنار میں بعض حکایات و اسرار آپکے آگے ارشاد کرتے رہتے تھے

ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ آخرین نسل تیموری آپکے مرید اور بہت معتقد آپکے خاندان کے تھے۔ آپکے بہت مرید و خلیفہ ہوئے ہیں۔ آپکے صاحبزادے کلاں میاں نظام الدین آپکے سجادہ نشین رہے۔ جنہوں نے ۱۲ شوال ۱۲۹۶ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

اور پہلوئے والد خود مدفون ہوئے۔ دوسرے صاحبزادے غلام معین الدین مجذوبی کی لٹک رکھتے تھے اور بڑے سیف زبان تھے جو کچھ حالت جذب میں منہ سے نکلی تا تھا وہ ہو کر رہتا۔ آپکی وفات ۲۷ صفر ۱۳۰۶ھ میں ہوئی۔

کالے صاحب کا وصال ۱۵ صفر ۱۲۶۲ھ میں ہوئی۔ مزار کالے صاحب دہلی کہنہ قطب صاحب پاس مولنا فخر صاحب ہے

جناب میران شاہ نانو علیہ الرحمۃ

اصل وطن آپکا تھانیسر ہے۔ سلسلہ حضرت کا جناب برکت انتساب سرگروہ اہل اللہ شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ تک کئی واسطوں سے پہنچتا ہے بعد تکمیل کمال اور حصول فیوض باطنی کے شہر دہلی میں وارد ہو کر حریم مسجد خپوری میں ایک حجرہ واسطے سکونت کے اختیار کیا اور رفتہ رفتہ آپکی کرامت اور فیض باطن کا ایسا بڑھا کہ چھوٹے اور بڑے سب ہی فیضیاب ہو کر فوائد کثیرہ اٹھانے لگے۔ اسّی برس کی عمر کے قریب وفات پائی۔ اور صحن مسجد میں مدفون ہوئے۔

جناب شاہ جلال علیہ الرحمۃ

جناب خلیفہ تھے حضرت میر شاہ نانو صاحب مغفور کے حضرت میر شاہ نانو صاحب کے حجرہ میں مسند خلافت پر بیٹھکر عمر بسر کی اور نفس واپسیں تک اہل دنیا سے رجوع نہ کی۔ باوجود توکل کے لنگر شام کے وقت مساکین و فقرا کو آ[illegible] تقسیم ہوتا تھا۔ یہ حضرت بھی بعد وفات کے اپنے پیر کی قبر کے [illegible] مولوی کرامت اللہ صاحب آپ سا [illegible] معقول و منقول کا [illegible] حافظ قرآن [illegible] اور آپ زیارت [illegible]

Marfat.com

سلسلۂ سہروردیاں

حضرت شیخ صلاح الدین درویش سیستانی

آپ اعظم خلفاء حضرت شیخ صدر الدین عارف ابو مفاخم ہوئے ہیں۔ ملتان سے دہلی میں آنکر متوطن ہوئے۔ ایک روز بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جوان گھوڑے خوش شکل اور خوش رفتار پر سوار ہو کر چلا جاتا تھا۔ ناگاہ تازیانہ اسکو سوار نے مارا کہ اس ضرب تازیانہ کا نشان سر بن گھوڑے پر آگیا۔ آپنے اس سوار کو غضب کی نگاہ سے دیکھا۔ اسیوقت سوار گھوڑے پر سے گر پڑا۔ جب دیکھا گیا تو نشان ضرب اس تازیانہ کا آپکے جسم مبارک پر بھی تھا۔ آپ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے ہمعصر اور ہمسایہ تھے۔

۲۲ حضرت شیخ [illegible] وفات پائی۔ مزار شریف چراغ دہلی قریب مقبرہ حضرت نصیر الدین محمود

حضرت شیخ عثمان سلاح ولد قاضی وجیہ الدین سنامی

آپ خلیفہ حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح ہوئے ہیں۔ آپ ہمراہ اپنے شیخ کے ملتان گئے تھے اور تربیت پائی اور کتاب عوارف پڑھی۔ پھر اجازت لیکر حج بیت اللہ کو گئے اور سیاحت اختیار کی۔ آپ دوپہر کے وقت عین نماز آفتاب میں خانہ کعبہ گئے حضرت خضر علیہ السلام نے سایۂ آستین خود آپکے سر پر ڈالکر آپکے برابر خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے تھے۔ اور اس وقت خضر علیہ السلام نے لباس مبارک اپنا ان کو پہنایا۔ اور دستار آپ کے سر پر رکھی۔ اور چند روز کے بعد دہلی جانیکو رخصت دی۔ اور فرمایا کہ سلطان المشائخ کی خدمت میں جانا۔ اور جہاں وہ فرمائیں وہاں رہنا اور ہمارا سلام کہنا ۱۰ ذیقعدہ ۷۳۸ھ یا ۷۲۸ھ کو وفات ہوئی۔ مزار دہلی کہنہ میں ہے

Marfat.com

حضرت شاہ عبدالحق قریشی

آپ اولاد حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا سے ہوئے ہیں۔ آپکے آبا کرام ملتان سے دہلی آ رہے تھے۔ اس وقت میں سلطان بہلول حکمران تھے۔ آپ کو اپنی دادا کی طرح میں سلطان نے اختیار کیا۔ آپ سالک مجذوب تھے۔ ابتدائے سلوک میں ریاضات شاقہ و مجاہدات فوق الطاقت کئے تھے۔ نقل ہے کہ ابتدائے سلوک میں آپ کی نماز کمتر ہزار رکعت سے نہیں ہوتی تھی۔ اور تلاوت قرآن میں ختم قرآن سے کم نہیں۔ مگر فائدہ جو ایک ذکر ساعت میں مرتب ہوتا تھا وہ زیادہ اس عبادت سے تھا۔ ایک روز فرمایا جو متاع گھر میں ہے سب باہر لا کر جلا دو۔ آپکے پسر شاہ احمد نور وسال سے ہر ایک کی ایک ایک اسباب کا باہر لانا محال ہے جہاں کا تہاں جلا دیا جلے کہ اچھی طرح جل جائے۔ آپ کو یہ بات پسند آئی۔ ۲۰ صفر ۱۹ھ بحین حیات پدر وفات پائی۔ مزار شریف دہلی کہنہ پر حوض علائی۔

حضرت شیخ رکن الدین بن شاہ عبدالحق قریشی

آپ نواسہ سلطان بہلول اولیاء ہوئے ہیں۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے انتقال کے بعد شیخ الاسلام دہلی ہوئے تھے۔ سال وفات ۹۰۰ھ ہجری۔ مزار [illegible] دہلی میں مدفون ہوئے۔

حضرت شیخ حاجی عبدالوہاب [illegible]

آپ اولاد حضرت سید جلال بخاری اعظم [illegible] سید الشرفین [illegible]

مادر او حضرت سید جلال بخاری اعظم [illegible] سید جلال الدین بخاری [illegible] ہمان [illegible]

Marfat.com

حضرت سید جلال بخاری اعظم کے دو فرزند سید احمد و سید محمد تھے۔ حاجی عبدالوہاب اولاد سید احمد سے ہیں۔ اور مخدوم جہانیاں جلال الدین فرزند سید محمد کے۔ آپکے پیر و استاد اور خسر سید صدر الدین بخاری ہوئے ہیں۔

آپ زیارت حرمین شریفین سے بعہد سلطان سکندر لودھی واپس تشریف لائے تھے۔ اور نسبت طلب ارادت و استرشاد حضرت شاہ عبداللہ سے ایسی حاصل کی کہ فنافی الشیخ ہو گئے جیسی کہ حضرت مولانا رومؒ کو حضرت شمس الدین تبریزی کے ساتھ نسبت تھی۔ دوبارہ بھی زیارت حرمین الشریفین کو تشریف لے گئے تھے۔ آپ کی تفسیر ہے کہ اکثر قرآن بلکہ تمام قرآن کو بار بار نعت و ذکر تفسیر کیا ہے۔ اور بہت سے دقائق عشق و اسرار محبت آپ میں درج کیے ہیں۔ سنہ ۹۳۲ ہجری میں وفات پائی۔ مادہ تاریخ وفات شیخ حاجی۔ عمر ۶۲ سال۔ مزار شریف دہلی کہنہ جوار مقبرہ شاہ عبداللہ۔

پیشوائے سہروردیاں حضرت قاضی حمید الدین ناگوری

آپنے خرقہ خلافت حضرت شہاب الدین سہروردی سے حاصل کیا تھا۔ اور اسکے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے خرقہ خلافت پہنا۔ اور عمر بھر خواجہ صاحب کے حضور رہے ۱۰ ربیع الثانی یا ۹ رمضان یا ۱۵ صفر سنہ ۶۴۳ھ یا سنہ ۶۴۸ھ میں وفات پائی۔

مزار شریف دہلی کہنہ پائین مزار خواجہ قطب صاحب برچھوترہ۔

حضرت سید نور الدین مبارک غزنوی

آپ خلیفہ و پروردہ یافتہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ہوئے ہیں۔ حضرت سلطان شمس الدین التمش کے وقت آپ کو میر دہلی کہتے تھے۔ آپ کی دعا سے باران ناگہاں برسنے لگا تھا۔ لیکن حضرت شیخ نصیر الدین محمود نے فرمایا ہے کہ آپ کو

Marfat.com

نعمت شیخ اجل سے پہنچی تھی۔ ۱۳ ربیع الثانی سنہ ۶۳۲ھ بتوسط سنہ ۶۶۲ھ

مزار مبارک دہلی کہنہ بطرف مشرق حوض شمسی۔

حضرت حاجی مولانا مجدالدین

آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔ پانچ حج کئے تھے۔ انجام کار دہلی میں سلطان شمس الدین التمش نے آپ کو صدر و لایت کیا۔ دو سال تک ضبط مہمات منصب مذکور بڑی خوبی کے ساتھ کرکے دستکش ہوئے۔

ایام تشریق کہ ایام اکل و شرب و ایام ضیافت اوست ہے خلق اس دیار کی شہر کے باہر جاتی ہے اور بمقام خواجہ مذکور جمع ہوتی ہے۔ اور اس اجتماع کو ختم مولانا مجدد حاجی کے نام سے کہتے ہیں۔ ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۶۴۰ھ کو وفات پائی۔

مزار پرانی دہلی ہیں خواجہ صاحب کے جوار میں ہے۔

حضرت شیخ سمار الملت والدین نام سماالدین

آپ نے خرقۂ خلافت و ارشاد حضرت شیخ کبیر الدین اسمٰعیل سے حاصل کیا تھا۔ آپ بباعث خواطر پیس التفات عظیم رکھتے تھے جس جلیل پر آپ کی نظر پڑ جاتی تھی اس کا اندرونی باطنی سے بالکل پاک و صاف ہو جاتا تھا۔ اور جسکی طرف آپ تبسم فرماتے اس کا کام نیک ہو جایا کرتا تھا۔ سنہ ۶۸۴ھ میں وفات پائی۔ مادہ تاریخ سال یہ ہے "آمدہ برنام"۔ اور بقول دیگرے ۱۰ جمادی الاول سنہ ۶۸۱ھ ہے مزار مبارک دہلی کہنہ

حضرت شیخ جمالی تخلص جلالی اسلم حامدین مقبل

آپ مرید و خلیفہ اعظم حضرت مولانا سماالدین سہروردی بعہد ہمایوں بادشاہ ہوئے ہیں

Marfat.com

یگانۂ روزگار و مجمع اوصاف اور شعر و سخن میں اپنے وقت کے فرد تھے۔ اصلی نام آپ کا جلال خان تھا اسی واسطے اپنا تخلص جلالی رکھا تھا۔ بعد اسکے باشارتِ پیر خود بہ تخلص جمالی متخلص ہوئے۔ سیاحت آپکی مشہور ہے۔ چنانچہ کتاب سیر العارفین میں اپنے سفر کا حال خود لکھا ہے۔ آپنے سفر حج بیت اللہ و مدینہ منورہ و بیت المقدس و دیگر مزارات و مقابر وغیرہ کا حال اکثر موقعوں پر لکھا ہے۔ عمر بھی آپکی زیادہ ہوئی ہے چنانچہ پیدائش آپ کی سلطان بہلول کے زمانہ میں کہی جاتی ہے۔

ہمایوں بادشاہ کے زمانہ میں آپکے قصائد وغیرہ نہایت توقیر کے ساتھ پڑھے جاتے تھے۔ آپکا مزار پرانوار اس وقت بھی قابل دید ہے۔ بیساختہ حسنِ عشق زبان سے نکلجاتی ہے عمارت میں کارکاشانی چینی اور چوسہ کی منبت کاری کا کام اس خوبی سے کیا ہے اور ایسے نقش و نگار بنائے ہیں اور نکت وہی ہے کہ گویا آج ہی کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ اسکو دیکھتے رہیں۔ اور یہ ابیات آپ ہی کی قصیدہ سے مزار شریف کے بالائی حصہ کے چاروں طرف منبت کاری سے لکھے ہوئے ہیں۔

اگر بکفر کشد سر سیاہ کاری ما
بہ آستان تو شرمندہ سگان تریم
اگر چہ پردہ رائے تو محرمے یابم
بخاک کوئے تو در چشم مردماں خوایم
زابر لطف تو شد ناپدید گرد گناہ
بروز ہجر تو در بیکسی و تنہائی
جمالیا بہ ریاض التجا مے آر
ز حد گزشت تعشق تو بیقراری ما
جمال عفو تو کے آمدے برون از نقاب

بود بعفو تو چشم آمیدواری ما
کہ شب قرار ندارد بہ آہ و زاری ما
فقر بفخر نماید بہ پردہ داری ما
بہ نزد اہل نظر عزت است خواری ما
ولیک شستہ نشد داغ شرمساری ما
بجز رحمت نرسد کس بہ غمگساری ما
کہ ہست بر در دلدار سنگساری ما
امید ہست کہ رحم آوری بزاری ما
اگر نہ روے نمودے گناہگاری ما

ویگر

Marfat.com

اگرچہ در خور فہم تو کم سخن گفتم	بود بہ لطف تو چشم عمید واری ہا
بعزت جبروت و بحرمت ملکوت	رسیم گر بفرازی بخاکساری ہا
اگر بہ پردہ راز تو پردہ دار شویم	فرشتہ را نہ سزد جائے پردہ داری ہا
ز یک ترشح ابر کرم قدر شوئی	غبار جرم ز رخسار شرمساری ہا

آپنے اپنا مقبرہ اپنے حضور میں تیار کرایا تھا۔ جہاں آپکی قبر ہے۔ حالت حیات میں وہ جائے مسکن آپ کا تھا۔ قریب اُسکے مسجد عالیشان اب تک موجود ہے۔ جسکی مرمت و حفاظت گورنمنٹ انگریزی سے ہوتی ہے۔

۱۰ ذیقعدہ ۹۴۲ھ بعہد ہمایوں بادشاہ وفات پائی۔ مزار مبارک دہلی کہنہ میں متصل مزار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کے ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی

آپ جدماجد حضرت شیخ سیف الدین بخارا سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ سجادہ نشین ہوئے۔ خلق ہوگئے۔ سال وفات ۱۰۵۲ھ مزار مبارک بستی خواجہ باقی باللہ متصل دروازہ اجمیری دہلی۔

حضرت شیخ نور الحق بن شیخ سیف الدین بخاری

آپ جدماجد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور خلیفہ مولانا سعد اللہ گنامور تھے۔ دانشمند کامل متورع و متعبد تھے۔ خشوع و خضوع اور انکسار غایت کا تھا۔ لقمہ حلال حاصل کرنے میں احتیاط تمام کرتے تھے۔ سال وفات

تذکرۃ العاشقین ۱۰۴۳ھ مزار شریف دہلی کہنہ جانب غرب

حضرت شیخ محمد ترک پیابانی

[illegible] موصوف ہے ترکمان آپ [illegible]
[illegible] احتیاط [illegible]

Marfat.com

شہاب الدین سہروردی رحمہ سے ہیں۔ یہ نقل شاید آپ ہی کی نسبت منسوب ہے کہ آپ ہمعصر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کے تھے اس وقت میں دہلی کہنہ خوب آباد و رونق پر تھی۔ خواجہ صاحب نے آپ کو کہلا بھیجا کہ یہاں آبادی میں آجاؤ۔ ویرانہ میں کہاں بیٹھے ہو۔ آپنے در جواب آسکے فرمایا کہ کوئی دن میں یہی ویرانہ مبدل بہ آبادانی ہو جائیگا۔ چنانچہ شاہجہاں آباد یعنی دہلی حال بن گئی اور آپکا فرمودہ سچا ہوا۔ اس سے زیادہ حال آپ کا معلوم نہ ہوا۔ جو کہا جاتا۔ مزار مبارک آپ کا بعض قلعہ کہنہ دہلی جانب فیروز آباد بتلاتے ہیں۔ اور بعض نزد ترکمان دروازہ شاہجہاں آباد مرقد مبارک فی الحال مختصر احاطہ میں ہے جو اہل محلہ نے بنوا دیا ہے۔ اور سالانہ عرس ہوتا ہے۔ ترکمان دروازہ آپ ہی کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت شیخ ضیاء الدین رومی

آپ سلسلہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی ہوئے ہیں اور ہمعصر حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا گذرے ہیں۔ سلطان قطب الدین بن علاء الدین آپ کا معتقد و معتقد تھا۔ وفات ۷۳۱ھ۔ مرقد مبارک۔ دہلی کہنہ بجے منڈل۔

حضرت سید جمال الدین

آپ سادات بخارا سے مرید و خلیفہ سید عبد الوہاب بخاری دہلوی کے ہوئے ہیں۔ اور بعہد آخرین سلطنت سلاطین کشمیر میں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں حضرت شیخ حمزہ کشمیری نے حاضر ہو کر آپ سے خرقہ خلافت سلسلہ سہروردیہ پایا تھا۔ و بعہد عطائے خلافت شیخ حمزہ کے آپ دہلی تشریف لائے۔ کتاب جمال العارفین خوارق و کرامات میں لکھی ہے سال وفات ۹۴۸ھ مزار شریف دہلی میں ہے ۔

Marfat.com

حضرت سمش العارفین

آپ بڑے ولی اللہ ہیں۔ آپکے اوصاف اور کمالات اِس سے سوا ہیں کہ جو بیان ہو سکیں مزار آپ کا زیرِ آسمان ہے ایک مختصر سا احاطہ بنا ہوا ہے۔ اِس درگاہ میں ایک درخت کھرنی کا ہے۔ اِس درخت کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے ہاتھ کا لگایا ہوا بتاتے ہیں۔ وفات آپکی ۲۴ رجب ۶۳۷ھ میں ہوئی ہے۔ اور چار قبریں اِس احاطہ میں اور ہیں۔ ایک قبر فرش میں ملی ہوئی۔ اور دو قبریں آپکے مریدوں کی اور ایک قبر بھتیجے کی ہے ۔

سلسلۂ صابریہ

حضرت شیخ عبدالکبیر بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی رح

آپ خلیفہ و سجادہ نشین پدر بزرگوار خود تھے۔ سخاوت و شجاعت و خوارق کرامت و وجد و ذوق و سماع و شوق میں لاثانی تھے نقل ہے کہ ایک روز سلطان سکندر بن بہلول بادو کس دورزانی خود یعنی میاں بودہ بن خواص و ملک محمد سسوانی حاضر ہوئے ہر سہ کس نے جداگانہ اپنے اپنے دل میں کہا کہ شیخ اہل کشف ہے تو طعام ہمارے واسطے جدا جدا موافق ہماری خواہش کے دیوے گا۔ چنانچہ شیخ موصوف نے سموسا گوشت آہو سلطان سکندر کو نان و بخینی پیش میاں بودھا۔ و علیٰ ہذا القیاس ہر یک کو طعام ہر یک کان وقوع اس معنی سے حیران ہو گئے۔ آپنے فرمایا تعالیٰ اپنے دوستوں کو پیش اہل دنیا ظاہر نہ کرنا چاہے کہ طالب ہوا طلب طلب کرتے ہیں پہنچا تا ہے۔ سلطان سے دو قریہ مضافات کرنال سے در وسنکدرہ ہزار

Marfat.com

الحاج آپکے خادمان کو دیا اور وزیر بوڈہ نے موضع ثنائی من اعمال قصبہ جھنجانہ نذر کیا۔ اور ملک مسوامی نے اپنے دختر کو آپکے حبالہ نکاح میں دیا۔ وفات آپکی تاریخ ۲۶ ربیع الثانی سنہ ۹۴۷ ہجری ہے۔ مزار دہلی میں ہے۔

حضرت صابر علیشاہ عرف شاہ صابر بخش ولد نصیر الدین شاہ

آپ سادات عظام سے ہیں آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے کہ آپکے والد بزرگوار حضرت سید نصیر الدین شاہ چشتی بن شاہ غلام سادات ابن شیخ عبدالواحد عرف نواب شاہ خان برادر حقیقی قطب العارفین حضرت شیخ محمد چشتی۔ اور سلسلہ ارادت آپ کا یوں ہے کہ آپ مرید و خلیفہ و سجادہ نشین اپنے جد امجد حضرت شاہ غلام سادات چشتی کے ہیں۔ کیونکہ آپکے والد بزرگوار آپکے جد امجد کے عین حیات وفات پا چکے تھے۔ اور حضرت شاہ غلام سادات خلیفہ حضرت شیخ محمد چشتی دہلوی۔ اور وہ خلیفہ حضرت شیخ محمد ابراہیم صاحب رامپوری اور وہ خلیفہ حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتیہ قدوسیہ کے تھے۔ آپ طریقہ چشتیہ قدوسیہ صابریہ مشرب وجودیہ و مذہب حنفیہ و متابعت شریعت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رکھتے تھے۔ والتقا و مجالس اعراس و خدمت مسافرین و خبر گیری مسافران نووارد ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ یہ خاندان سخاوت و عبادت و ریاضت میں ہمیشہ سے شہرت رکھتا ہے۔

وفات ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۷ھ عمر ۶۳ سال۔ دہلی دریا گنج میں متصل فیض بازار کچھ دنوں پریٹ کا میدان رہا۔ اب مدرسہ و کالج و اسکول ہر ملت و مذہب کے اس جگہ پر ہیں اور بارونق جگہ ہوتی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ شاہ بن سید صابر علی شاہ

آپ خلف الرشید و خلیفہ اعظم حضرت شاہ صابر بخش صاحب کے تھے اور قدم بقدم چلے

Marfat.com

والے اپنے پیر و مرشد کے۔ مزار آپکا قرب میں اپنے والد کے ہے وفات و پیدائش ماہ صیام سنہ رحلت و پیدائش احقر کو معلوم نہیں۔

سلسلہ قلندریہ چشتیہ

حافظ سید عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ

آپ سلسلہ چشتیہ قلندریہ میں ہیں۔ آپ سید محمد اعظم صاحب کے جانشین ہوئے ہیں۔ مزار مبارک آپ کا خواجہ باقی باللہ میں ہے۔ زیادہ حال معلوم نہیں۔

شیخ نورالدین ملک یارپران رحمہ اللہ

آپ بڑے بزرگ مقام لار ملک ایران کے شیخوں میں سے ہیں۔ اور مقام لار سے باذن اپنے مرشد شیخ دانیال دہلی میں سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ میں آئے تھے۔ اسوقت ابوبکر طوسی نے آپکے قیام کے بابت نزاع کیا۔ آپنے فرمایا مجھے پیر نے بھیجا ہے انہوں نے سند طلب کی۔ دہلی سے آپ کے پیر کی سکونت بہت دور تھی۔ لیکن آپ تھوڑے سے وقت میں اپنے پیر سے اجازت نامہ مہری لکھا لائے مگر ابوبکر طوسی نے کہا طغرہ سلطانی لاؤ اس وقت بادشاہ وقت ۱۳۰ فرسنگ کے فاصلہ پر تھے۔ فوراً فرمان شاہی لے آئے۔ یہ ہی وجہ لقب پران کی ہے۔

شیخ ابوبکر طوسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مشرب قلندریہ رکھتے تھے اور شیخ جمال الدین ہانسوی کی آپکے ساتھ دوستی تھی۔ اور حضرت سلطان المشائخ آپ کی خانقاہ میں تشریف لایا کرتے تھے۔ مزار آپ کا ناگور

Marfat.com

زیارت گاہ خلق تھا۔ اب دریا پیچھے کو ہٹ گیا ہے۔ وفات آپکی ۸۷۸ھ میں ہوئی۔

شاہ امان لقب بہ لعل شہباز

آپ مادریہ قلندریہ ہیں۔ آپ شاہ عبدالغفور عرف باباگیپور کے خلیفہ ہیں۔ یہ لعل شہباز کا خطاب آپکے پیر نے دیا تھا۔ چنانچہ اس لقب کے بارہ میں آپ خود فرماتے تھے کہ جس طرح اکسیر کے ڈالنے سے تانبہ سونا ہو جاتا ہے اور اور آفتاب سے پتھر لعل بہلا بن جاتا ہے۔ اسی طرح التفات شیخ سے وہ مرید جو منظور نظر شیخ ہو گیا ہو لعل شہباز ہو جاتا ہے ہاں نظر چاہیئے۔ وہ جس ہماوانت سے ہے۔ اور یہ حسن ملاحت سے۔ وہ پستی میں رہتا ہے۔ اور یہ توحید کے جنگل میں بلند پروازی کرتا ہے مرید کو جو عروج ہوتا ہے وہ شیخ کے طفیل سے ہوتا ہے

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ۔۔۔ آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

مزار آپکا متصل دروازہ قدیم شرقی لحق زیارت خانہ میں ہے۔

سید محمد صالح

سلسلہ قلندریہ میں ہیں۔ آپ فرزند اور جانشین اپنے والد سید محمد اعظم ہوئے ہیں مزار دہلی میں ہے

میر فضل خدا نما

نام اور خاندان معلوم نہیں۔ آپ بڑے بزرگ عارف کامل اور شیخ عصر تھے۔ خاصہ دیکھنے کا آپکے خدا نما تھا۔ اور خاصہ سننے کا خدا آگاہی تھا۔ اس لئے خدا نما لقب پایا تھا۔

مزار شریف آپکا متصل مصلی بیٹھا ہی ہے۔

جہاں آپکا ذکر کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ مزار متصل باغ چمیلی قریب رسول نما

Marfat.com

نوشہرہ۔ مزار شریف قریب خانقاہ ہے

سلسلہ قادریہ رزقیہ

حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث نوشہروی

آپ سلسلہ خاندان قادریہ میں سے ہیں۔ نام عبدالحق۔ تاریخ ولادت شیخ الاولیاء۔ آپ علم و زہد و ریاضت میں لاثانی تھے۔ علی الخصوص حدیث و تفسیر میں نہایت درجہ کا علو رکھتے تھے۔ آپ کا مقبرہ چونہ گچ کا بنا ہوا ہے۔ مزار آپ کا قطب صاحب مشہور ہے۔ سنہ ۱۰۰۱ھ وفات کا سال ہے۔ متعدد کتب آپ کی تصنیف ہیں نہایت شہرت یافتہ بیان ہیں۔

شیخ رزق اللہ متخلص مشتاق

آپ مریدان حضرت داؤد منتاح العاشقین سے تھے۔ آپ کی چار سال کی عمر تھی کہ آپ کے مرشد نے وفات پائی۔ بعد بلوغت بتوجہ فیض روحانی اپنے مرشد کے واصل و عارف کامل ہوئے۔ عشق و محبت و استغنا میں یگانہ عصر تھے۔ بہت سفر کئے اور بہت فیض حاصل کیا۔ اشعار آبدار بزبان ہندی بتخلص راجن و اشعار فارسی بتخلص مشتاق کرتے تھے۔ چنانچہ رسالہ ہیر رانجھا جو بہت مرغوب آپ کی تھا نظم کیا۔

آپ بزرگان دہلی میں سے تھے۔ [illegible] شیخ عبدالحق [illegible]

وفات ہے۔ عمر ۷۲ سال کی تھی۔ مزار قطب صاحب [illegible]

شیخ نجیب الدین فردوسی

از سلسلہ قادریہ فردوسیہ ہو۔ مرید و تربیت یافتہ عم خود شیخ رکن الدین

Marfat.com

فردوسی ہوئے ہیں جن کے خلیفہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری ہوئے ہیں۔
مزار آپ کا قطب صاحب میں حوض شمسی پر متصل قبر مولانا برہان الدین ہے۔
وفات کا سنہ ۳۲ھ حد ہے۔

سید ابراہیم صاحب

آپ سلسلہ قادریہ میں سے ہیں۔ عالم متبحر تھے۔ صوفی اور مشائخ حاضر ہو کر آپ سے فیضیاب ہوتے رہتے تھے۔ آپ مرید شیخ بہاء الدین قادری شطاری تھے انہوں نے آپ ہی کے واسطے ایک رسالہ طریقہ شطاریہ میں تصنیف کیا تھا۔ سن وفات معلوم نہیں۔ مزار درگاہ نظام الدین پایان روضہ امیر خسرو رحمہ اللہ ہے۔

شاہ بڑے صاحب

آپ بھی سلسلہ قادریہ میں سے ہیں۔ بیرونِ راج گھاٹ دروازہ آپ کا مزار ہے پیلو کا درخت سایہ فگن ہے۔ جب سے دریائے جمن میں بند لگا کر دریا کا رخ پھیر دیا ہے پانی اس طرف کا خشک ہو گیا ہے۔ جمعہ و اتوار کو لوگ تفریح جمع ہو کر کھیل میں مصروف ہوتے ہیں۔ آپ کا اصلی نام معلوم نہیں۔ بعہد اورنگ زیب بادشاہ تشریف لائے تھے اور زیر قلعہ شاہجہاں فروکش ہوئے تھے۔ آپ کا مزار سطح دریائے جمن راج گھاٹ کے سامنے ہے۔ سابق میں دریا خواہ کسی قدر طغیانی پر ہوتا تھا۔ مگر مزار آپ کا کبھی غرق نہیں ہوا۔

حبیب اللہ شاہ قادری

آپ سلسلہ قادریہ میں سے ہیں۔ بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔ ۱۴ شوال کو سالانہ عرس

Marfat.com

آپ کا ہوتا ہے۔ مزار سیتارام کے بازار کٹرہ گوکل شاہ میں ہے۔ تاریخ ۱۴ شوال ۱۰۶۷ھ کو وفات پائی سنگ مرمر کا تعویذ بنا ہوا ہے۔ خط طغرا میں عبارت ہے۔

اخوند حافظ عبدالعزیز لقب مقبول احمد

آپ سلسلۂ قادریہ میں سے تھے۔ آپنے خرقۂ خلافت قادریہ سید شاہ محمد غوث سے حاصل کیا تھا۔ صاحبِ زہد و ورع و جامع علوم شریعت و طریقت تھے اور اکثر ارواح بزرگان سے فیض حاصل کیا تھا۔ مزار جانبِ شمال احاطۂ بابا ولی باللہ علیہ چار دیواری ہے ۱۲۹۶ھ میں وفات پائی ہے۔ تاریخ ۱۰ محرم ہے۔

شاہ عبدالرحیم ہادی

آپ کا سلسلہ قادریہ ہے۔ شاہ عبدالرحمن صاحب کے بھائی تھے صاحب کشف و کرامات تھے۔ مزار آپ کا سبزی منڈی دہلی میں ہے۔ وفات کا ۱۰۱۲ھ ہے۔

شیخ ابوالرضا

آپ سلسلہ قادریہ میں ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عم بزرگوار ہیں۔ اور مولانا شاہ عبدالرحیم کے برادر بزرگوار ہیں۔ آپ بڑے عالم و محدث و مفسر و عالم باعمل گذرے ہیں۔ توکل و رضا آپ کا شعار تھا۔ مزار پرانوار دہلی میں [illegible] فاطمہ سے جو رستہ نو محلہ کو جاتا ہے وہاں ہے۔ وفات کا ۱۱۰۱ھ

حافظ محمد محسن رح

آپ سلسلہ قادریہ میں سے ہیں اور اولاد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے تھے

Marfat.com

اور خلیفہ شیخ محمد معصوم صاحب۔ آپ بڑے عالم متبحر تھے۔ دہلی میں آپ کا کوئی ہمسر نہ تھا سنہ ۱۰۴۷ھ سالِ وفات ہے۔ مزار دہلی میں ہے۔

بہلن شاہ عرف بھولو شاہ

آپ کا سلسلہ قادریہ رزاقیہ ہے۔ آپ شاہ عبدالمجید کے خلیفہ اور مولانا فخرالدین چشتی و شاہ نانو کے صحبت یافتہ مخدوب سالک ہوئے ہیں۔ مزار آپ کا متصل کابلی دروازہ تکیہ بھولو شاہ ہے سنہ ۱۲۰۴ھ میں وفات پائی۔

شاہ ابوالمعالی

آپ کا سلسلہ قادریہ ہے۔ مرید و خلیفہ حضرت شاہ میاں منیر لاہوری کے ہوئے ہیں سنہ ۱۰۸۰ھ سال وفات ہے۔ مزار دہلی میں ہے۔

شاہ اعظم ابوحامد محمد حسن رح تخلص خدائی

قادریہ ہیں۔ آپ شاعر صاحب تصنیف ہوئے ہیں اور صوفی مشرب تھے۔

امام محمد علی معروف بہ امام ضامن رح

مشہدی خاندان ہیں۔ آپکی درگاہ امام ضامن کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کو سید حسین پائے، سنا رہی بھی کہتے ہیں۔ اس درگاہ کے گنبد کی عمارت سنگین بنی ہوئی ہے۔ اور اندر سنگ مرمر کا فرش ہے۔ اور چاروں طرف برج میں سنگین جالیاں لگی ہوئی ہیں۔ عمارت شاندار اور پختہ بنی ہوئی ہے۔ مزار پر عورتیں منتیں اور نذر و نیاز چڑھاتی ہیں۔ درگاہ قطب صاحب کے مینار کے قریب ہے۔

Marfat.com

سلسلہ نقشبندیہ

حالات حضرت خواجہ باقی باللہؒ

زبدۃ الواصلین سراج العارفین خواجہ باقی باللہ حضرت خواجہ رضی الدین احمد عرف حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ آپکے والد بزرگوار کا نام نامی قاضی عبد السلام تھا جنہوں نے بخارا سے ترک وطن کرکے کابل میں سکونت اختیار کی تھی ۹۷۲ھ میں حضرت خواجہ باقی باللہ پیدا ہوئے۔ ہندوستان میں اس وقت حکومت عدل گستر شہنشاہ اکبر اعظم کی تھی اور اسلامی مرتبہ کمال پر تھا۔

فاضل اور علامہ باپ نے ابتدائی تعلیم خود ہی دی۔ مگر جب علوم باطنی کی تدریس کا وقت آیا تو حضرت مولانا محمد صادق صاحب کی خدمت میں آپنے زانوئے ادب تہ کیا۔ پھر آپکے ہی ساتھ ماوراء النہر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک عرصہ تک قیام رہا۔

مگر حضرت جس لیلائے تصوف کے عشق میں مبتلا ہوئے تھے یعنی فنا فی اللہ ہونے کے شوائق تھے اسکی روشنائی ابھی نہ معلوم کہاں کہاں سرگرداں کرنے والی تھی۔ قیام ماوراء النہر کے ترک کا ارادہ کیا۔ ہر چند حضرت مولانا محمد صادق صاحب نے بہت روکنا چاہا۔ مگر آگ جو طلب خدا کی سینہ میں لگی تھی وہ اس قیام سے نہیں بجھ سکتی تھی۔ اور اس لئے بھی کہ حضرت مولانا محمد صادق کے پاس اپنے لائق شاگرد کو بتا چکے تھے۔ مگر حضرت خواجہ باقی باللہ [illegible] نعرہ لگا رہے تھے اس لئے یہاں کا قیام [illegible]

چنانچہ آپ ہزارہا عاشقوں کے دل میں طلب خدا کی آگ سلگتی چھوڑ کر اس خیال

Marfat.com

سے عوام ہندوستان ہوئے کہ یہاں آپکے در وکا مداوا۔ آپکی تشنگی کے لئے چشمۂ آبِ حیات جاری ملیگا۔ یعنی کوئی ولی اللہ جو آپ کو واصل اللہ کردے۔

سب سے پہلے آپنے لاہور میں قیام کیا۔ جہاں ایک مجذوب فقیر نے آپکے مرتبہ کو الٰہی نگاہ حقیقت بیں سے پہچانا۔ اور ایک روز آپ لاہور کی جامع مسجد میں نماز مغرب میں مصروف تھے کہ یکایک بے اختیارانہ نعرہ آپسے نکلا جس سے تمام نمازی مع امام حیرت زدہ ہوئے۔ سلام کے بعد آپ سیدھے اپنی جائے سکونت پر پہنچے۔ اور پھر اُس مسجد میں نماز نہیں پڑھی۔

حصولِ معرفت کی جو آگ سینہ میں لگی ہوئی تھی وہ بغیر کسی رہبر کامل کے بجھنے والی تھی۔ اِس لئے آپ پھر بلخ۔ بدخشاں۔ ماوراء النہر کی مردم خیز زمین کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ اِس سفر میں آپنے سلسلہ چشتیہ۔ سہروردیہ۔ نقشبندیہ وغیرہ کے مسندِ ارشاد پر بیٹھے ہوئے بزرگوں سے استفادہ کیا۔ رہبر کامل کی ابھی تلاش جاری تھی کہ جو نیدہ یا بندہ۔ سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ کنگی رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ محترم نے ایک نظر ڈالتے ہی وہ سب کچھ دیدیا جسکی تلاش تھی۔ چند دنوں کی حاضری کے بعد حضرت خواجہ نے آپ کو حکم دیا کہ تم ہندوستان جاکر نقشبندیہ سلسلہ کے ذریعہ خلق اللہ کی خدمت کرو۔ اگرچہ آپ اپنے شیخ سے جُدا ہونا نہیں چاہتے تھے۔ مگر آپکے حکم سے سرتابی کی بھی مجال نہ تھی۔ اِس لئے آپ پھر ہندوستان واپس ہوئے۔ اور لاہور میں ایک سال قیام کرکے دہلی کا رُخ کیا۔

دہلی میں آپ تشریف لائے تو قلعۂ فیروز آباد کی ایک مسجد میں جو لبِ دریا تھی سکونت اختیار کی۔ خلق اللہ کا ازدحام شروع ہوا۔ دن کو ہدایت میں گذارتے۔ شب عبادت میں۔ جو جو دن گذرتے جاتے تھے وہ وہ آپ کا شہرہ ہندوستان کے مختلف

Marfat.com

گوشوں میں پھیلتا جاتا تھا۔ اور دُور دور سے لوگ زیارت کے لئے آتے تھے۔ آپ خلق کی رجوعیت اِس قدر بڑھی کہ آپکے معمولات اوراد و وظائف میں فرق آنے لگا۔ لوگ آپکی تعریف کرتے۔ آپ اپنے کو چھپاتے۔ ہجوم خلائق سے آپ اسقدر تنگ آگئے تھے کہ سالہا سال کے تربیت یافتوں کو بھی آپنے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ میرے پاس کیوں اپنی عمر ضائع کرتے ہو۔ اگر کچھ حاصل کرنا ہے تو کسی اور کے پاس جاؤ۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک خراسانی طالبِ حق جو ایک عرصہ سے رہبر کامل کی تلاش میں دربدر خاک چھانتا ہوا آپ کی شہرت سنکر حاضر آستانہ ہوا تھا۔ ایک راست اُسکو بشارت دی گئی کہ وہ حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آپنے ازراہ انکسار اس سے کہا۔ برادر عزیز جس مرد حق بیں کی تم کو بشارت دی گئی ہے وہ کوئی اور ہوگا۔ فقیر اِس قابل کہاں ؟

وہ غریب واپس چلا گیا۔ دوسری رات اُسکو پھر وہی خواب دکھائی دیا۔ اور زیادہ تفصیل کے ساتھ اُسکو حضرت کا پتہ بتایا گیا۔ علی الصباح خراسانی نوجوان دارالقدس پہنچکر ہوکر عرض رساں ہوا کہ حضرت للہ مجھے شرف حضوری بخشئے۔ آپنے اُسکی درخواست قبول کی۔ دوسرا واقعہ حضرت خواجہ حسام الدین حیاء رح کا ہے جو حضرت کے ممتاز خلفاء تھے۔ ایک روز آپ کو بھی حکم ہوا کہ کسی اور کو تلاش کرو میرے پاس کیوں اپنی ضائع کرتے ہو۔ حضرت حیدر بیچارے سخت پریشان ہوئے کہ مالک بیخبر زاد و راہ و رسم منزلہا کو پیش نظر رکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ؎

تو خواہی آستیں افشاں و خواہی دامن اندر کش کسے ہرگز نخواہد رفت از فتراک صاحبدل

لسان الغیب کے اِس الہامی اشارے سے آپ [illegible] اور حضرت خواجہ رحمہ اللہ سے عرض کیا۔ آپنے تسلی دی۔ اور پھر آپ کو نام خدا اپنے پاس سے مجدانہ کیا۔

Marfat.com

دہلی میں ارشاد [illegible] کہ ہاتف غیب آپ کے سفر
اختیار کیا۔ اور کشمیر پہنچکر حضرت شیخ یعقوب صرفی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر پہنچے اور
حضرت کی خانقاہ میں ایک عرصہ کی مراقبہ نشینی کے بعد آپ پھر دہلی تشریف لائے
اور اپنی قیام یہیں جگہ پر مستقل اختیار کی۔

آپ کی زندگی میں کسی نے آپ سے سماع کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا
محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء کا یہ مقولہ ہے کہ راگ سننے والوں پر حرام
ہے [illegible] اگر انہیں تو راگ زہر قاتل کا کام کرتا ہے۔ راگ ہر کہ بشنید لوگ نہ شنید
آپ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ راگ سننے والے نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اکثر کاموں کو ہوائے
اختیار سے کام لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے زیادہ اور کیا نعمت ہے۔ اور باوجود اسکے
[illegible] آپ کا یہ نظریہ ہے کہ راگ سننا بے معنی ہے اور لغو ہے
سے سینہ ہی خالی ہے۔ آپ میں عجز و انکساری حد درجہ بڑھی ہوئی تھی کسی کا
دکھ دیکھ کر آپ بیچین ہو جاتے تھے۔ آپ کی ہمدردی انسانوں تک ہی بڑھی ہوئی
نہ تھی۔ بلکہ حیوانوں پر بھی آپ نہایت شفقت فرماتے تھے۔ انکی بھوک اور پیاس سے
تڑپ اٹھتے تھے۔ دو واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ وضو کے لئے جا رہے تھے ایک چڑیا جو پانی پی رہی تھی آپکو
دیکھتے ہی اڑ گئی۔ آپ نہایت مضطرب ہوئے اور الگ ایک کونے میں کھڑے ہو گئے
جب تک چڑیا سے دوبارہ آکر پانی نہ پی لیا۔ وضو نہ کیا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپکے پاؤں پر پھوڑا نکل آیا۔ آپنے شب کے
کئی گھنٹے [illegible] کرنے کا ارادہ کیا اور اسکو نہ ٹالا حتیٰ کہ کئی گھنٹے بعد
[illegible]

Marfat.com

کہ لوگ آپکے واسطے کھانا لائے ہیں اور آپ نے کشف کے ذریعہ اسپنے ہمسایہ کی تنگی اور فاقہ کشی معلوم کرکے وہ کھانا بغیر ہاتھ لگائے محلہ میں تقسیم کرا دیا ہے۔

آپ کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ کھانے پینے۔ پہننے۔ اوڑھنے بچھونے اور رہائش مکان میں آپکی سادگی زبان زد عام تھی۔ کھانا اگر طبیعت کے خلاف بھی ہوتا تو نہایت خوشی کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ آپ تسلیم و رضا میں اسقدر محو و مستغرق تھے کہ آرایش و زینت کا کبھی خیال بھی نہ آتا تھا۔ مگر باوجود اسقدر سادگی و بیخودی کے شوکت و جلال۔ وقار و عظمت آپکے چہرہ مبارک سے ظاہر تھا کہ کسی کی مجال نہ پڑتی تھی۔

اسقدر کامیاب عالم تھا کہ جب آپ حج کو تشریف لیجانے کی خبر ہوئی تو عبدالرحیم خان خانخاناں نے زر و اسکے لئے آپکی خدمت میں بھیجا۔ آپنے یہ کہکر واپس کر دیا کہ مسلمانوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی اس بے دردی سے خرچ کرنے کے لئے دیجاتی ہے۔ مسلمانوں کے ہزاروں ضروری کام ہیں جن پر یہ روپیہ خرچ ہونا چاہیئے۔ ہم اپنا انتظام خود کر لینگے

آخر وقت حضرت خواجہ کو بخار کی تکلیف ہوئی۔ اور اسی مرض میں ۲۵ جمادی الاخر سنہ ۱۰۱۲ھ کو جبکہ آپ اسم ذات کے ذکر میں مصروف تھے آپکی روح پاک جسم خاکی کو چھوڑکر عالم قدس میں داخل ہوئی۔

حضرت کے دو صاحبزادے تھے ایک حضرت خواجہ عبدالصمد دوسرے خواجہ عبدالغفور۔ آپکے صاحبزادے خواجہ الٰہی سے ہوئے۔

دوسرے حضرت خواجہ عبدالصمد سے خواجہ غلام۔ آپ ہی بابا آپکی اولاد کا سلسلہ آجتک جاری ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کے نام سے وہ مقام جس میں کہ آپ کا جسم اطہر سپرد خاک ہوا مشہور ہے آپکے کاسہ ادا [illegible] بالاقبال نواب [illegible]

Marfat.com

پڑھ کر فاتحہ خوانی کہو وہ ۱۵ جمادی الآخر میں نہایت سادہ طریق پر ہوتا ہے۔

مزار پر انوار آب بھی زیارتگاہ عوام وخواص ہے۔ آپ موجب فخر خاندان عالیہ نقشبندیہ کے ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ سے حضرت امام مجدد الف ثانی بھی بیعت ہوئے۔ ۱۰۰۰ھ میں روشن ضمیر پیر نے مرید کی عظمت کو پہنچانا۔ اور بڑی خوشی سے خلقۂ ارادت میں داخل کیا۔ آپ نے تھوڑے دنوں دہلی میں قیام کرا کے تصوف کی تعلیم مرید سے پوری کرائی۔ اور آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ کی توجہ سے بہت جلد علم باطنی حاصل کر لیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ نے آپ کو لاہور بھیجا کہ پنجاب میں سلسلۂ نقشبندیہ کو پھیلا کر خلقت کو ضلالت اور گمراہی سے بچائیں۔ مرید نے بموجب ارشادِ پیر روشن ضمیر کے لاہور پہنچکر نقشبندیہ کا فیض تصوف کو سیراب کرنا شروع کر دیا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کو اپنے لائق مرید سے بیحد محبت تھی۔ اور مرید و مرشد میں جو خط و کتابت ہوتی تھی وہ مکتوبات امام مجدد الف ثانی کے نام سے شائع ہوئی ہے

اور ایک روز کا ذکر ہے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو بلا کر حضرت مجدد صاحبؒ سے اُنکے حق میں دعائے خیر کے لئے کہا اور نیز اکثر مریدوں کو حضرت مجدد صاحب کے پاس توجہ کے لئے بھیجنا شروع کیا۔ یہ بھی فرمایا کہ احمد آفتاب ہے، دونوں عالم کا۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہ نے مجدد الف ثانی کو اپنے سلسلہ کی خلافت عطا فرما کر بیعت لینے کا مجاز کیا۔

لاہور میں مجدد صاحب نے ہزارہا بندگان کو فیض پہنچایا۔ اور ۱۰۳۲ھ میں شاہزادہ خورم جو بعد میں شاہجہاں ہو کر وارثِ تخت و تاج ہوا۔ حضرت مجدد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر داخلِ حلقۂ غلامی ہوا۔

غرضکہ سلسلہ نقشبندیہ کا آفتاب اِن حضرات سے خوب روشن ہوا۔ اللھم زد فزد

Marfat.com

خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے مزار پر ایک دیوار ہے بطور چراغان کے اس پر یہ قصیدہ لکھا ہوا ہے ؎

قبلۂ ارباب معنی کعبہ اصحاب دیں
کاشف اسرارِ مطلق واقف علم الیقین
غوث اعظم عروۃ الوثقیٰ زرب العلمین
کامل عالی طریقہ مہدی راہ متین
راضی و مرضی بحق بر ذات شان ایمنین
نور بیچوں بر جبینش تافت از حق المبین
کے توانم گفت مدح آن خلاصہ صلبین
نعمت اللہ باقی بود باقی باشد بالیقین
خواجگی امکنہ شد مرشد آن شاہ دین
چوں کمالش واصل دائم بود معنی نشین
وال ز ہجرت بعد الف اثنا عشر بود سنین
ہر کہ آید بر مزارش با دل صدق و یقین
عاجز و عاصی بدرگاہش ہمے سازد حنین

مظہر فیض الٰہی صاحب علم الیقین
محو ذات اقدس باللہ باقی بالیقین
محو ذاتِ اقدس و باللہ باقی بالیقین
قطب ارشادِ جہاں ہم معنی حق الیقین
بحر عرفان الٰہی مقتدائے العارفین
این کرامت ہست از محبوب رب العلمین
شد زمین بیتش روشن قلوب المومنین
ہست ذات خواجہ باقی مرحمت للعلمین
مرجع انس و ملک از فضل رب العالمین
لیک مشرب اولین و ہم بہار آخرین
شد وصال غیب او آخر بہار اربعین
از وفات قطب دوران تکیہ گاہ مسلمین
حاجتش گردد روا ہم مقصد دنیا و دین
تا بیاید نظم رحمت ہم نجات ایوم دین

باد نازل رحمت رضوان رب العالمین
بر محمد خواجہ باقی ز اولیائے مقبلین ؎

حضرت خواجہ بیرنگ دہلوی بن خواجہ باقی باللہ

آپ نے خرقہ خلافت اپنے والد بزرگوار سے پایا تھا۔ او بعد وفات آنکے خواجہ [illegible]

Marfat.com

نقشبندی خلیفہ والد خود سے تکمیل علم معرفت کی۔ مزار پرانوار دہلی میں ہے۔
سال وفات ۱۰۴۲ھ ہے۔

حضرت خواجہ سعد اللہ مجددی ملقب بہ سید صوفیہ

آپ اعظم خانخاناں شیخ محمد صدیق بن شیخ محمد متعدد ہوئے ہیں۔ آپ ملقب بہ لقب سید صوفیہ ہیں۔ خانخاناں شاہ اپنے پیر کے حاضر حضور رکھ کر بجا لائے ہیں چنانچہ تیس سال خانخاناں کے خرچ کے لئے آپ اپنے سر پہ لاتے رہے تھے۔ سال وفات ۱۱ شوال ۱۰۵۱ھ ہے مزار مبارک شاہجہاں آباد خوف بیرون دہلی بیرون اجمیری دروازہ ہے

حضرت شیخ محمد زبیر ملقب شمس الدین کنیت ابو البرکات

آپ نبیرہ و خلیفہ حضرت حجت اللہ شرف الدین نقشبندی ثانی متقی و تقوی و زہد و ورع میں مستحکم و تمام و کامل رکھتے تھے حضرت خانخاناں آپ کو دولت دنیا و آخرت دونوں عطا کرنے کے لئے پاس شاہ وقت و امرا بہت حاضر ہوتے تھے آپ کا ورد تھا کہ تمام دن میں پچیس ہزار بار نفی و اثبات اور پچیس ہزار بار اسم ذات حبس دم ذکر کرتے تھے و بعد نماز مغرب صلوۃ ابوابین پڑھ کر دس ہزار بار نفی و اثبات کا ورد تھا۔ نماز تہجد میں سورہ یٰسین کبھی چالیس دفعہ اور کبھی ساٹھ دفعہ پڑھا کرتے تھے۔ اگر بعیادت مریض یا باجابت دعوت تشریف لیجاتے تو سواری پر نفی و اثبات آپ کی نکلا کرتی تھی۔ اپنے وقت میں تمام طریقت احمدیہ کے شیخ الشیوخ اولاد اجداد میں چلے آتے ہیں۔ ہر سہ طریقہ مجددیہ آپ کے واسطے سے شائع ہوئے ہیں۔ آپ اپنے وقت میں قطب ارشاد تھے۔ پہلے آپ کو دہلی میں دفن کیا تھا بعد کے تابوت آپکا نکالکر سرہند شریف لے گئے۔ تاریخ وفات ۱۲ ذیقعدہ ۱۱۵۲ھ عمر شریف ۷۰ برس پہلے دہلی میں دفن کیا پھر تابوت نکالکر سرہند لے گئے۔

Marfat.com

خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام خواجہ میر اور درد تخلص ہے۔ سلسلہ مادری خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ سے ملتا ہے اور والد کا نام خواجہ محمد ناصر تخلص عندلیب ہے۔ اور میر درد شاہ کلن صاحب سے ارادت رکھتے تھے۔ آپکے گھرانے میں سلسلہ پیری و مریدی جدی تھا۔ آپ عالم متبحر تھے درس مثنوی شریف کا دیا کرتے تھے۔ دہلی کے شریف گھرانے اکثر بوجہ زوال سلطنت اور انقلاب زمانہ شہر چھوڑ کر ملک در ملک چلے گئے۔ مگر آپ کے قدم ثبات میں لغزش نہ آئی اپنے اللہ پر توکل رکھا اور جو سجادہ آپکے بزرگوں نے بچھایا تھا اس پر بیٹھے رہے جیسی نیت ویسی برکت آپکی ساری عمر بعزت و احترام بسر ہوئی۔

تصنیف کا شوق انکے دل میں خداداد تھا۔ چنانچہ پندرہ سال کی عمر میں ایک رسالہ حالت اعتکاف میں لکھا نام اس کا "اسرار الصلوٰۃ" ہے۔ بیس برس کی عمر میں "واردات درد" ایک اور رسالہ لکھا اور اسکی شرح میں "علم الکتاب" ایک بڑی ضخامت کی کتاب آپنے لکھی ہے۔ مطبع انصاری میں چھپی ہے۔ جس سے صاحب شائق تصوف اور غظمہ پیتے ہیں اور ایک رسالہ "واقعات درد" لکھا جو آپکی یادگار ہے۔

آپکے والد ماجد کا بھی ایک دیوان ہے معہ اس کی مثنوی کے۔ اور ایک رسالہ "نالہ عندلیب" آپکی یادگار ہے۔ آپکے بھائی اثر تخلص کرتے تھے وہ بھی صاحب دیوان تھے۔ ایک مثنوی "خواب و خیال" ان سے یادگار ہے۔

خواجہ میر درد مرید و خلیفہ اعظم اپنے والد بزرگوار ہوئے ہیں بعد فراغ [illegible] و دنیاوی کے مجاہدہ نفس و ریاضت باطنی میں محنت شاقہ اٹھا کر [illegible] سر حلقہ اولیائے وقت ہوئے۔ بعد وفات اپنے والد ماجد کے بخلیفہ باتفاق مجاور رہے۔ قمری کی دوسری کو مجلس مشائخوں کی بہت تکلف سے ہوا کرتی تھی۔ اور کاملان حال و

Marfat.com

کی صحبت گرم رہا کرتی تھی۔ اور اکثر اکابرہ و معاصرہ اور شیوخ جلسہ میں تشریف لاتے تھے۔ اور حظ اٹھاتے تھے۔ یہانتک کہ ظل سبحانی بادشاہ دہلی رونق افروز ہوا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے ازبسکہ طبع عالی عطا فرمائی تھی زبان فارسی اور اردوے معلیٰ میں رنگِ طبیعت اور جوہر قابلیت دکھائے تھے۔ ہنگامِ جوش و خروش جو راز و نیاز ہر وقت مکاشفہ زبان پر آیا کرتے تھے بیساختہ طبع موزوں سے موزوں ہوجایا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ وہ دیوان مختصر فارسی دوسرا اردو مملو رموز و نکات عرفان سے یکجا ہوئے اور شرح اس نظم کی پانچ رسالہ نثر میں کہ جن کا نام نالہ درد۔ آہِ سرد۔ وارداتِ درد۔ دودِ دل۔ دردِ دل۔ وعلم الکتاب ہے۔ طبع رنگین خواجہ مغفور آپکی تصنیفات سے مثل آئینہ حقیقت نما ہے۔ ابتدا صفا زبان اردو آپ ہی کی ذات سے ہوئی ہے اور جیسی سلاست بیان و فصاحت زبان آپکے کلام میں تھی کسیکی کلام میں نہ تھی۔ بعد انکے محمد میر اثر انکے چھوٹے بھائی سجادہ نشین ہوئے۔ اور انکے بعد ناصر احمد نواسہ آپکے سجادہ نشین ہوئے ولادت خواجہ ناصر احمد ۱۱۰۵ھ اور وفات ۱۲ شعبان ۱۱۷۲ھ میں ہوئی۔ بڑے مرتاض و صاحب حال گذرے ہیں۔ وفات خواجہ میر درد ۲۴ یا ۲۸ صفر ۱۱۹۹ھ میں۔ مزار شریف دہلی۔ بیرون ترکمان دروازہ ہے۔ یہ مقام خواجہ میر درد کی باغیچی کے نام سے مشہور ہے۔ اسی جگہ آپکے والد خواجہ میر ناصر عندلیب اور آپکے بھائی خواجہ میر اثر اور آپ کا تمام خاندان آسودہ ہے۔

حضرت شیخ محمد اصغر

آپ خادمان خدمت گذار و حاضر باشان لیل و نہار و مرید خاص الخاص حضرت شاہ غلام علیشاہ ہوئے ہیں۔ نسبت قلبی قوی رکھتے تھے۔ اور کاروبار خانگی تمام حضرت شاہ صاحب آپکے سپرد تھا۔ مریدان مبتدی کو توجہ و اجرائے ذکر قلبی کے لئے حضرت شاہ صاحب آپکے پاس بھیجا کرتے تھے۔ آپ حاجی حرمین الشریفین بھی تھے۔ وفات ۱۲۵۵ھ مرقد دہلی میں ہے

Marfat.com

حضرت حاجی مولانا شاہ ولی اللہ حکیم الامۃ عبدالرحیم

آپ فاروقی تھے اور نسبت مادری آپکی بامام موسیٰ کاظم پہنچتی ہے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ میں خلیفہ مجاز و ماذون اپنے پدر بزرگوار کے ہوئے ہیں اور حضرت شیخ عبدالرحیم کو چار شائخوں سے پہنا تھا سنہ ۱۱۴۳ھ میں مشرف بحج ہوئے اور ایک سال مجاور حرمین الشریفین رہے اور سنہ ۱۱۴۵ھ میں وطن مالوفہ دہلی واپس آکر ہدایت خلق متمکن رہے۔ آپ سرور فقہ علماء عظام و فضلاے ذوالکرام دہلی تھے علم و فضل و ورع و تقوی میں شان بلند و مدارج ارجمند رکھتے تھے تمام عمر تعلیم و تدریس میں بسر کی۔ تفسیر تمام قرآن مجید موسوم بفتح الرحمن آپکی مقبول خاص و عام ہے۔ لمعات و قول جمیل آپکی تصنیفات سے ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں آپ کے والد نے خلافت عطا فرمائی تھی۔ مزار مبارک میں جیلخانہ کی پشت پر ہے

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ

آپ مرید و خلیفہ اعظم و اکمل اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث ہوئے ہیں آپ دہلی میں امام المحدثین مقتداے مفسرین جامع علوم حدیث و فقہ و تفسیر و منطق و فروع و اصول تھے۔ و زہد و تقوی میں مرتبہ بلند اور مقامات ارجمند رکھتے ذات بابرکات کو اگر خاتم العلماء والفضلا کہا جائے تو بجا ہے۔ آپ کی تصنیفات بہت ہیں۔ چنانچہ کتاب سر الشہادتین۔ بستان المحدثین۔ التفسیر فتح العزیز۔ تحفہ اثنا عشریہ مقبول خلائق و منظور کافہ انام ہے۔ اس سے پہلے کسی علماء سلف نے ایسا بیان تحقیق میں

Marfat.com

نہیں لکھا۔ اور کتاب تحفہ اثنا عشریہ عقائد اہل تشیعہ اس خوبی اور عمدگی سے تصنیف فرمائی ہے کہ علمائے شیعہ اُسکے جواب سے لاجواب ہیں۔ آپکے چند ملفوظات تبرکاً و تیمناً حوالہ قلم ہیں۔ فرمایا بزرگ چار قسم کے ہوتے ہیں۔ اول سالک مجذوب کہ ابتدائے زمانہ میں تو خود کوشش کی۔ اور آخر میں کشش ہوئی۔ یہ سب سے بہتر ہیں۔ دوسرے مجذوب سالک کہ اول جذب سے سرفراز ہوئے۔ پھر سلوک اختیار کیا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ لینے کو تشریف لیگئے۔ تجلی عزباری نصیب ہوگئی۔ تیسرے سالک بحت کہ مشرف بجذب نہیں ہوئے تھے۔ چوتھے مجذوب محض کہ تجلی باریتعالیٰ کیوجہ سے اُنکی عقل سلب ہوجاتی ہے۔ یہ بانجھ عورت کی مثل ہیں۔ جذب محض عنایت خداوندی ہے ؎

تاکہ از جانب معشوق نباشد کششے کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد

آپ نے ایک شخص کو فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو اَللّٰھُمَّ یَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ وَطَاعَتِکَ اَللّٰھُمَّ اِنَّ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا وَزَکِّھَا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا سات بار صبح و شام پڑھ لیا کرو۔ اول و آخر گیارہ بار درود شریف پڑھو۔ اللہ تعالیٰ تم کو تقویٰ اور پرہیزگاری عطا فرماویگا۔

فرمایا کسی بزرگ یا فقیر کی قدرت میں تقدیر کا بدلنا نہیں ہے۔ حضرت امام حسین کا قضیہ وہ کب چاہتے تھے کہ ایسا ہووے۔ آنحضرت نے تین بار دعا فرمائی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفۂ اول مقرر ہوئیں مگر حضرت ابوبکر ہی خلیفہ اول ہوئے۔ پھر ایکبار دعا کی کہ میری اُمت میرے بعد جدال و قتال نکرے۔ ارشاد باری ہوا کہ ضرور کریگی۔ الغرض اللہ جلشانہ کی بے نیازی ہے۔ اُس کے حکم میں نہ کسی فقیر کو دخل ہے نہ امیر نہ ولی۔ نہ نبی کو فرمایا انبیا معصوم ہوتے ہیں۔ اور اولیا محفوظ۔ یہی فرق نبی اور ولی میں ہے۔

معصوم وہ ہے کہ گناہ کا صادر ہونا اُسکی ذات سے محال ہو باوجودیکہ استعداد گناہ کی اُسکے اندر موجود ہے۔ محفوظ وہ ہے کہ گناہ کا صادر ہونا اُس سے ممکن ہو۔ گو یہ ممکن تمام

Marfat.com

تمام عمر میں کبھی واقعہ نہ ہو۔ اول محال کو ست نا رہم ہے۔ اور دوسرا ممکن غیر واقع ہے۔

فرمایا شیطان کا علاج اللہ کو یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت ہے۔

دنیا کا علاج زہد و تقویٰ۔ ہجوم خلق کا علاج کوشہ نشینی ہے۔ مگر نفس کا علاج بہت دشوار ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ سب دشمنوں میں بڑا دشمن تمہارا نفس ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے بیچ میں ہے کبھی اس کا کہنا نہ ماننا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے

۷ شوال ۱۲۳۹ھ وقت طلوع آفتاب وفات پائی۔ عمر ۸۰ برس کی تھی۔

جائے مدفن بیرون دہلی بہ مقام مہندیان۔ پشت حویلی نہ

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ برگزیدہ اپنے والد بزرگوار کے ہوئے ہیں۔ تمام ہا معقول اور منقول اور علم حدیث و تفسیر میں شان بزرگ رکھتے تھے۔ آپ کا ترجمہ فتح الرحمٰن بزبان بامحاورہ اردو کیا ہے جو مطبوع و مقبول خاص و عام ہے۔

ترجمہ قرآن مجید بزبان اردو بامحاورہ سب سے اول آپ نے کیا جو تمام ہندوستان میں نہایت مستند مانا جاتا ہے اور سینکڑوں دفعہ چھپ چکا ہے اور ہر سال ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ اسکے سوا بھی تفسیر موضح القرآن بخوبی فرمائی جو کہ زیادہ تر تمام مطبوعہ قرآنوں پر چڑھے ہوئے ہیں۔ یہ ایسی سرمایہ نعمت ہے جو ہر مسلمان آپکا ممنون منت ہے۔ ۱۵ رجب ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی۔ مہندیان میں اپنے والد اور بھائی کے قریب آسودہ ہیں۔

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب

آپ برادر حقیقی حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب [illegible]

Marfat.com

حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میرے آپکے ساتھ چار رشتے ہیں۔ ایک برادر حقیقی دوسرے میرے قبلہ گاہی نے ایک تقریب میں فرمایا تھا کہ شاہ رفیع الدین فرزند تمہارا ہے تیسرے برادر رضائی بھی تھے۔ میری ہی دایہ کا آپنے بھی شیر نوش کیا تھا۔ چوتھے شاگرد تھے۔ اور فخر فضلاے زمانہ ہو لئے تھے۔ علم ریاضی میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے سنہ ۱۲۳۸ھ ہے۔ دہلی شاہجہاں آباد مقام مہنا یاں میں مدفون ہوئے آپکے تمام خاندان کے اسی مقام میں مزارات ہیں۔ اور اکثر علماء یہاں مدفون ہیں۔

حضرت عبدالرشید بن شیخ محمد مراد

آپنے اول اپنے والد بزرگوار سے فیض طریقہ مجددیہ حاصل کیا۔ پھر خدمت میں حضرت شیخ عبدالاحد مجددی کے حاضر ہوئے۔ اور تکمیل کو پہنچکر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اور بعد وفات اپنے مرشد کے کشمیر میں جاکر بارشاد و ہدایت خلق مشغول ہوئے۔

پھر حرمین شریفین کی زیارات سے مشرف ہوکر دہلی میں تشریف لائے تھے تاریخ وفات ۲۷ رجب ۱۱۵۵ھ مزار شہر دہلی میں ہے۔

حضرت خواجہ شاہ گلشن مجددی

آپ خلیفہ اعظم حضرت شاہ عبدالاحد مجددی ہیں۔ ۳۰ سال ایک کمبل میں گذار دیئے تیسرے روز طعام کھاتے وہ بھی تین لقمہ سے زیادہ نہ کھاتے۔ آپ کا طعام پوست خربوزہ و تربوز و دیگر پوست است یا رخوردنی تھا۔ موافق ہر موسم کے کوچہ و بازار شہر سے چھلکے اٹھاکر اور پاک کرکے کھاتے تھے۔ اور جامع مسجد دہلی میں سکونت رکھتے تھے وقت تشنگی سرکف آب حوض مسجد سے پانی جو گرم ہوتا تھا نوش کر لیا کرتے تھے۔ صاحب کتاب دارالمعارف لکھتے ہیں۔ ایک روز ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔

Marfat.com

آپ فی الفور اسکی تعظیم کو اُٹھے۔ اور فرمایا مجھے آپ سے بُوئے پیر روشن ضمیر کی آتی ہے۔ عرض کیا کہ میرے پاس اور تو کچھ نہیں الّا ایک کتاب ہے۔ جب کھولکر دیکھا تو اُس میں چند سطر بدست خاص حضرت عبدالاحد لکھی ہوئی تھیں۔

سال وفات ۱۱۵۳ھ مزار دہلی میں ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم بن وجیہ الدین

آپ خلیفہ اعظم حضرت شاہ عبداللہ اکبر آبادی کے ہوئے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب انفاس العارفین میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجکو مجلس صحبت حکمت عملی او آداب معاملہ بہت سکھاتے تھے تاریخ وفات ۱۲ صفر ۱۱۳۱ھ عمر ۷۷ سال تھی۔ مزار شریف دہلی میں ہے

شاہ آبادانی علیہ الرحمۃ

آپ مستند اولیاء امت میں سے ہیں آپکا سلسلہ چشتیہ نقشبندیہ تھا۔ مگر ہر سلسلہ میں اجازت تھی آپکا سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبر سے ملتا ہے والد ماجد فوجدار سہسوان کے تھے۔ پیدائش آپ کی ۱۱۵۱ھ میں ہوئی تھی۔ سن تمیز کو پہنچے تو دہلی میں آئے۔ مولانا محمد زکریا علیہ الرحمۃ کے تو میکان لیا مولانا اپنے زمانے کے عارف تھے۔ شاہ آبادانی انکے مرید ہو گئے اور مجاہدہ کرنے لگے مولانا نے خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ مولانا کے وصال کے بعد شاہ صاحب مرجع خلائق بنے مولانا فخر الدین صاحب کے ہمعصر تھے اور شاہ غلام علیم صاحب کا آپکا ایک زمانہ تھا۔ آپکے خلفاؤں میں صوفی اللہ [illegible] رومی اور شاہزادہ مرزا حاجی شاہ کابلوی شاہ احسان علی صاحب پاکپٹنی وغیرہ [illegible] اہل اللہ کے سلسلے ختم نہیں ہوتے اب بھی اکثر اصحاب آپکے تعلق رکھنے والے موجود ہیں شاہ صاحب بعمر ۷۹ سال ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۲۰ھ کو وفات پائی عمر میں آپکے کوئی امر خلاف شریعت نہیں ہوتا صرف قرآن خوانی ہوتی ہے۔ مزار مبارک [illegible] قلعہ [illegible] کے قریب ہے۔

Marfat.com

آفتابِ نقشبندیاں

حضرت شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جانجاناں شہیدؒ

آپ سادات علوی سے ہیں۔ شجرۂ نسب آپکا اٹھائیس واسطوں کے ساتھ بتوسط محمد بن حنفیہ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ پہنچتا ہے۔ آپکے باپ دادا شاہان مغلیہ کے دربار میں امیر کبیر تھے اور سلاطین تیموریہ سے قرابت بھی رکھتے تھے۔ چنانچہ امیر عبدالصمد (جو اکبر بادشاہ کے داماد تھے) آپکے دادا تھے۔ آپکے والد مرزا جان بھی ایک خاندان کے امیر تھے جنہوں نے تارک الدنیا ہو کر فقیری اختیار کی تھی۔ او خاندان [illegible] مرید شاہ عبدالرحمٰن قادری کے تھے۔ آپکی دادی اسد خان وزیر عالمگیر کی [illegible] اکبر بادشاہ کی بیٹی منسوب ہوئی تھیں ان رشتوں [illegible] خاندان کے نواسہ تھے۔ ۱۱۱۱ھ میں جبکہ عالمگیر دکن پر فوج لئے پڑا تھا [illegible] پیدا ہوئے۔

عالمگیر کو خبر گذری اس وقت آئین سلطنت تھا کہ خود عالمگیر بچوں کا نام رکھتا یا دربار کے حضرات نام تجویز کر دیتے تھے۔ یہ اس لئے تھا کہ طرفین سے دل میں اتحاد پیدا ہو اور وقت پر سند ترقی ہو اور بادشاہ کو ان سے وفاداری اور جان نثاری کی امید پیدا ہوتی تھیں۔ اور شادی بھی اجازت سے ہوتی تھی۔ کبھی ماں باپ کی تجویز کو پسند کرتے تھے۔ کبھی خود تجویز کر دیتے تھے۔ غرضکہ عالمگیر نے کہا کہ بیٹا باپ کی جان ہوتا ہے۔ باپ میرزا جان ہے۔ ہم نے اس کا نام جانجاناں رکھا۔ اگرچہ باپ کا رکھا ہوا نام شمس الدین تھا مگر عالمگیر کے نام کے آگے نہ چمکا۔ مظہر آپ کا تخلص ہے۔ اب میرزا

Marfat.com

جان جانان مظہر کے نام سے آپ نامزد ہیں۔

آپکے والد میرزا جان بھی شاعر تھے جانی تخلص کرتے تھے۔ سولہ برس کی عمر میں آپکے والد فوت ہوگئے۔ اس وقت دنیائے دوں سے آپکا دل بیزار ہوگیا۔ اور آپنے توسل خاندان نقشبندیہ مجددیہ پیدا کیا۔ اور سید نور محمد صاحب بدایونی کے مرید ہوئے پھر خدمت میں حاجی محمد افضل و حافظ اسعد اللہ و خواجہ محمد عابد مشائخ مجددیہ سے فیضیاب ہوکر تکمیل پائی۔ اور مسند ہدایت و ارشاد پر بیٹھکر ہزاروں طالبان حق کو واصل بحق کیا۔ معاندان نقشبندیہ غوات لشکر نجف خان سے شربت شہادت بغلولہ تفنگ یعنے طمنچہ پیا۔ اور اسی سال نجف خاں بھی زندہ نہ رہا۔ اور سال دوسرے اور تیسرے میں تمام نوابع اور حواشی اپنے کے قعر عدم میں چلے گئے۔ آپ بتقریب وفات خود اپنے دیوان میں فرماتے ہیں ؎

بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے	کہ ایں مقتول را جز بیگناہی نیست تقصیرے

اور یہی شعر آپکے مجرے کے دروازے کی پیشانی پر تحریر کردیا گیا ہے۔ صاحب اخبار الاخیار لکھتے ہیں کہ بعد وفات سید نور احمد صاحب بدایونی اپنے پیر کے حضرت شیخ محمد عابد صاحب سنامی سے طریقہ قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ میں اجازت حاصل کی۔ اور گیارہ برس شیخ کی خدمت میں حاضر رہے تھے اور بہت مقامات عالی سلوک کے تھے۔ کتب احادیث حاجی محمد افضل تلمیذ شیخ عبداللہ بن سالم مکی سے پڑھیں۔ قرآن کی سند جناب حافظ عبدالرسول قادری دہلوی سے حاصل کی۔

آپکا دیوان بھی ہے۔ شہادت کی تمنا رکھتے تھے کسی شب [illegible] اور گولی سینہ میں لگی۔ تیسرے روز بام شہادت نوش کیا۔ بادشاہ کی طرف سے قاتل کی تلاش ہوئی مگر پتہ نہ لگا۔ بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ واقف ہوں تو ظاہر فرمائیں تاکہ تدارک کیا جائے۔ فرمایا [illegible]

Marfat.com

روا نہیں۔ اگر بادشاہ مجرم کو گرفتار کریں تو اُسکو میرے پاس بھیجیں کہ اسکی تقصیر معاف کردوں آپکے عہد میں تصوف کا دور دورا تھا۔ اور تصوف کے خیالات کے ابر ہندوستان پر چھائے ہوئے تھے اِس لئے قطع نظر کمال شاعری کے ہزارہا مسلمان بلکہ ہندو بھی انکے مرید تھے۔ اور دِل سے اعتقاد رکھتے تھے۔

آپ کا مزار غلام علی شاہ صاحب کی خانقاہ میں ہے جہاں ابو الخیر صاحب کا مزار ہے جو کہ چلی قبر کے آگے مشہور جگہ ہے۔ جس کا صدر دروازہ آجکل بند رہتا ہے۔ دروازہ خورد گلی میر ہاشم میں ہے وہاں سے جانے پر زائرین مستفید ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ مولانا غلام علی قدس سرہ

آپکا نسب شریف بحضرت علی کرم اللہ وجہہ پہنچتا ہے۔ آپ کا نام اول علی تھا جب آپ سن شعور کو پہنچے اوباخود کو غلام علی مشہور فرمایا۔ وطن اصلی آپ کا موضع دتالہ ہے جو پنجاب کے ملک میں امرتسر کے پاس ہے اور آپ سادات علوی سے ہیں۔ والدِ ماجد آپکے بھی بڑے زاہد و عابد تھے۔ جنگلوں میں جا کر ذکر خیر کیا کرتے تھے۔ مہینوں بناس پتی پر قناعت کرتے تھے۔ آپکے پیدا ہونے سے پہلے ایک دفعہ آپکے والد ماجد نے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تمہارے یہاں عنقریب لڑکا پیدا ہونے والا ہے اُسکو میرے ہمنام کرنا۔ اور آپکی والدہ ماجدہ نے کسی بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ اُنہوں نے عبد القادر نام رکھا۔ اور آپکے عم بزرگوار نے رسولِ خدا کی بشارت سے عبد اللہ نام رکھا اور اسی سبب سے آپ کا اصلی نام عبد اللہ عرف غلام علی تھا۔ ۱۱۵۶ھ میں آپنے اس عالم میں قدم رکھا۔ اور بعضے شعرا نے آپکی ولادت باسعادت کی تاریخیں بھی منظوم کیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے ؎

چو نظم پرسیدم از پے سالِ حضرتِ غلام علی		شاہ ظہور فگن در جہاں۔ جہاں شگفت

Marfat.com

سن ولادت شریفش جو جست رافت دل	سپہر نور ہا یتاشد و طلوع بگفتند

غرضکہ ۱۶ برس کی عمر تک تو آپ پنجاب میں رہے ۱۱۷۴ھ میں آپکے والد نے چاہا کہ جس سلسلہ میں میں منسلک ہوں آپ کو بھی اُس میں منعقد کردوں۔ اِس ارادہ سے آپ کو بُلوایا کہ اپنے پیر شاہ ناصر الدین قادری جن کا مزار نئی عیدگاہ کے پیچھے ہے بیعت کرادیں مگر جائے مذکورہ پر آنے سے پہلے ناصر الدین رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا۔ جو مشیت ایزدی ہوتی ہے وہی ہوتا ہے۔

اب آپکے والد صاحب نے اجازت دی کہ جس سے چاہو بیعت کرلو۔ ۱۱۷۵ھ میں بعمر ۲۲ سال آپنے مرزا جانجاناں مظہر علیہ الرحمۃ سے بیعت کی۔ اور سالہا سال آپکی خدمت میں ریاضت شاقہ کی کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ یہانتک کہ اپنے پیر روشن ضمیر کے سامنے تلقین وارشاد کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اور ہر طریقہ کی اجازت حاصل کی۔ خاص کر نقشبندیہ۔ اور بعد وصال پیر مرشد خود سجادہ نشین ہوئے۔ لوگ اس درجہ کہتے تھے کہ شاہ وُ امرا۔ وزرا کہتے تھے کہ خانقاہ کے درویشوں کے لئے وظیفہ مقرر کردیں مگر آپنے منظور نہیں فرمایا۔ ایک دفعہ نواب امیر الدولہ میر محمد خان والی ٹونک نے بہت التجا سے درخواست تقرر وظیفہ کی۔ اسکے جواب میں آپنے یہ لکھ بھیجا ؎

ما آبروئے فقر و قناعت نمے بریم — با میر خاں بگوئے کہ روزی مقرر است

آپ کی ذات فیض آیات سے تمام جہان میں وہ فیض پھیلا کہ ملکوں ملکوں کے لوگوں نے خدمت شریف میں آکر بیعت اختیار کی۔ روم۔ شام۔ ہندوستان پنجاب کا تو کچھ ذکر ہی نہیں کہ ٹڈی دل کی طرح آمنڈ پڑے ؎

چو کعبہ قبلہ حاجت شد از دیار بعید — [illegible]

آپکی خانقاہ میں پانچ سو فقیر سے کم نہیں رہتا تھا اور سب کا وقت [illegible] باوجودیکہ یہیں سے مقرر ایک [illegible] تعالیٰ کا فیض عظیم غیب الغیب سے [illegible]

Marfat.com

اس پر فیاضی استقدر تھی کہ کبھی سائل کو محروم نہیں پھیرا۔ جو اُسنے مانگا وہ دیا۔ اگر کوئی عرض کرتا کہ یہ کپڑا اپنے لئے کہہ لیجئے تو آپ یہ قطعہ پڑھا کرتے تھے۔

خاک نشینی ست سلیمانیم	ننگ بود افسر سلطانیم
بست بتہ سال کہ عریانیم	کہنہ نشد جامہ عریانیم

اور اگر کبھی کچھ اسباب اور سامان دنیا کا فراہم آتا تو ارشاد فرماتے۔ ؎

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہاں آنچہ ما داریم زاں ہم اکثرے درکار نیست

اوقات شریف نہایت منضبط تھی۔ کلام اللہ آپ کو حفظ تھا۔ اور تحقیق قرأت بھی بہت خوب تھی۔ نماز صبح بہت اول ادا فرما کر دس پارہ کلام اللہ کے ختم فرماتے۔ اور بعد اسکے حلقہ مریدین جمع ہوتا۔ اور تا نماز اشراق (دس بجے تک) بعد ادا کرنے نماز اشراق تدریس حدیث اور تفسیر شروع ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجمع علوم پیدا کیا تھا۔ ہر ایک علم ظاہری و باطنی میں درجہ کمال حاصل تھا۔ بعد اس درس و تدریس کے آپ کچھ تھوڑا سا کھانا تناول فرما کر باتباع سنت نبوی قیلولہ فرماتے۔ تھوڑی دیر بعد اول وقت نماز ظہر ادا فرما کر پھر درس و تدریس۔ حدیث تفسیر و فقہ اور کتب تصوف میں مشغول ہوتے۔ اور بعد نماز عصر تا نماز مغرب حلقہ مریدین جمع ہوتا۔ اور ہر ایک آپ کی توجہ سے عالم مدارج حاصل کرتا۔ ہمیشہ تمام رات شب بیداری فرماتے تھے۔ شاید کہ گھڑی دو گھڑی بمقتضائے بشریت غفلت آجاتی ہو۔ سو وہ بھی جائے نماز پر۔ برسوں آپنے چارپائی پر استراحت نہیں کی نہ کبھی غایہ ہوا یوں ہی اللہ اللہ کرتے پڑے رہے۔

جو شخص فیوض و برکات سے محروم ہوتا اُس سے نہایت خفا ہوتے۔ غرضیکہ سالہا سال تک آپ کی توجہ سے یہ عالم منور رہا۔ بمقتضائے کل من علیہا فان آپنے بھی ہفتہ کے دن ۱۴ صفر کی بائیسویں ۱۳۴۰ھ اس جہان سے انتقال فرمایا۔ اور آپ کی خانقاہ

Marfat.com

میں آپکے پیر کے پہلو میں دفن کیا۔ نور اللہ مضجعہٗ آپکے انتقال کی تاریخ ہے۔
غلام علیشاہ کی خانقاہ شہر دہلی میں بہت مشہور ہے۔ جو زندہ یا پائندہ۔

حضرت مولانا شاہ ابوسعید نور اللہ مضجعہ

آپ حضرت شاہ غلام علی صاحب کے خلیفہ اعظم ہیں۔ اور آپکے انتقال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہوئے تھے۔ لیکن اس بات کو بھی خیال کرنا کہ آپ حضرت مجددی اولاد میں ہیں۔ جو حضرت شاہ صاحب کے پیران پیر تھے۔ اور واقع میں حضرت شاہ صاحب بھی ویسا ہی سمجھتے تھے اور نہایت تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔

نسب آپ کا حضرت مجدد تک اس طرح پہنچتا ہے کہ شاہ ابوسعید بن حضرت صفی اللہ کے اور حضرت صفی اللہ بن حضرت غوث القدیر کے اور غوث القدیر بن حضرت محمد عیسیٰ کے اور حضرت محمد عیسیٰ بن حضرت سیف الدین کے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اور حضرت مجدد شیخ فاروقی ہیں۔ یہ شرافت اور علو مرتبہ تو از روئے نسب کے تھا۔ اور آپ حافظ کلام اللہ۔ اور عاشق رسول اللہ تھے۔ رات دن آپ کا خلق اللہ کے درس و تدریس میں گزرتا تھا۔ علم قرأت میں آپ یکتائے روزگار تھے۔ کلام اللہ ایسی خوش آواز سے پڑھتے کہ لوگ دور دور سے سننے آتے۔

پہلے پہل تو آپنے بیعت مولانا شاہ غلام علی صاحب سے جو سلسلہ نقشبندیہ میں ایسے اولیاء تھے کی تھی۔ اور نسبت باطنی حاصل کرکے پیری و مریدی کی اجازت پائی تھی لیکن پھر اپنے خاندان کی نسبت سے زور کیا۔ اور اسی طریقہ [illegible] کھینچا۔ کہ آپنے دوبارہ حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور از سر نو مجددیہ کے تمام مقامات کو حاصل کیا۔

آپکی شکل و شمائل بہت موافق [illegible] آپکی صحبت میں رہنے کو دل چاہتا تھا

Marfat.com

اور جبتک کوئی بیٹھتا وسوسہ شیطانی نہ آتا تھا۔ آپ بھی قدم بقدم غلام علیشاہ صاحب کے تھے۔ صرف اتنی بات اور تھی کہ آپ کلام اللہ لکھتے اور وقف فی سبیل اللہ کرتے تھے اور اگرچہ آپکے تعلقات ظاہری شاہ صاحب موصوف سے زیادہ تھے کہ آپ زیادہ عیالدار تھے۔ اور حضرت شاہ صاحب اکثر یہ فرمایا کرتے کہ اگر میں نے فقیری کی تو کیا کسی کا غم نہیں رکھتا۔ ابوسعید کو دیکھو کہ باوصف علائق دنیاوی اپنے معبود کی عبادت میں مصروف ہے۔ آپ تقریباً نو سال ہدایت طالبانِ خدا میں مصروف رہکر ۱۲۴۹ھ میں عازم حرمین شریفین ہوئے۔ بعد فراغت زیارت حرمین الشریفین کے بحالت بیماری بجانب وطن رجوع کیا۔ اور ۲۳ رمضان کو داخل بلدہ ٹونک ہوئے۔ یوم عید الفطر روز شنبہ ۱۲۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔ شاہ عبد الغنی صاحب انکی نعش کو دہلی لائے اور چالیس روز کے بعد نعش صندوق سے نکالکر لحد میں رکھی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسی وقت غسل دیا ہے اور کچھ تغیر نہیں تھا۔ پنبہ زیریں نعش کے نہایت خوشبودار تھیں۔

آپکے چار صاحبزادے یعنی عبد الرشید مرشا نواب صاحب رامپور۔ وعبد الغنی ومحمد عمر تھے۔ عبد الرشید کے فرزند محمد معصوم۔ اور محمد عمر کے صاحبزادے حضرت ابو الخیر صاحب جو کہ سجادہ نشین تھے۔ اور چوتھے صاحبزادے شاہ ابوسعید کے شاہ احمد سعید تھے۔

ولادت آپکی ۱۱۹۶ھ میں ہوئی تھی اور یہ مصرعہ تاریخ ولادت ہے حافظ وعالم وولی بادا

وفات آپکی ۱۲۵۰ھ عید کے دن ہفتہ کو ہوئی۔ تاریخ وفات کا قطعہ۔

امام ومرشد ما شاہ بوسعید سعید — بعید فطر چو شد واصل جناب خدا
دلے شکستہ ومغموم گفت تاریخش — ستون محکم دین نبی فتادہ زپا

حضرت مولانا شاہ احمد سعید رحمہ اللہ

آپ شاہ ابوسعید صاحب کے بڑے صاحبزادے اور جانشین تھے۔ آپ حافظ کلام اللہ

Marfat.com

اور مطیع سنت رسول اللہ تھے۔ اپنے پیروں کی طرح آپ بھی سلسلہ ارشاد و تلقین اور توجہ جاری رکھتے تھے۔ علم فقہ و حدیث و تفسیر بدرجہ کمال حاصل تھی۔ دن رات مشغلہ درس و تدریس جاری تھا۔ مسائل دینی آپکے فیض سے حل ہوتے تھے اور فتوی شرع شریف آپکی مہر سے مسجل کئے جاتے تھے۔ قدم بقدم اپنے بزرگوں کے طریقوں پر چلتے تھے۔ خاندان مجددیہ ان ہی اصحاب سے رونق پذیر رہا۔ اور اب بھی انکی آل و اولاد سے ہے۔ ولادت آپ کی سنہ ۱۲۱۷ھ میں ہوئی۔ اور مظہر نردان آپ کی ولادت کی تاریخ ہے۔

آپنے بھی جناب حضرت علام علی شاہ صاحب سے بیعت کی تھی اور نیز اپنے والد کے فیض سے مالا مال ہوئے تھے۔ اور والد کے انتقال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کا مزار مدینہ منورہ میں ہے۔ اگرچہ اس رسالہ میں صرف ان بزرگوں کا حال لکھا گیا ہے جو دہلی میں آسودہ ہے مگر تبرکاً اور سلسلہ کی رعایت سے آپکا حال درج ہوا۔

شاہ محمد آفاق

آپکی نسبت باطنی اسقدر قوی تھی کہ بڑے بڑے صاحب نسبت اسکے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ مقامات فقیری بہت صاف تھے۔ نسبت اویسی بھی درست تھی۔ پیروی سنت رسول قبول ہدایت دلوں پر کرتے تھے۔ مکاشفہ بدرجہ کمال حاصل تھی۔ اپنے آپ کو مثل ایک نقش و نگار دیوار تصور فرماتے تھے۔ نسب آپ کا حضرت مجدد الف ثانی تک پہنچتا ہے۔ اور آپ بھی حضرت مجدد کی اولاد میں ہیں۔ حضرت خواجہ حسن یا والد بزرگوار صاحب سے کہ بڑے بزرگ صاحب فیض تھے سلسلہ مجددیہ میں آپنے بیعت کی تھی۔ اور بکمال مدارج حاصل کرکے اجازت پائی

Marfat.com

مریدی کی حاصل کی تھی۔ اور اپنے پیر کے انتقال کے بعد آنکے سجادہ نشین ہوئے اور علاوہ اسکے آپ کو سب سلسلوں میں اجازت پیری اور مریدی کی حاصل تھی دنیا میں رہنا کسی کو نہیں۔ پس آپ بھی ساتویں تاریخ ماہ محرم ۱۲۵۱ھ کو بدھ کے دن نماز مغرب کے بعد آپنے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ جمعرات کے دن آپ کو مغلپورہ سبزی منڈی میں دفن کیا۔

خواجہ ہمایوں الدین احمد نے یہ شعر تاریخ وفات میں نظم کیا ؎

از سر یاس گفت اہل جہاں	شاہِ آفاق رفت از دنیا

اور ایک آپکے مرید شاہ فضل الرحمن صاحب مراد آبادی تھے۔ جو لوگ آپ سے مرید ہیں۔ وہ لوگ اپنے دادا پیر کی زیارت کو آتے ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کا پتہ یہ ہے دہلی۔ مغلپورہ متصل پرانا میل۔ ایک مسجد ہے۔ اس میں پیلو کے درخت بہت ہیں وہیں آپ کا مزار پر انوار ہے۔

علاؤالدین احمدؒ

آپ شاہ آفاق صاحب کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہوئے۔ درحقیقت اپنے پیر کی نشانی تھے۔ ایسے صاحبان کا ہونا غنیمات سے ہے۔ آپنے تمام عمر فقیری میں صرف کی۔ اور دنیا و مافیہا سے خبر نہ رکھی۔ اور آپنے طرح بطرح کے زہد و مجاہدہ کئے اور اپنے پیر کی خدمت میں ہمیشہ سفر و حضر میں حاضر رہے۔ آپ کا نسب حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ سے ملتا ہے۔ توکل علی اللہ۔ اور عشق رسول اللہ ہر وقت آپکے بتاؤ میں تھا۔ عالم جوانی میں حج خانہ کعبہ ادا کیا اور زیارت روضہ منورہ حاصل کی۔ اللہ تعالے سب مسلمانوں کو نصیب کرے۔ آمین

آپ کی عمر جب نوے کے قریب ہوئی۔ بینائی جاتی رہی تھی۔ پاؤں سے اٹھ

Marfat.com

نہیں سکتے تھے طاقت طاق ہو گئی تھی مگر ہر دم شغل جاری تھا۔ سبحان اللہ کیا لوگ تھے کہ کسی حالت میں اپنے معبود کی یاد سے غافل نہیں رہے۔

حضرت شاہ ابوالخیر صاحب

نقشبندیہ مجددیہ خاندان کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ تمام آباء حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب کی سجادگی کو انکے وجود سے از سر نو بڑی رونق حاصل ہوئی تھی۔ اب آپ کے صاحبزادے ہیں۔ حافظ مولوی۔ دو صاحبزادے فی الحال برائے تحصیل علم دین مصر میں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ پوتے حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب کے تھے۔ اپنے بزرگوں کی طرح آپ بھی سلسلہ ارشاد و تلقین اور توجہ جاری رکھتے تھے۔ علم حدیث و فقہ و تفسیر بدرجہ کمال آپ کو حاصل تھا۔ اور آپ شب ۱۲ ربیع الاول کو جلسہ فرمایا کرتے تھے۔ اس میں ہر طرح کا بیان۔ اور پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے تھے۔ بعد ازاں شیرینی تقسیم ہوتی تھی۔

آپ عرب کی پیدائش تھے۔ عربی وضع کا لباس پہنتے تھے۔ [illegible]

اور عابد مجسم صاحب خیر و برکت تھے۔ [illegible] اگرچہ کسی ریاست سے آپ کا وظیفہ نہ تھا۔ مگر فتوحات آپ کو بہت تھی۔ [illegible] امداد کرنے کے لئے دو ہزار روپیہ ماہوار کرایہ مکانات آپ نے دیدیا ہے۔ اور [illegible] کا خرچہ بھی ہے۔ مسافران افغانستان کو کھانا بھی ملتا ہے۔ [illegible]

کوئٹہ شریعت لیجاتے تھے۔ مزاج میں جلال بہت تھا۔ اور کشف [illegible] شخص کے دل کا حال۔ اور قلبی خطرہ معلوم کر لیتے تھے۔ [illegible] فوراً ٹوک دیتے تھے کہ تیرے دل میں یہ خطرات [illegible]

آپ کو بعض [illegible] تھا۔ [illegible] جسکو [illegible]

Marfat.com

وہ سوانح حیات کا ملاحظہ فرمائیں۔ مزار آپ کا خانقاہ شاہ غلام علیشاہ میں آپکے دادا کے پاس ہے اور یہیں مزار مرزا جانجاناں صاحب و شاہ غلام علیصاحب کا ہے۔

مولانا شاہ رحیم بخش صاحب

آپ پنجاب کے رہنے والے تھے۔ اور مرید دوست محمد خاں صاحب کے تھے جو سرحدی علاقہ میں خاندان مجددیہ کی طرف سے مامور تھے۔ غدر ۵۷ء میں جب دوست محمد خاں صاحب کو معلوم ہوا کہ خانقاہ شریف دہلی میں خالی ہے اور کوئی سجادہ نشین نقشبندی وہاں نہیں ہے تو آپنے اپنے خلیفہ خاص مولانا رحیم بخش صاحب کو بھیجدیا۔ آپنے یہاں آکر خانقاہ شریف کا انتظام درست کیا۔ لنگر بدستور جاری کیا۔ نہایت متقی و پرہیزگار۔ عابد و زاہد۔ عالم باعمل تھے۔ سلسلہ پیری و مریدی جاری ہوا۔ سینکڑوں مرید آپکے شہر دہلی میں ہوئے آپ کا فیض روحانی تمام اہل شہر پر عام تھا۔ بعد وفات خانقاہ شریف میں آسودہ ہوئے۔

حضرت میرزا رحیم الدین صاحب

نقشبندیہ مجددیہ آپ دہلی کے رہنے والے تھے۔ آپکے والد والدہ نے انتقال کیا۔ تو آپ دس سال کے ہونگے۔ قرآن شریف پڑھ لیا تھا۔ جب آپ بارہ سال کے ہوئے تو آپ مرید حضرت شاہ مولانا احمد سعید صاحب کے ہوئے۔ شاہ صاحب موصوف نے جب ہجرت ہند سے کی تو آپ بھی اپنے پیر کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت ابوالخیر صاحب پیدا ہوئے۔ انکی پرورش اور غور و پرداخت آپکے سپرد ہوئی۔ آپکے پیر حضرت شاہ احمد سعید صاحب کا وصال ہوا۔ تو اسکے بعد بھی وہیں رہے۔ جب ابوالخیر صاحب نے سن تمیز و رشد حاصل کرلیا تو آپ وہاں سے ہند میں واپس آئے اور خانقاہ شاہ غلام علیشاہ میں اقامت گزیں ہوئے۔ ایک حجرہ بند کئے تلاوت قرآن شریف میں مشغول رہتے تھے

Marfat.com

اور جو فتوحات ہوئی۔ اہل محلہ کے غربا پر تقسیم کر دیتے۔ اور جمعہ جمعہ درود شریف پڑھواتے پیسے بڑوں کو اور کوڑیاں بچوں کو تقسیم کر دیتے۔ جمعہ جمعہ بچے بہت دور دور محلوں سے جمع ہو جاتے اور درود شریف پڑھتے رہتے۔ آپ انکی فرمایش کے بموجب انکو شیرینی اور کوڑیاں دیتے۔ جب ابوالخیر صاحب مکہ سے تشریف لائے تو اپنی جاری جگہ پر آئے آپ کو مرزا رحیم الدین صاحب کا یہ مجمع پسند نہ ہوا۔ کیونکہ بچے غل مچاتے تھے اور اس سے آپکے اوراد و وظائف میں فرق آتا تھا۔ ایک دن مرزا رحیم الدین صاحب خانقاہ کے دروازے سے سہارا لئے کھڑے تھے۔ اہل محلہ میں سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کس فکر میں کھڑے ہیں۔ کہا علیٰ ہٰذا مکان رہنے کے لئے چاہتا ہوں اور اسی غرض میں کھڑا ہوں انہوں نے بتایا کہ یہ سامنے کا مکان خالی ہے آپ اسکو لے لیجئے۔ آپ نے وہ مکان لے لیا اور خانقاہ سے اس مکان میں چلے گئے۔ یہ مکان ایک خانساماں کی ملکیت تھا جس کا انتقال ہو چکا تھا اسکی زوجہ بہت مقروض تھی۔ غرض اس سے یہ بات مقرر ہوئی کہ تم اپنے قرضخواہوں کو حکیم قاسم علیخاں کے پاس بھیجدیا کرو وہ بلا تحقیق قرض انکا ادا کر دیا کرینگے چنانچہ صاحب موصوف ادا کر کے رسید لیا کرتے تھے۔

شاہ رحیم الدین صاحب کو دیکر روپیہ ان سے لے لیتے تھے [illegible] ملکیت میں آگیا۔ آپ تلاوت قرآن شریف میں زیادہ وقت مصروف رہتے تھے [illegible] محی الدین صاحب ناظم صدر عدالت اورنگ آباد نے ایک قلمی قرآن شریف آپ [illegible] بطور نذر سلطان محبوب علی شاہ نظام حیدرآباد دکن کو دلوایا وہاں سے آپ [illegible] مقرر ہو گیا۔ ازاں بعد آپ پھر زیارت حرمین اور بغداد و کربلا [illegible] صاحب مرحوم۔ مولوی کرامت اللہ صاحب [illegible] صاحب حوالہ [illegible] تھے تشریف لے گئے۔ اور بعد فراغت [illegible] بلاد شام کے مقامات کی زیارت کی اور وہاں سے [illegible]

Marfat.com

بعد آپنے گویا عزلت نشینی اختیار کی مکان میں رہتے تھے اور تلاوت کلام مجید کا شغل تھا عالم ضعیفی میں آپ پر فالج کا اثر ہو گیا تھا۔ مگر جلد اس مرض سے صحتیاب ہو گئے۔ اچھے ہونے کے بعد آپ درود شریف کثرت سے پڑھتے تھے اور پڑھوا لیتے رہتے تھے۔ دوسری مرتبہ پھر فالج گرا۔ اور پھر تندرست ہو گئے۔ مگر کمزوری زیادہ بڑھ گئی۔ حاجت ملازم کی ہوئی جو کام کاج اور حوائج ضروریہ میں مدد دے مثلاً جائے ضرور لیجاوے اسلئے ایک ملازم رکھ لیا تھا جو ان کاموں میں مدد دیتا تھا۔ آپنے مرتے دم تک درود خوانی کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور اسکے بعد ابتک جاری ہے اے اللہ اسے تا قیامت جاری رکھ یہ آزو سعید کی ہے اور بس۔ مزار آپ کا خواجہ باقی باللہ میں ہے کتبہ ہے آپکے نام کا۔ خواجہ باقی باللہ کے نانا باقی کے پاس ہے۔

سرکار نظام سے آپ کو دو روپیہ یومیہ ملتا تھا۔ یہ رقم جمع ہو کر چوتھے مہینے آتی تھی مولوی محی الدین صاحب میر مجالس خلد آباد سے وصول کر کے روانہ کرتے تھے تیرہ روپیہ ماہوار کھانا پکانے والے کو دیتے تھے اور باقی رقم چھ یوم بھی کفایت نکرتی تھی پھر فتوحات پر کام چلتا تھا۔

جناب مولوی شرف الحق صاحب اپنا بیان یوں فرماتے ہیں کہ میں نے پاس انفاس کا ورد بکثرت کیا تھا۔ تو ہر وقت و ہر لحظہ مثل ہچکی کے میرا سانس چلتا تھا۔ اور میں اسکو ضبط نکر سکتا تھا۔ اس حالت کے سکون کے لئے شدہ رو حیران تھا۔ میں میرزا رحیم الدین کے پاس گیا تو پہلے انہوں نے مجھ سے کہا تو کیوں یہاں آیا۔ یہاں سے چلا جا۔ غرضکہ میں وہاں سے چلا آیا۔ پھر گیا۔ آخر کئی بار جانے پر انہوں نے فرمایا کہ تو محبوب الٰہی کے یہاں جا۔ اور میرا اسلام عرض کر۔ وہاں کی حاضری سے مجکو سکون ہو گیا۔

اور یہ بھی مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ جو کوئی مرزا صاحب کے ساتھ سلوک کرتا تھا۔ آپ دو چند اس سے سلوک فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ بھی انکا انداز ہے کہ مرزا صاحب

Marfat.com

موصوف نے قریب چار لاکھ روپیہ صرف کر کے لوگوں سے درود شریف پڑھوایا ہے۔ جبتک جیتے رہے آپ کا یہی طریقہ رہا۔ اور بعد وصال کے بھی یہی طریقہ ابتک جاری ہے۔ مؤلف کتاب ہذا جو حضرت موصوف سے شرف نسبت خواہرزادگی کی رکھتا ہے اس کام کا متکفل ہے خداوند قدوس اس میں روزافزوں ترقی دے۔ آمین۔ اور بعد میرے انشاء اللہ برخوردار حفیظ اللہ طول عمرہ اس کام کو انجام دیگا۔ باقی الغیب وعند اللہ۔

سلسلہ اویسیہ

حضرت سیّد حسن رسولنما

آپ خاندان اویسیہ میں سے ہیں۔ آپ کی توجہ لڑکپن سے شباب تک خرچ کرنے پر ہی مبذول رہی۔ آپ کی نظر میں دنیا اور اہل دنیا کی ایک خس کے برابر بھی وقعت نہیں تھی۔ ایام خوردسالی میں آپ غربا سے میل رکھتے تھے اور امیرزادوں سے متنفر رہتے۔ جب آپ کے والد کا انتقال ہوا تو سرکاری طور پر اپنے والد کے منصب پر مقرر ہوئے تو آپ کا یہ طریقہ تھا کہ جو چیز بھی ہاتھ آتی مسکینوں کی نذر فرماتے۔

کہتے ہیں کہ ایک دن آپ نے یہ حدیث قدسی سنی کہ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا جو شخص ایک بالشت بھر مجھ سے نزدیک ہو تو میں گز بھر اسکے نزدیک ہوتا ہوں۔ غلبہ عشق و محبت میں آپ نے اپنے ہاتھوں اور دستخطوں پر خدا یا میں تو یہاں پہنچ گیا ہوں۔ تو وہاں سے بھی اس سے بھی کسی [illegible] اس طرح فریاد کرکے اور روتے جھکاتے سرکر مسافروں [illegible] کے دل پر رقت طاری ہوتی تھی۔ آپ کا بدن اس تک و دو میں کانٹوں کے چبھنے سے چاک چاک ہو گیا۔

اے سعید بھی اپنا چاہیئے کہ عاشقوں سے جو بات غلبہ شوق میں سرزد ہوا ہے

Marfat.com

مواخذہ نہیں کیا جاتا۔ حق تعالیٰ کے سامنے جو کلمات عاشقان صادق زبان پر لاتے ہیں وہ سب اپنی پارسائی کی وجہ سے نہیں ہوتے بلکہ عشق و محبت کا جوش ہے۔

ہر کہ کرد از جام حق یک جرعہ نوش	سنے ادب ما ماند در وے نے عقل و ہوش

آپ کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ تقرب حاصل تھا کہ جسکو چاہتے تھے آپ کی زیارت سے مشرف کرا دیتے تھے۔ اسی سبب سے "رسولنما" آپ کا لقب تھا۔ آپ کا مزار بھی زیر آسمان واقع ہے اور مزار شریف کے سرہانے یہ شعر کندہ ہے ؎

حسن رسولنما افتخار آل حسن	اویس قرنی ثانی و ثالث حسنین

آپکے خلفا کے یہ نام ہیں۔ شاہ محمد سعید صاحب۔ سید محمد ابراہیم صاحب۔ سید شجاعت خان اور شبان المعظم کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔ آپکے برادر سید عنایت حسین صاحب۔ اور سید احمد حسن صاحب سجادہ نشین ہیں۔ اور جن صاحبان کو آپ کا زیادہ حال معلوم کرنا ہو تو وہ کتاب مناقب الحسن رسولنما دیکھے۔

آپکے مزار مبارک کے گرد بڑے رقبہ میں فصیل بنی ہوئی ہے وہ تمام سنگ خارا کی ہے مگر اب زیادہ حصہ اس کا شکستہ ہو گیا ہے۔ میر عنایت حسین صاحب سجادہ نشین نے ایک درخواست معرفت حسن نظامی صاحب اسکی مرمت کے لئے حضور نظام دام سلطنتہ کی خدمت میں گزرانی ہے۔ امید ہے کہ گورنمنٹ نظام اپنی دریا دلی اور نگہبان دین کی خدمت سمجھ کر اسکی کافی مرمت کرا دیگی۔ اور یہ مقام اب نئی دہلی کے وسط میں آگیا ہے۔

صوفی سرمد شہید و مزار ہرے بھرے صاحب

جہاں نما عرف جامع مسجد دہلی کے مشرقی دروازے کی سیڑھیوں سے اتر کر کسی قدر شمال کی جانب چند قدم پر صوفی سرمد کی سرخ رنگ کی قبر پر چادر ہوتی ہے۔ جناب ہرے بھرے

Marfat.com

صاحب قدس سرہٗ کے مزار پر سبز چادر ہے۔ یہ دونوں بزرگ اورنگ زیب کے زمانہ میں تھے صوفی سرمد آپ صاحب جذب و سکر و مستی و استغراق و محبت تھے۔ برہنہ رہتے تھے! بادشاہ عالمگیر نے برہنہ رہنے پر باز پرس کی۔ آپ نے یہ رباعی فرمائی ؎

آنکس کہ ترا سر بسلطانی داد	ما را ہمہ اسباب پریشانی داد
پوشاند لباس ہر کرا عیبے دید	سبحانک عیباں را لباس عریانی داد

علمائے وقت نے فتوائے قتل دیا۔ متقل ہوئے تو یہ شعر پڑھا ؎

سر جدا کردن ز تنم شوخے کہ با ما یار بود	قصہ کوتاہ گشت ورنہ دردسر بسیار بود

مخدوم شیخ کاظم شطاری عرف مہرے بھر

کہتے ہیں کہ آپ سہ بانہ صاحب کے پرانے سنبرواری کے رہنے والے تھے۔ چشتیہ نظامیہ خاندان کے مجاز تھے۔ شاہجہاں کے زمانہ میں دہلی میں آئے تھے۔

حضرت میاں شاہ محمد حسین صاحب المتخلص بہ علام حسین

آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ عبدالکریم صاحب اوچی قلندر تھے۔ والد آپ کے [illegible]
شہر ترمذ سے تھے کسی وجہ سے شاہجہاں آباد [illegible]
قصبہ ہوڈل [illegible] قطب الدین علیہ [illegible]
میں اپنے والد صاحب سے تحصیل علوم کر کے [illegible]
مشغول رہے۔ پھر بزیارت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی [illegible]
چلکر اجمیر شریف قریب پچیس سال کے اقامت گزیں [illegible]
اتفاق ہوا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک رات بوقت [illegible] خواجہ بزرگ مشرف ہوا۔ بادب و غلط
سعادت بیعت حاصل کی۔ اس وقت حال [illegible] خواجہ بزرگ کی نظر التفات [illegible]

Marfat.com

پھر باشارت خواجہ بزرگ شاہجہاں آباد پہنچکر نور محمد نامی درویش کہ مرید شیخ عبد الکریم تھے فروکش ہوا۔ اُن سے اوصاف حمیدہ حضرت عبد الکریم سنکر جوشِ قدمبوسی پیدا ہوا۔ اور شہر رامپور پہنچا۔ اور ہمراہ حافظ عبد الرحمٰن مرید حضرت موصوف شرف اندوز ملازمت حضرت شیخ ہوا۔ اور چند مدت حاضر حضور رہکر شرف بیعت وخلافت حاصل کیا مزار دہلی میں ہے

حضرت شیخ حبیب الدین

برادر حقیقی اور خلیفہ راستین حضرت گنج شکر ہیں۔ ۷۰ سال دہلی میں رہے مگر اس عرصہ میں کسی دنیا دار کے گھر نہیں گئے۔ دولت مند اور غریب آپکے آگے یکساں تھے۔ سلسلہ قادریہ فردوسیہ سے آپکا تعلق تھا۔

بزرگین مومن نیک بیبیوں کا بیان

بی بی زلیخا

آپ والدہ ماجدہ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں۔ بڑی مجیب الدعوات تھیں۔ یہانتک کہ اگر حضرت نظام الدین اولیا کو کوئی مشکل پیش آتی تھی تو آپ کی دعا سے فوراً حل ہوجایا کرتی تھی۔ چار دیواری پختہ میں آپ کا مزار ہے۔ اور یہ درگاہ بی بی نور کے صحن میں چبوترہ پر ہے۔ اور اسکے برابر آپکی صاحبزادی حبت کا مزار ہے۔ چبوترہ کے نیچے آپکی نواسی آسودہ ہیں۔

درگاہ حضرت بی بی نور

یہ درگاہ بہت مشہور ہے اور اسی میں حضرت بی بی زلیخا کا مزار ہے۔ روضۃ الاقطاب میں

Marfat.com

بیس بی بی نور و بی حور کو جو آپکی حقیقی بہنیں تھیں ان دونوں کو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی صاحبزادیاں لکھا ہے۔ بعض اصحاب اسکو نہیں مانتے۔ مگر یہ بات کمالیں کے آپکے قرب و جوار میں مزارات ہونے سے اس کا انکار بھی نہیں ہو سکتا آپ کا عرس شریف بھی ہوتا ہے۔ شہر کے بہت لوگ آپکے عرس میں شامل ہوتے ہیں اور برکات دینی و دنیوی حاصل کرتے ہیں۔

بی بی صاحبہ شہر خموش

آپ اپنے بھائی کے ساتھ غزنی سے آئی تھیں۔ آپکے بھائی اور دیگر مسلمان لڑائی کفار میں شہید ہوئے۔ اور آپنے دعا درگاہ رب العالمین میں مانگی کہ میں بھی شہید ہو جاؤں۔ دعا قبول ہوئی۔ اور زمین میں پوشیدہ ہو گئیں۔ آپکے بھائی نے آنکر دیکھا کہ حضرت بی بی کا گوشہ دامن شہر خموش سے باہر نکلا ہوا تھا۔ اور باقی تمام وجود آپکا پوشیدہ کا گیا تھا۔

بی بی فاطمہ سیام

اولیاء اللہ میں سے ہوئی ہیں شیخ فرید الدین گنجشکر علیہ الرحمۃ انکے بھائی کو سلطان المشائخ انکے روضہ میں ذکر و شغل کرتے تھے۔ بی بی شام اور بی بی صاحبہ کہتے ہیں۔ بعض لوگ حضرت سلطان المشائخ بھی بتاتے ہیں۔ کیا تعجب ہے کہ حضرت شیخ گنج شکر نے

۱۰ شعبان المعظم کو آپکا [illegible]

سیدوں کا کچا رہتہ نوشاہ گنج

Marfat.com

طرف واقع تھی۔ اب نہیں ہے۔ آپکے مزار پر عظیم الشان درختوں نے سایہ ڈال رکھا ہے۔

جہاں آرا بیگم صاحبہ

آپ شاہ جہاں کی بیٹی ہیں۔ رات دن یاد الٰہی میں بیچین رہتی تھیں۔ یاد الٰہی سے انکو کام تھا۔ اور آپ کو خواجگان چشت سے نہایت اعتقاد تھا۔ اور تین کروڑ کا اپنا تمام مال و اسباب یہاں کے خادموں کو دیکر یہ زمین اپنے مدفن کو مول لی تھی۔ لیکن عالمگیر نے دو کروڑ روپیہ اُس میں سے لے لیا۔ اور کہا کہ تنہائی سے زیادہ میں وصیت جائز نہیں اور یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ اس مجبر کو جہاں آرا بیگم نے اپنے سامنے بنایا تھا اور اُنکے لوح مزار پر یہ عبارت بخط نسخ کندہ ہے ؎

بغیر سبزہ نیوشد کسے مزار مرا	کہ قبر پوش غریباں ہمیں گیاہ بس ست

آپ مجبر سر سے پاؤں تک سنگ مرمر کا ہے۔ اور جالیاں بھی سنگِ مرمر کی ہیں نور کا لقعہ یا ایک موتی کا ٹکڑہ معلوم ہوتا ہے۔ چاندنی رات میں عجب کیفیت معلوم ہوتی ہے فردوسِ بریں کا سماں دکھائی دیتا ہے۔ سنہ ۱۰۹۳ھ میں تعمیر ہوا ہے جہاں آرا بیگم بنت حضرت شاہجہاں نہایت خوش اعتقاد اور عالمہ و فاضلہ تھیں۔ پیرانِ عظام چشت سے اُنکو کامل اعتقاد تھا۔ زیارت اجمیر شریف کا حال کتاب معین الارواح میں آپنے تحریر فرمایا ہے اُسکے دیکھنے سے آپکی خوش اعتقادی کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ نور ایمان زیادہ ہوتا ہے۔ روح تازہ ہوتی ہے۔ طالب کو چاہیئے کہ اُسکو دیکھے اور بصیرت حاصل کرے۔

خانم صاحبہ

آپ باعتبار صفائی باطن کے ہزار مردوں سے بہتر تھیں۔ آپ کا مسکن بلی ماروں میں

Marfat.com

قریب حویلی شیر افگن خان کے تھا۔ خاص و عام آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حاجات ضرورت کے متعلق سوال کرتے تھے۔ جواب میں جو آپ کی زبان سے نکلتا وہی اکثر ہوتا تھا۔ نہایت بزرگ تھیں۔ جذب مزاج پر غالب تھا۔ مگر نہ اسقدر کہ از خود رفتگی کی حالت ہو جائے۔ جائے مدفن معلوم نہیں۔

رائے پتھورا کی صاحبزادی

ازلی سعادت کیش مومنہ تھیں۔ جب حضرت حاجی بابا روزبہ ہندوستان میں تشریف لائے تو یہ زمانہ رائے پتھورا کا تھا اور ہندوستان خصوصاً نواح دہلی میں مسلمانوں کا نام و نشان نہ تھا۔ آپنے زیر قلعہ رائے پتھورا ایک جھونپڑی ڈالکر قیام کیا۔ اس وقت کے پنڈتوں اور نجومیوں نے آپکے آنے کو فال بد سمجھا۔ اور راجہ سے کہا کہ اس شخص کا یہاں آنا اچھا شگون نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب یہاں عملداری مسلمانوں کی ہونے والی ہے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ حاجی روزبہ اوش کے رہنے والے اور کامل ولی اللہ تھے۔ رانی آپکے نورانی چہرے اور طریق عبادت کو غور سے دیکھا کرتی تھی۔ آخر بتائید ایزدی و توفیق ربانی آپکے دست حق پرست پر ایمان لائی اور مومنین صالحات میں سے ہو گئی۔ حاجی روزبہ کا مزار ابتک زیر قلعہ رائے پتھورا۔ بالائے خندق زیارت گاہ عوام و خواص ہے اور اسی کے قریب رائے پتھورا کی صاحبزادی کی قبر ہے۔ جبتک حاجی روزبہ زندہ رہے ہزاروں ہندوؤں نے آپکے فیض سے اسلام قبول کیا۔ روز بروز شوکت اسلام کی زیادہ ہوتی گئی۔

یہ روایت بھی زبان زد خاص و عوام ہے اور بتواتر چلی آتی ہے کہ جب راجہ نے اسلام قبول کیا تو اسکی سہیلیاں اور خواصیں [illegible] پریشان ہوئیں اور راجہ کے پاس جانا اور اسکو منہ دکھانا پسند نہ کیا۔ وہ سب کی سب ایک کنوئیں میں ڈوب کر گئیں یہ کنواں ابتک منار ہو گیا ہیں موجود ہے جو قلعہ کی حدود میں ہے۔

Marfat.com

بائی جی

یہ ایک باکمال عورت تھیں۔ شہر شاہجہاں آباد میں قریب عیدگاہ ایک محلہ نیڑی میں آپ کا قیام تھا۔ تمام عمر آستانہ میں بسر کردی۔ معلوم نہیں آپ کا اصلی نام کیا تھا۔ لیکن سب بائی جی کے نام سے مشہور کرتے تھے۔ اثنائے کلام میں اکثر آیات قرآنی آپکی زبان پر جاری ہوتی تھیں۔ خصوصاً اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَر۔ شروع تھا کہ جب کوئی اپنے مطلب کیواسطے انکے پاس گیا تو مقررہ کوزیاں اس مال میں سے جو انکے پاس لیجاتا علیحدہ کرکے ستر دفعہ زمین پر رکھ کے زمین سے اٹھاتیں اور ہر دفعہ آیت انا اعطینا کی پڑھتی جاتیں۔ جو کچھ دل میں آتا سائل کو کہہ دیتیں۔ لیکن قدرت الٰہی کو دیکھئے کہ جو اس وقت انکی زبان سے نکلتا بعینہٖ وہی امر وقوع میں آتا۔

والدہ صاحبہ مولانا شوکت علی و محمد علی

بڑی پارسا و پاکباز صاحب دل ضعیفہ خاتون تھیں۔ خاندان نقشبندیہ میں ارادت رکھتی تھیں۔ مولانا ابوالخیر صاحب نقشبندی مجددی کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں۔ مولانا کی صاحبزادوں کو وصیت کرگئی تھیں کہ مرنے کے بعد مجھکو خانقاہ شریف میں جگہ دینا چنانچہ انتقال کے بعد دونوں صاحبزادوں نے مولانا محمد علی سے تذکرہ کیا۔ اور وہ حسب وصیت خانقاہ حضرت شاہ غلام علی شاہ میں مدفون ہوئیں۔ مہاتما گاندھی بھی اُن کی تجہیز و تدفین میں شریک تھے۔ اور کثیر آدمیوں کا مجمع تھا۔

Marfat.com

حصہ دوم

مساجد و مقابر

اس میں دہلی کی قدیمی مسجدوں اور مقبروں کا حال درج ہے

مؤلفہ

مولوی احمد سعید صاحب پوسٹ ماسٹر کا نشان

سنہ ۱۳۵۴ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بزرگان دین کا حال لکھنے کے بعد یہ ضروری معلوم ہوا کہ دہلی کی مساجد کا بھی کچھ حال درج کیا جائے۔ کیونکہ یہ مسجدیں تعمیر اور تاریخ کے لحاظ سے یادگار زمانہ ہیں۔ اور دنیا میں بیٹھ ہیں۔ انکی خوشنمائی اور استحکام اُس پر نفاست اور نزاکت سیاحان روئے زمین کو محو حیرت بنا دیتی ہے۔ اور وہ انگشت بدنداں رہجاتے ہیں۔

اس حصہ کو ہم نے تین باب پر تقسیم کیا ہے۔

پہلے باب میں مساجد کا بیان ہے۔

دوسرے میں بادشاہوں کے مقبروں کا حال ہے۔ یہ وہ اسلامی بادشاہ ہیں جو کہ اپنی عظمت و شان کے لحاظ سے دنیا میں ہمتاں گذرے ہیں۔

تیسرے باب میں قلعہ معلی کی مشہور اور دلچسپ عمارتوں کا بیان ہے۔ مساجد کا بیان ہم جامع مسجد سے شروع کرتے ہیں۔

دہلی کی جامع مسجد

کتبہ میں اس جامع مسجد کو مسجد جہاں نما لکھا ہے۔ قلعہ سے ہزار گز کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے۔ مسجد اس انداز سے بنائی گئی ہے کہ وہ پہاڑی اس میں چھپ گئی ہے اور ایک اور پہاڑی اس پہاڑی کے مقابل واقع تھی جس پر

Marfat.com

اب مکان بنے ہوئے ہیں اور بھوجلا پہاڑی کہلاتی ہے) بنانے والے اِس مسجد کے
شاہجہاں بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ایسی خوش وضع مسجد روئے زمین پر
نہیں۔ تمام ایک رنگ سنگ سرخ کی ہے۔ اور جابجا سنگ سرخ میں دھاریاں سنگ
مرمر کی ہیں۔ اور برج اور فرش مسجد میں سنگ مرمر میں جدول سنگ موسی کی ہے۔
دیوار طاق کنگورہ ایک سیدھ سے خالی نہیں سب جگہ سے ایک سی اونچائی ہے۔
ہاں مغرب کی جانب جو موذن اذان دیتے ہیں وہ دراس صفت سے خالی ہیں
معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں یہ اذان دینے کو بنائے ہیں جس میں مسجد کی صنعت کا
خیال نہیں کیا ہے بعد کے لوگوں نے) دسویں شوال سنہ ۱۰۶۱ھ میں اس مسجد کی بنیاد
باہتمام سعد اللہ خان دیوان اعلیٰ اور فاضل خان کارکن کے پڑنی شروع ہوئی۔ اور ہر روز
پانچہزار مردور راج بیلدار سنگ تراش کام کرتے تھے۔ باوجود اس اہتمام وسعی کارکنان
کے چھ برس میں دس لاکھ روپیہ خرچ ہو کر مسجد تمام ہوئی۔ اسکے تین گنبد ہیں نہایت خوشنما
بیسوی نوے گز کے طول اور تیس گز کے عرض میں اندر کو سات محرابیں اور باہر صحن کی طرف
پیش طاق کئے ہیں نہایت بلند ہے اس جدا بنا نہایت مشکل کا سامنا ہے۔ اور باہر صحن کی طرف
پانچ پانچ در ادھر اودھر ہیں۔ بڑے در پر دونوں جانب بطور طغرا یا ہاوی لکھا ہوا ہے۔ اور
باقی دروں پر کتبہ نام نامی شاہجہاں اور تاریخ تعمیر اور زر مصارف کھدا ہوا ہے۔ الحاصل
ان کتبوں کو لکھا جاتا ہے وہ خط نسخ میں ہیں۔ گو خط نستعلیق کی بہ جاوٹ
ہوئی ہے مگر شاید اس کہ مذہبی عمارت میں عربی خط ہی موزوں ہو [illegible]
ہیں گو زبان اسکی فارسی ہے۔ ہم صاف خط عربی رائج الوقت میں
تاکہ پڑھنے میں سہولت رہے۔ اور بالمقابل اس کا ترجمہ [illegible]

کتبہ در اول از طرف شمال

بفرمان شہنشاہ جہان بادشاہ زمین و زمان | اتمام شاہجہاں بادشاہ [illegible] کے

Marfat.com

گیہان خدیو کشور ستان خداوند گردون
توان عروس قوانین عدل و سیاست
مشید ارکان ملک و دولت بسیار دان
عالی فطرت قضا فرمان قدر رفعت
فرخندہ رائے خجستہ منظر فرخ طالع
بلند اختر آسمان حشمت انجم سپاہ
خورشید عظمت فلک بارگاہ ؛

حکم سے۔ جو کہ ساری دنیا کا بادشاہ ہے۔ ملکوں کا
فتح کرنے والا ہے۔ صاحب آسمان کی سی قوت والا
انصاف اور سیاست کے قانون کو مضبوط کرنیوالا ہے
ملک اور سلطنت کا مستحکم کرنیوالا۔ ذی علم بلند فطرت والا
قضا جیسا حکم رکھنے والا۔ بڑی قدرت والا مبارک رائے والا
مبارک صورت مبارک نصیبہ والا۔ بلند ستارہ آسمان کا دبدبہ
رکھنے والا۔ ستاروں جیسی سپاہ کا مالک سورج جیسی بزرگی اور آسمان جیسے
خیمہ والا۔

کتبہ دوسرے در کا

مظہر قدرت الٰہی۔ مورد کرامت نامتناہی
مظہر کلمۃ اللہ العلیا۔ مروج الملۃ الحنفیۃ
البیضاء ملجاء الملوک والسلاطین۔ خلیفۃ
اللہ فی الارضین النجاتان الاعدل الاعظم
والقان الاجل الاکرم ابو المظفر شہاب الدین
محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ
غازی لازالت رایات دولتہ منصورۃ و
اعلام حشمتہ مقہورۃ۔ کہ دیدۂ بصیرت
حق بینش از شعشعۂ انوار ہدایت انما
یعمر مساجد اللہ

وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے بے انتہا
کرامتوں کا منبع ہے۔ اللہ کے بلند کلمہ کا ظاہر کرنیوالا اور روشن طریقہ
حنفیہ کا رواج دینے والا ہے۔ بادشاہوں اور سلطانوں کی
جائے پناہ ہے زمینوں پر خدا کا خلیفہ ہے۔ بڑا بادشاہ عادل کرنیوالا
اور بہت بڑا سلطان عزت والا ابو المظفر شہاب الدین محمد
صاحبقرانی ثانی شاہ جہان بادشاہ غازی اسکا
جھنڈا ہمیشہ فتحیاب رہے۔ اور اسکے دشمن ہمیشہ ذلیل
رہیں۔ کہ اسکی حق دیکھنے والی آنکھیں ہدایت کے
نوروں کی روشنی (یعنی کلام الٰہی کی آیت جس نے
اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کیا

کتبہ درسویم

ومن امن باللہ والیوم الاخر مستنیر است
اعینہ ضمیر صدق کہ بینش از شعشعۂ

تیسرے در کا کتبہ

اور جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا۔ اس کے
روشنی حاصل کرنیوالی ہیں اسکے سچائی قبول کرنیوالے دل کا آئینہ

Marfat.com

مِشکوٰۃ رِوَایت اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا، فُرُوغِ بِدِیں اِیں مَسْجِدِ کوہ اَسَاس گردوں مماس کہ کَرِیْمَۃٌ لِمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی، بیان بُنْیَانِ بَائِدَارِ اوست وَبَیِّنَۃٌ وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ کَتَابَۂ اِیْوَانِ اُسْتُوَارِ اُو، وَقِمَّۃٌ قُبَّۂ فَلَک شَانَش اَز طَبَقَاتِ آسمان گذشتہ، وَشَرَفَۃٌ طَاقِ سِپہر نشانش بَاوْج گیران بَپیوستہ

حدیث "اللہ کے نزدیک پسندیدہ مکان مسجدیں ہیں" کہ چراغ کی روشنی سے منور رہے۔ یہ مسجد پہاڑ جیسی آسمان سے سر لگانے والی کہ آیت شریف "یہ مسجد ہے جسکی بنیاد تقوے پر رکھی گئی ہے" اسکی بنیادوں کی پائداری کے بیان میں ہے اور (دوسری) آیت شریفہ "اور ہمنے زمین میں پہاڑ ڈالے تاکہ وہ نہ جھک جائے" کتبہ اسکے مضبوط ایوان کا ہے اسکے گنبد کا آسمان کی شان والا کلس آسمان کے طبقوں سے گزر گیا ہے۔ اور اسکے قبہ کا کنگرہ جسکی شان آسمان جیسی ہے زحل ستارہ کی بلندی سے جا ملا ہے۔

کتبۂ در چہارم

گر رِطَاق وقُبّہ و مقصورہ اَش جُوئی نِشَان ہیچ نتوان گفت غیر از آسمان و آسمان گر نبودی قبّہ گردوں نبودی تا نیَش طَاق بودی طاق گر جُنبش نبودی کہکشاں فروغ شمس و بیش طاق جہاں نمایش روشنی بخش مصابیح سماوات پرتو کبس گنبد عالم ازایش نور افزائی قنادیل جنات سبز سنبلِ ہر مرش چون خضر مسجد اقصیٰ مرقات

چوتھے در کا کتبہ

اگر تو اسکے طاق اور قبہ اور مقصورہ کا نشان ڈھونڈھے تو (بلندی میں) سوائے کہکشاں اور آسمان کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے اگر آسمان اسکے گنبد کا ثانی نہ ہوتا تو وہ کہکشاں نہ ہوتا اور اگر اسکے طاق کی جنبش کہکشاں نہ ہوتی تو وہ نہ ہوتا اسکے پیش طاق کے کنگرہ کا سورج اور آسمانوں کے چراغ کو روشنی بخشنے والا ہے اسکے گنبد عالم [illegible] سایہ نبات کی قندیلوں سے [illegible] اس کا [illegible]

کتبہ در پنجم مقاصیر قاب قوسین او ادنیٰ

پانچویں در کا کتبہ

Marfat.com

محرابِ فیض گسترش مانند صبح صادق
کشادہ پیشانی بشارت رسان ولقد
جاءھم من ربھم الھدیٰ، ابوابِ رحمت
اما لیش صلای واللہ یدعوا الی دار
السلام بہ سامعِ خاص وعام رسانیدہ
ومنارہ سپہر مہدا دین ندائی وتجزی
الذین احسنوا بالحسنیٰ آذر واق گنبدِ
فیروزہ فام گذارانیدہ، سقف رفیعہ
باصفائیش تماشا گاہِ روحانیانِ حکم
آفلاک

بزور رشتہ کتبہ یا ھادی بخط طغرا نوشتہ

کتبہ در ہفتم

صحن وسیع دلکشائیش سجدہ گاہِ پاک
نژادان معمورہ خاک روح فضائے فیض انتما
وطیب ھوائے روح افزائیش از روضہ
رضوان حکایتہ کند وعنبر وبت حلا
معین حوض دلنشینش لطافت اکائیش
از چشمہ سلسبیل خبر دادہ در روز
جمعہ دہم شہر شوال سال ہزار و ششصت
وہجری موافق سال چہارم از دور دوم بجلوس
میمنت مانوس بمساعت خجستہ

اُسکی فیض پہنچانے والی محراب صبح صادق کی طرح کشادہ پیشانی
سے والقد جاءھم من ربھم الھدیٰ (اور البتہ آئی تمہارے رب
کی طرف سے ہدایت) کی بشارت پہنچانے والی ہے۔ اُس کے
رحمت سے بھرے ہوئے دروازے۔ واللہ یدعوا الی دار السلام
(اور اللہ بلاتا ہی تمکو سلامتی کے گھر کی طرف) کی ندا خاص وعام
کے کانوں میں پہنچاتے ہیں۔ اُسکے آسمان مدار منارے
آواز ویجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ (اور احسان کرنیوالوں
کو جزا احسان کی دیجاویگی) کی آسمان نیلی رنگت والے سے
پرے پہنچاتے ہیں۔ اُسکی صاف بلند چھت آسمان کے
کروبی فرشتوں کی تماشا گاہ ہے۔

چھٹے دیوان ہادی کا طغرا لکھا ہوا ہے۔

ساتویں در کا کتبہ

اُس کا بڑا کشادہ صحن معمورہ خاک (دنیا) کے پاک خصلت لوگوں
کی روح کا زیادہ کرنیوالا فیض سے بھرنیوالا اور سجدہ گاہ ہے
اور اُسکی خوشبودار ہوا روح کی زیادہ کرنیوالی روضہ رضوان (جنت)
کی یاد دلاتی ہے۔ اور اُسکے دلنشین حوض لطافت سے بھرے
ہوئے کا میٹھا پانی چشمہ سلسبیل کی خبر دیتا ہے۔ جمعہ کا دن
دسویں ماہ شوال کی سنہ ۱۰۶۰ھ مطابق چوتھے سال تیسرے دور
(ایک دور شاہی حساب سے بیس برس کا ہوتا ہے تو دو دور چار
برس کے ۲۴ سال ہوئے یعنی) سنہ ۲۴ جلوس شاہجہانی میں
جو کہ مبارکی سے ملا ہوا تھا۔ اور مبارک گھڑی میں۔

Marfat.com

کتبہ در ہشتم

وطابع شایستہ سرمایۂ ابتنا و پیرایۂ
تاسیس یافت ودر عرض مدت شش سال
بحسن سعی کاردیدہ کاران کارہا و فرط اعتنا
واہتمام کارفرمایان صاحب اقتدار و بذل
جہد استادان ماہر دانشور و فور کوشش
پیشہ کاران چابکدست صاحب ہنر و
انفاق مبلغ دہ لک روپیہ صورت انجام
وطرا ز اختتام پذیرفت و مقارن اتمام
در روز عید فطر

کتبہ دہم

بفرقدوم اقدس پادشاہ ظل اللہ صافی نیت
خدا گاہ زیب و زینت گرفت و افاضت
نماز عید و ادائی وظائف اسلام چون
مسجد الحرام در روز عید الضحی مرجع
طوائف انام گردید و مبانی اسلام و
ایمان را متانت و رصانت کرامت کرد۔
کسیاحان ربع مسکون و مسالک نوردان
کوہ ہامون ازاستلام رکنی یمانی و رکنی
در ثنیۂ بصر

آٹھویں درکا کتبہ

اور نیک وقت میں بنیاد رکھنے کے زیور سے آراستہ ہوئی
اور چھ سال کی مدت میں کارپردازوں کی نیک کارگزاری
اور صاحب اقتدار حکام دینے والوں کی جی کوشش سے
اور جاننے والوں استادوں اور عقلمند کام کرنیوالوں
کی جانفشانی۔ اور چابکدست ہنروروں کی سعی سے
اور دس لاکھ روپے کے خرچ سے صورت انجام
کی اور نقش ختم ہونے کا حاصل ہوا۔ اور فوراہی تعمیر
ختم ہونے کے بعد
عید فطر کے دن۔

نویں درکا کتبہ

بادشاہ سایۂ خدا صافی نیت۔ خدا کے سایہ [illegible]
کے قدموں کے برکت سے [illegible]
اور نماز عید اور اسلام کے وظیفوں کے ادا کرنے سے
مسجد حرام کی مانند عید قربان کے دن عید کے دن
لئے مرجع بن گئی۔ اور اسلام اور ایمان کی [illegible]
استحکام اور مضبوطی حاصل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

کتبہ در درہم

وَقِرأَتِ خِیال مُرتَسِم نگشتہ وَحَقائِق
گُذاران وِقائِع دہم فِکرت پَردَازانِ
نظم و نثر را کہ سَوانِح نِگاران بَدائِع
اَربابِ مُلک و دَولت وصَنائِع شِناسان
اَصحابِ حَکمت وقُدرت اَند اَفراختہ
بِنائی باین شِکوہ وعَظمت بَر زبانِ
قَلم وقَلم زبان نگذشتہ، فَرازِندہ گاخ
ھَستی وطِراز اِندہ بَلندی وکِیہتی این
بُنیانِ رَفیع را کہ قُرۃ العَین بِینش وزِینت
بخش گاہ خانۂ اَفرِینش است

کتبہ در پانزدہم

پایاں دِہ اُفتادہ صَدائی تَسبِیح مُسَبِّحانش را
ھَنگامہ اَرائی ذاکِران مَجامِع مَلَکُوت و
زَمزَمۂ تَھلِیل مَھلاً دَمَش را اِنشاط اَفزائی
بَزمِ مُعتَکِفانِ جَوامِعِ جَبرُوت وَدَوس مَنابِرِ
جَھان را بخطبۂ دَولت جاوِید طِراز این
دَادگَر دِین پَرور کہ بِمَیامِنِ ذاتِ مُقَدَّس
مُبارَکش اَبوابِ اَمن واَمان بَر رُوئے
رُوزگار گُشادہ اَست اَراستہ دَارَاد
بِحَقِّ الحَق وَاَھلِہٖ (کتبہ نور اللہ اَحمد)

دسویں در کا کتبہ

اور خیال کے آئینہ میں رونما نہیں ہوئی۔ زمانے کے
حالات لکھنے والے مورخوں کی — اور نظم و نثر کو اپنے
فکر سے آراستہ کرنے والے شاعروں کی۔ اور ملک و دولت
کے لائق سوانح نگاروں کی — اور وہ صاحب قدرت
لوگ جو صنعت کی خوبیوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اُن
لوگوں کی۔ یہی بلند عمارت اِس شکوہ و عظمت کے ساتھ
قلم کی زبان یا زبان کی قلم پر نہیں گزری۔ بلند کرنیوالے
قصر ہستی کا اور آراستہ کرنیوالا بلندی و پستی کا (یعنی
خداوند قدوس) اِس بلند عمارت کو کہ نیلی نگاہ کی
اور زینت دینے والی دنیا کی ہے۔

گیارھویں در کا کتبہ

ہمیشہ قائم رکھ کر اس کے تسبیح پڑھنے والوں کی آواز
کو فرشتوں کی محفلوں کا آراستہ کرنے والا اور (اس میں)
لا الہ الا اللہ کہنے والوں کے زمزمہ کو عالم جبروت کے
اعتکاف کرنیوالوں کی بزم کا خوشی زیادہ کرنیوالا کرے
اور جہاں کے ممبروں کو اس انصاف کرنیوالے اور ہمیشہ
دولت کے ساتھ رہنے والے بادشاہ کے خطبہ سے کہ اسکی ذات
مقدس کی برکت سے دروازے امن و امان کے زمانہ کے
پر کھلے ہوئے ہیں آراستہ رکھے۔ بطفیل سورہ الحق اور
اور اسکے اہل کے۔ کاتب الحروف نور احمد)

Marfat.com

مسجد کی تعریف کا حق تو کتبوں میں ادا ہو گیا ہے۔ اب ہم ناظرین کتاب کے لئے عمارت کا مختصر بیان کرتے ہیں۔ اِن دروں کے دونوں طرف مینارے ہیں نہایت بلند اور بغایت خوشنما اور اُن میں زینہ بنے ہوئے ہیں کہ اُس راستے سے مینار کے اوپر چلے جاتے ہیں اور اُس مسجد کے تین دروازے بڑے عالیشان ہیں اور اُن دروازوں صنچیاں اور زینہ بنے ہوئے ہیں کہ اُن سے صنچیوں میں اور پھر میناروں میں چلے جاتے ہیں یعنے میناروں پر جانے کے لئے ہر سہ دروازوں میں سے جا سکتے ہیں۔ پہلے دالانوں کی چھت پر جا کر پھر فرش مسجد کی چھت پر جا کر جا کر جانا ہوتا ہے۔ میناروں کے اوپر بارہ دری کی برجیاں سنگ مرمر سے نہایت دلکشا دلربا بنی ہوئی ہیں۔ اِن میناروں پر چڑھنے سے شہر کی عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ گویا دھوبی کے کپڑے ہیں کہ دھوپ میں سکھائے جا رہے ہیں۔ بڑے بڑے مکان چھوٹے چھوٹے نظر آتے ہیں سچ پہلے شہر کی آبادی جب فصیل کے اندر تھی تو شہر مثل کٹورے کے معلوم ہوتا تھا۔ اب جو نئی دہلی انگریزوں نے بسائی ہے وہ بالکل یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوسوں کھیڑے سو کھے رہے ہیں۔

پہلے شمالی مینارہ پر بجلی گری تھی بعہد حضرت معین الدین محمد اکبر بادشاہ وہ اسی وقت درست کرا دی گئی تھی۔ اس کو اب قریب سوا سو برس کا عرصہ ہو گیا ہو گا۔ اور اب پھر ہوش میں اسکو قریب ۳۵ برس کا زمانہ ہوا ہو گا۔ جانب جنوب کے مینارہ پر بجلی گری تھی اور مینار ٹوٹ گیا تھا اسکو والئے ریاست بھاگلپور نے بنوا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے رحمت کرے اور جزائے خیر دے۔ اب میناروں پر بجلی کی روک کے لئے تانبے کی زبانیں بجلی لگا دیئے گئے ہیں اور اُنکے تاروں کے سروں کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ارضی و سماوی بلاؤں سے محفوظ رکھے۔ نواب صاحب رامپور کے روپے سے جو آپنے مرض الموت میں ایک لاکھ روپیہ اس مسجد کی مرمت کے لئے دیا تھا مسجد کے فرش کی مرمت کر دی گئی ہے اور مسجد کے چاروں

Marfat.com

طرف کا محراب دار پشتہ جو بالکل بوسیدہ ہو گیا تھا از سر نو بن گیا ہے جس سے مسجد میں جان تازہ آ گئی ہے۔ فرش صحن کئی مرتبہ بن چکا ہے اور اب بھی مرمت ہوتی رہتی ہے۔

لارڈ کرزن بہادر نے اس مسجد کا معائنہ کیا تو اس کے حوض کے کناروں پر چار ستونوں کی کمی کے سبب روشنی محسوس کی اور صاحب موصوف نے اپنے صرف خاص سے چار ستون سنگ مرمر کے نہایت خوشنما و نازک حوض کے چاروں کونوں پر بنوا دیئے۔ اور ان پر چار برنجی برجیاں بجائے لالٹین یا قندیل لگوا دی اب ان برجیوں میں برقی روشنی ہوتی ہے اور حوض پر عالم نور نظر آتا ہے۔ یہ ۱۹۰۱ء میں بنے ہیں۔

اس مسجد کے صحن کے مشرقی حصہ میں تین دھوپ گھڑیاں بنی ہوئی ہیں ان سے اوقات نماز معلوم ہوتے تھے۔ یہ مشرقی صنعت کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ پہلی دھوپ گھڑی تو اکبر شاہ ثانی کے عہد میں شاہزادہ محمد سلیم بہادر نے ۱۲۴۸ھ میں بنوائی تھی۔ اس کو قاضی شجاع الدین علیخان نے ایجاد کیا تھا۔

دوسری دھوپ گھڑی سید احمد صاحب امام جامع مسجد نے ۱۳۲۵ھ میں بنوائی ہے۔ ایجاد کرنے والے کا نام انور علی رہتکی ہے۔

تیسری دھوپ گھڑی مفتی تراب علی صاحب نے جو بعد غدر متولی مسجد جامع مقرر ہوئے تھے بنوائی۔ یہ ۱۳۰۱ھ میں بنی تھی۔

یہ دھوپ گھڑیاں چھوٹے چھوٹے چبوتروں پر بنی ہوئی ہیں اور اب حفاظت کے لئے ان پر جالیدار ڈھکنے لگا دیئے ہیں۔ بیچ میں انکے ایک منبج لگی ہوئی تھی جس کے سایہ سے وقت معلوم ہوتا تھا۔ اب یہ منبج نکل گئی ہے۔

امام صاحب مسجد جامع اسکی مرمت میں بہت سعی فرماتے ہیں انکا دم بہت غنیمت ہے ایک بات تعجب خیز شاہجہانی معماروں نے اسکے میناروں کے بنانے میں یہ رکھی ہے کہ بجلی کے حادثہ سے جو پتھر گرتا ہے وہ صحن مسجد میں آتا ہے۔ اس کا تجربہ دو دفعہ ہو چکا ہے۔

Marfat.com

ماشاء اللہ کثرت نمازیوں کی مسجد میں مورو ملخ سے زیادہ ہوتی ہے اور امام کی آواز سب نمازیوں کو نہیں پہنچ سکتی۔ اس واسطے شہزادہ مرزا سلیم الدین منصور ابن معین الدین اکبر بادشاہ ثانی نے بڑے در کے بیچ میں ایک مکبر سنگ باسی کا بہت خوشنما بنوایا تھا۔ جواب کئی سال سے حوض کے پیچھے لگایا گیا ہے اور بجائے اسکے سہ منجا ہے۔ امام مسجد ہذا نے بہت خوشنما آبدار سنگ مرمر کا مکبر بنوا کر لگوایا ہے۔ اس مکبر میں یہ وصف ہے کہ ہر ان پاؤں ہے یعنی نیچے سے کم چوڑا ہے اور اوپر جا کر کشادہ ہو گیا ہے۔ وسیع ہے میں ایک نمازیں کی جا نماز ہے۔ نماز جمعہ اور عیدین کو کئی مؤذن جا کر اس پر چڑھ جاتے ہیں اور آواز اللہ اکبر اور ربنا لک الحمد کی پیچھے پکار کر زور سے کہتے ہیں تاکہ سب نمازی سن لیں۔

ستون اندر کے سنگ مرمر کے ہیں اور باہر کی جانب چونے کے سنگ مرمر کے۔ اور بعلے سنگ مرمر کے قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں۔ اس میں سنگ موسی کی محرابیں دھاری دار بنی ہوئی ہیں۔ منبر جس پر جمعہ اور عیدین میں خطبہ اور وعظ ہوتا ہے سنگ مرمر کا ہے اور ایسا خوشنما بنایا ہے کہ جسکی خوبی قلم و زبان سے بیان نہیں ہو سکتی۔ اور سب ایک پتھر کا تراش کر بنایا ہے۔ یا جوڑا ایسے ملایا ہے کہ درز معلوم نہیں ہوتا۔ اس مسجد میں پہلے جو سنگ والان غربی میں آثار شریف تھے اب اس مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوئے تھے اور اسکے آگے حضرت [illegible] عالمگیر کے وقت میں الماس علی خان نے [illegible] سنگ مرمر کا لگا دیا

اس کا تاریخ کہا ہے ؎

پیش آثار مبارک سر بر آخر زبان	[illegible]
ماسیاوت ساخت دیوار حجر از سنگ مرمر	بنا دو بار [illegible] الماس خان
سال تاریخ بنا چوں میر حبش از عقل و ہوش	گفت با لطف سر [illegible]

Marfat.com

مگر ایک دفعہ آندھی بگولہ وتار آئی تھی بہت زور وشور سے اُسکے صدمہ سے وہ مجمر گر پڑا حضرت ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ظفر آرامگاہ نے از سرِ نو مرتب کیا۔ بعد ازاں کہتے ہیں کہ مولوی نذیر حسین صاحب غفرلہ نے سخت اعتراض کیا کہ خانہ خدا میں قبلہ کے رخ انگور کھنا درست نہیں ہے۔ اِس میں ایک طرح کی بوئے شرک پائی جاتی ہے۔ اِس وجہ سے اِن تبرکات کو اُٹھا کر شمالی دالان کے حجرہ میں رکھ دیا گیا ہے۔ اور ایک مجمر چوبی کہ رنگ وروغن سے مزین کیا ہے کہ سرسری نظر سے دیکھنے والوں کو سنگ مرمر کا معلوم ہوتا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل تبرکات ہیں۔

(۱) موئے مبارک سرور عالم حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۲) نعلین مبارک حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۳) قرآن شریف محررہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ نصف کلام مجید۔

(۴) قرآن شریف محررہ حضرت امام حسن علیہ السلام پورا قرآن مجید۔

(۵) نقش قدم پاک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

(۶) غلاف کعبہ مبارک کا ٹکڑہ۔

صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور نہایت فرحت بخش ہے۔ ایک سو چھتیس گز کے عرض و طول پتھر سنگ سرخ کا تمام فرش ہے۔ اور اُسکے بیچوں بیچ میں ایک حوض ہے فرحت بخش بارہ فوارا۔ دلکش دلربا۔ پندرہ گز سے بارہ گز کا سنگ مرمر کا اور اُسکے بیچ میں فوارہ لگا ہوا ہے۔ اور جمعہ کو۔ اور موسم گرما میں۔ اور عیدین۔ اور الوداع کہ چھوٹا کرتا ہے اُسکی کیفیت دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے۔ گویا فوارہ نور ہے کہ حوض تک پہنچتا ہے اور بوسہ آفتاب سے مصافحہ کرتا ہے۔ اور اس کا آبِ صفا چھلکتا رہتا ہے۔ اور دیکھنے میں معلوم ہوتا ہے کہ کٹورا پانی کا لبالب بھرا ہوا ہے۔

Marfat.com

زصحنش فیض دیگر میتوان یافت
زرفعت آسماں یک پایۂ او
روانش قبلۂ اہل یقین است

زحوضش آب کوثر میتوان یافت
سپہر خورشید زیر سایۂ او
نظیر مسجد اقصیٰ و مکہ

اس حوض کے غربی گوشہ پر ایک چھوٹا سا کٹہرہ سنگ مرمر کا محمد حسین خانصاحب نے بنوا دیا ہے
اس واسطے اس مقام پر علی الروایت العوام جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
بیٹھے ہوئے وضو کرتے دیکھا تھا۔ اور اس کٹہرہ پر یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے ؎

کوثر محمد رسول اللہ ۱۱۹۰ھ

رسول دیدہ اند اینجا ولی اہل اللہ
بناے سال ہجرین و آفریں ہالف

بجاست گر شود ایں سنگ ہم زیارتگاہ
بگفت ہاتفم جاے آنحضرت رسول اللہ

یہ کیفیت شاید مبالغہ کے ساتھ ہو۔ سننے میں آیا ہے کہ ایک دفعہ مرمت فوارہ حوض کی ہوئی
تھی جب سے فوارہ میں پانی اس زور سے نہیں آتا جیسا سابق میں آتا تھا۔ مگر یہ بات
کچھ اصلیت نہیں رکھتی کیونکہ فوارہ کی مرمت اندر سے کبھی نہیں ہوئی وہ شاید پانی کے
سوتے اسطرح چلا آتا ہے اور کبھی رکاوٹ اس میں نہیں پیدا ہوئی۔ جاسے فوارہ
بلند سو برس سے زیادہ کا ہو گیا ہے آج پانی برابر ویسا ہی آتا ہے جیسا مرمت نہیں ہوا تھا
نہ پانی کے نکلنے کی موری میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوا ہے۔

سنتے ہیں کہ ایک دفعہ صاحبان انگلشیہ نے چاہا تھا کہ اسکو کھولکر دیکھیں کہ کیا
آتی اور کھولنے نہ پایا کہ یہیں کام بند ہو گیا۔ [illegible] جس میں ہر وقت گرم پانی آتا تھا۔ اور اسکو کھولکر دیکھنے سے کام بگڑ گیا۔

جامع مسجد میں پانی حوض میں چاہ سے آتا ہے [illegible]
شمال میں اسی لئے بنایا گیا ہے پہلے اس پر بہت چلتا تھا۔ اس سے پانی حوض میں آتا
تھا۔ اس کنوئیں کا پانی کھاری تھا۔ اس لئے اس کنوئیں میں [illegible]

Marfat.com

اب چونکہ وہ نہر بند کر دیگئی ہے۔ اور واٹر ورکس جاری کر دیا گیا ہے۔ ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت فی الحال پانی نل کا خزانہ چاہ رہٹ میں ڈالا جاتا ہے اور وہی پرانے خزانۂ چاہ رہٹ سے پانی حوضِ جامع مسجد میں آتا ہے۔ اور حوض زیادہ گہرا نہیں ہے۔ آدمی کی کمر کمر تک کا گہرا ہے۔ اس سے یہ بات بھی حاصل ہے کہ اگر کوئی بچہ اتفاقاً گر پڑتا ہے تو فوراً ہی نکال لیا جاتا ہے۔

مسجد میں چاروں طرف بجلی کے قمقمہ اب لگ گئے ہیں۔ شب کو برقی روشنی ہو جاتی ہے اور چاروں جانب دریائے نور لہرانے لگتا ہے۔ جس سے وضو کرنے والوں اور نمازیوں کو بہت آسایش ملتی ہے۔ اور لطف حاصل ہوتا ہے۔

پہلے زمانہ میں دھوپ سے بچنے کے لئے ایک ڈیرہ نواب بنگش صاحب نے بنوا دیا تھا جسکے قلابے اب تک یادداشت اس امر کی کر رہے ہیں۔ وہ شامیانہ ہوا سے اڑ گیا۔ اب امام صاحب موصوف اللہ یار نے ایسے آہنی کھنبے لگائے ہیں کہ انکو موسم سرما میں نکال لیتے ہیں اور موسم گرما لگا دیتے ہیں۔ ان پر تار موٹے بطور الگنی لگا دیئے ہیں اور ان تاروں پر تھان بنیر ڈبل زین کے ڈال دیتے ہیں جس سے تپش دھوپ سے بہت کچھ بچاؤ ہو کر نمازیوں کو آرام ملتا ہے۔ یہ سب امام صاحب موصوف نے نمازیوں کے آرام کی تدبیر نکالی ہے۔ اور رمضان شریف میں افطار کے وقت اور سحری کے وقت گولے چھٹنے کی بھی ترکیب امام صاحب ہی نے نکالی ہے جس سے اوقات افطار و سحری عام مسلمانوں کو معلوم ہو جاتے ہیں امام صاحب بہت سنجیدہ اور برگزیدہ آدمی ہیں۔ آسایش خلق اللہ کے کاموں میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ اللہ پاک انکی عمر میں برکت دے۔ سرکار انگلس سے شمس العلماء کا آپکو خطاب ہے

سردی میں وضو کرنے کے لئے جنوبی دالان میں سقابہ بنایا گیا ہے اس میں پانی گرم ہوتا ہے۔ استنجے کے لئے مسجد سے نیچے جنوبی و شمالی دروازوں کے پہلو میں جگہ بنی ہوئی ہے۔ پانی کا نل موجود ہے جس میں ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہر وقت پانی ملتا ہے

Marfat.com

اور شمالی دروازے کے نیچے جائے ضرور بھی ہے۔ اور الوداع کے موقعہ پر جب بیرونجات سے آدمی نماز کے لئے بکثرت آتے ہیں اُس وقت مردانہ وزنانہ پائخانہ زیادہ بنا دیئے جاتے ہیں۔ اِس مسجد کے صحن کے چاروں طرف ایوانہائے خوشنما اور دالانہائے فرحت افزا۔ اور حجرہ ہائے دلکش کہ وہ کھلے ہوئے ہیں صحن کی جانب سے تو ہونا ہی چاہیئے تھا۔ باہر کی جانب سے بھی کھلے ہوئے ہیں۔ اِن سے ہر وقت تازی ہوا آتی ہے۔ گرد آندھی کے دنوں میں گرد بھی آتی ہے۔ اور مکانات فرحت بخش بنے ہوئے ہیں۔ اور چاروں کونوں پر چار بُرج ہیں۔ بارہ دری کے بہت دلچسپ کہ اُس سے ایک عجیب رونق اور بہار حاصل ہو گئی ہے۔ بڑے دالان کہ بلندی اُنکی بلندی عالم پر فوق رکھتی ہے۔ اس بلندی کی وجہ سے برسات میں مینہ کی بوچھاڑ اندر دالانوں تک پہنچتی ہے۔ کیونکہ انکا چھجہ نہیں ہے ہر خوبی کے ساتھ مضرت بھی قدرت نے ساتھ ساتھ پیدا کی ہے۔

اِس مسجد کے تین دروازے ہیں۔ بہت عالی۔ ایک جانب جنوب بطرف بازار چتلی قبر دوسرا جانب شرق بطرف قلعۂ شاہی۔ تیسرا جانب شمال بطرف ہسپتال و بازار دریبہ کلاں دروازوں پر بجی کواڑ محکم لگے ہوئے ہیں۔ مگر انکی صفائی نہیں کرائی جاتی۔ اگر صاف ہوں تو سونے کی طرح دمکنے لگیں۔

مسجد فتحپوری

یہ مسجد بازار چاندنی چوک کے انتہا پر واقع ہے۔ بہت تکلف اور نہایت اعلیٰ [illegible] سے بنائی گئی ہے کہ اب تک اسکی آمدنی سے بہت سے کارخیر ہوتے ہیں [illegible] ہوتے رہیں گے۔ اِس مسجد میں ہزاروں حافظ قرآن [illegible] سال دس بیس ہوتے رہتے ہیں۔ اسکے علاوہ ہر سال سو سو کے قریب طلبا فارغ التحصیل ہو کر اسکے دینی درس سے کامل تعلیم حاصل کر کے اپنے اپنے وطن کو جاتے ہیں اور سند ہدایت کی حاصل

Marfat.com

کرتے ہیں اور یہ سند تمام ہندوستان میں مستند سمجھی جاتی ہے۔ دہلی کے مدرسوں میں یہ مدرسہ سب پر فوقیت رکھتا ہے اور اسکے منتظم ممبران نہایت نیک دل۔ ایماندار کارِ خیر میں کوشش کرنے والے ہیں۔ مدرسہ میں خوشخط لکھنا بھی سکھایا جاتا ہے۔ فارسی کی کتابیں بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ دینی اور دنیاوی تعلیم ہوتی ہے۔ صرف و نحو سے لیکر بخاری و مسلم تک تمام عربی کورس تعلیم میں داخل ہے۔ اب انگریزی تعلیم بھی داخل کرلی گئی ہے الحمدللہ علی ذلک۔ چونکہ اسکی موقوفہ جائداد کی آمدنی زیادہ ہے اس لئے کارہائے خیر میں یہ مسجد جامع مسجد پر بھی فوقیت رکھتی ہے۔ اشاراللہ دہلی کی تمام مساجد سے اس کے ذخیرہ رقم بہت زیادہ جمع ہے باوجودیکہ کارِ تعمیر میں بہت بڑی رقمیں خرچ ہوچکی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں۔ مدرسوں کی تنخواہیں بھی معقول ہیں۔ طلباء کو وظیفہ بھی دیئے جاتے ہیں۔

طول اس مسجد کا پینتالیس گز کا ہے اور عرض بائیس گز کا۔ اور یہ صحن والوں کی عبارت کا ہے۔ اگر صحن کو شامل کیا جائے تو بہت زیادہ ہے۔ سرے سے پاٹک سنگِ مرخ کی بنی ہوئی ہے۔ گنبد کے دونوں طرف ایوان در ایوان ہیں تین تین در کے۔ اور کرسی و اجارہ تمام سنگ کاری ہوئی ہے۔ اور فرش پہلے سنگ مرمر کا تھا اب وہ بدلکر سنگ مرخ کا کردیا گیا ہے۔ اس مسجد کے حوض میں پہلے پانی سعادت خاں کی نہر سے آتا تھا۔ اب حوض اور شکل کا لگایا گیا ہے اور پانی نل سے آتا ہے۔ یہ حوض موجودہ دہلی کے ایک خاندانی رئیس کے باغ کی بارہ دری کے آگے لگا ہوا تھا۔ باغ امتداد زمانہ سے ویران ہوگیا۔ یہ حوض انہوں نے مسجد فتحپوری کو دیدیا۔ وہاں علیحدہ کرکر مسجد میں لگایا ہے۔ تمام سنگ مرمر کا ہے۔ بیچ میں ہشت پہلو حوض ہے اور دو جانب نہر ہے نہایت خوشنما اور منظر ہے۔ صحن نہایت وسیع ہے۔ کئی کنوئیں بھی ہیں۔ سقاوے مسجد کے دروازوں کے پاس بنے ہوئے ہیں اور پانی گرم ملتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ مسجد میں روز بروز ترقی ہے۔ جب جائیں نئی چیزیں نئی ہی نظر آتی ہیں۔ یا نئی ہوئی تیار ملتی ہیں۔ میں اب ضعیف ہوں۔ اسکی

Marfat.com

توصیف نہیں لکھ سکتا۔ اِس مسجد کی بانی شاہجہاں کی بیوی تھیں۔ اِس مسجد کو شاہجہانی مسجدوں میں کارِ خیر کے اعتبار سے سب پر فوقیت ہے۔ زائرین کو چاہیئے کہ پہلے اِن چھوٹی چھوٹی مسجدوں کی زیارت کریں۔ بعد میں جامع مسجد دہلی کی۔

زینت المساجد

یہ مسجد دریا گنج میں واقع ہے۔ پہلے دریا اسکے متصل بہتا تھا۔ یہ نہایت بلند مسجد ہے اسکے منار سے دور دور سے دکھائی دیتے ہیں اور کوسوں سے نظر آتی ہے۔ اِدھر مسجد کی فضا اُدھر سبزہ زار کا دکھائی دینا۔ دریا کی روانی عجب عالم دکھاتی تھی۔ واقع میں جیسی کیفیت اور لطف اِس مسجد میں تھی۔ بہت کم کسی مسجد میں ہوگی سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور تینوں برج سنگ مرمر کے ہیں۔ اور اُس میں سنگ موسیٰ کی دھاریاں بنائی ہیں۔ گویا چشم بد سے محفوظ رہنے کے لئے کالا ٹیکہ ہے۔ اور برجوں پہ نہایت ہی خوشنما سنہری کلسں ہیں کہ اُنکی دمک آفتاب کی چمک کو مات کرتی ہے۔ مینار اس کے آسمان سے باتیں کرتے ہیں۔ اِس مسجد کے سات در ہیں بہت خوشنما بیچ کا بہت بڑا ہے اور اِدھر اُدھر کے چھوٹے۔ صحن کے بیچ میں ایک حوض ہے دلربا۔ مانند چشمۂ آفتاب کے اور پُر نور مثل ماہتاب کے اور اس مسجد کے پاس ایک کنواں تھا کہ اُس سے پانی اس حوض میں آیا کرتا تھا۔ مگر اب وہ کنواں بند ہو گیا ہے۔

اِس مسجد کو زیب النسا بیگم بنت شاہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی بنوایا اور اُنکا دفن بھی اس ہی مسجد کے صحن میں شمال کی جانب گوشہ میں قبر کے پاس ایک چھوٹا برج تھا تبرکات رکھنے کا۔ اور اُسکے نیچے وجو سنگ باسی کے تھے۔ اور اُسکے اندر ایک محجر تھا سنگ مرمر کا اور اس پر نقاشی ہی سنگ مرمر ہی کا تھا اور تعویذ بھی سنگ مرمر ہی کا تھا۔ اور قبر کے سرہانے آیت کریمہ قل یا عبادی الذین

Marfat.com

کنارہ بھی اور نیز یہ عبارت کندہ تھی۔ کتبہ

مولش مادر لحد فضلِ خدا تنہا بس است سایۂ ازابر رحمت قبر پوشش نابس ست

یہ قبر اور مجرہ وغیرہ سب شکستہ ہو گئے تھے۔ حضور نظام میر عثمان علیخاں دام ملکہٗ نے یہ حال سنکر قبر کو سنگین پختہ از سر نو بنوا دیا ہے اور مجرہ وغیرہ کا اب پتہ نہیں۔

یہ مسجد ۱۱۴۲ھ بعہد عالمگیر بنی ہے۔ اور مسجد کرسی دیکر بنائی ہے۔ اب اس میں نیچے گھوڑے بندھتے ہیں اور تانگے والے رہتے ہیں۔ اور وہ کرایہ دیتے ہیں جو غالباً روشنی تنخواہ معلم میں صرف ہوتا ہوگا۔ انتظام تعمیخانہ مؤید الاسلام دہلی کے متعلق ہے جناب حاجی محمد یوسف صاحب بائی والے اونریری مجسٹریٹ رئیس دہلی منتظم ہیں۔ چونکہ اس علاقہ میں مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے اس لئے مسجد غیر آباد ہے۔ نمازی پانچ چار ہوتے ہیں اتنی بڑی شاندار مسجد مسلمانوں کی توجہ کی محتاج ہے۔ انتظام اتنا بھی غنیمت ہے سابق میں ایسا بھی نہ تھا۔ مسجد بہت مرمت طلب ہو گئی ہے۔ صحن کا فرش شکستہ ہو گیا ہے پتھروں کی درازوں میں گھاس اگ آئی ہے۔ مسجد میں ولایتی اور غیر آباد مسجدوں کے طلبا افغانی رہتے ہیں۔ غالباً جو کرایہ تانگے والوں سے ملتا ہوگا ان طلبہ کے نان و نفقہ میں خرچ ہوتا ہوگا۔ انتظام قابل تعریف نہیں ہے پبلک متوجہ ہو۔

سنہری مسجد میدان سرپٹ

یہ قلعہ کے متصل سنہری مسجد ہے۔ لطافت اسکی بیان سے باہر ہے۔ خوبی اور خوشنمائی حد سے زیادہ ہے۔ قطع اسکی بہت خوب اور وضع اسکی نہایت مرغوب۔ سر سے پاؤں تک سنگ باسی کی بنی ہوئی ہے اور اسکے دونوں مینار بھی سنگ باسی کے بنے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ کاٹ کے گنبد بنا کر ان گنبدوں پر تانبے کے پترے چڑھے ہوئے تھے اور آج تانبے کے پتروں پر سونے کے پترے جڑے ہوئے تھے۔ اور اسی طرح تمام برجیاں اور

Marfat.com

اور کلسیاں اس مسجد کی سنہری تھیں۔ اب پتڑے نہیں رہے ہیں۔ سنگ ہاسی بھی اس کا بہت سنہری ہے اور تمام در و دیوار اسکے گویا سونے سے پے ہوئے تھے سنہری نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ مگر کاٹھ اسکے برجوں کا گل گیا تھا۔ اور برج ٹیڑھے پڑ گئے تھے وہ اتار لئے گئے۔ اِس مسجد کی بائیں طرف ایک کاٹھ کا دالان بنا ہوا تھا اور اُس تبرکات رکھے ہوئے تھے اور سال کے سال اُنکی زیارت کرائی جاتی تھی۔ اور داہنیں طرف بہت خوبصورت حوض اور اُس میں فوارہ لگا ہوا تھا۔ اور اس حوض میں اُس کنوئیں سے جو اس مسجد سے ملحق ہے پانی آتا تھا۔ اب کنواں بند ہو گیا ہے صرف گھاٹ کا اوپر کا حصہ ہے۔ حوض کو بھی ملبہ ڈالکر جرنیلی والوں نے بند کر دیا ہے۔ چند مسلمانوں نے جو وہاں نماز پڑھتے ہیں اس حوض کو کھول لیا تھا اور پانی بھر لیا تھا مگر قلعہ کے جرنیل صاحب نے ملبہ ڈلوا کر بند کرا دیا اب تک زیر ملبہ ثابت ہے۔ چار دیواری ۱۸۵۷ء میں گرا دی حقیقت تو یہ ہے کہ اس مسجد کی خوبصورتی نے اِس کو بچا لیا اور منتظم انگریز کے دل میں رحم آگیا کہ یہ بچ گئی ورنہ جہاں اور سینکڑوں ٹوٹ کر ویران کر دیا گیا یہ بھی شہید ہو جاتی۔ مگر خدا کو بچانا تھا۔ مسجد کے پیچھے کے در پر یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے ؎

شکر حق در عہد احمد شاہ غازی بادشاہ
مسجدے کرد ہ بنا نواب قدسی منزلت
معنی نواب بہادر صاحب لطف و کرم
چاہ و حوض و صاف صحنش آبروئی زمزمست
سال تاریخش چہ خوش یافت از الہام غیب
خلق پرور دگر شاہاں عالم ایں شاہ
باد دائم فیض عام آن ماہ کہ مسجد ہا کند
ساخت تعمیر چنیں جا یہ عالی بہر کار
ہر کہ از آبش طہارت کرد شد پاک از گناہ
مسجد مہبت مقدس مطہر

اس مسجد کے عقب میں ایک قبر ہے اس میں [illegible]
کی ہے اور نعوذ باللہ کچھ آسیبیں کندہ ہیں۔ مسجد کے چاروں طرف کی عالیشان فلک فرسا عمارتیں ڈھا کر میدان پریڈ بنا دیا ہے موسم گرما میں عید کی نماز کے وقت اس مسجد میں عجب کیفیت ہوتی تھی

Marfat.com

فخر المساجد

یہ مسجد دلربا جانفزا کشمیری دروازے کے پاس واقع ہے۔ اگرچہ یہ مسجد بہت بڑی نہیں ہے۔ لیکن ایسی خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ خصوصاً اس مسجد کے برج ایسے خوبصورت ہیں کہ روے زمین پر ایسے نہونگے۔ گنبد فلک صرف اس مسجد عالی کے گنبدوں کے رشک سے سرگرداں ہے۔ اس مسجد کو سہ بازار کرسی دیکر بنایا ہے اور کرسی میں دکانیں نکالی ہیں۔ روکار اس مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہے اور جابجا سنگ سرخ کی دھاریاں لگی ہوئی ہیں۔ مسجد کے اندر اجارہ تک سنگ مرمر بہت نفیس لگا ہوا ہے۔ برج اس مسجد کے نرے سنگ مرمر کے ہیں۔ اور سنگ موسی کی اس میں دھاریاں بنائی ہیں۔ کلس اس مسجد کے بالکل طلائی ہیں۔ مسجد کے اندر کا فرش سنگ مرمر کا ہے اور باہر کا سنگ سرخ کا۔ اس مسجد کے ضلع جنوبی میں دالان سنگین نہایت عمدہ بنایا ہے۔ اور اسکے جواب میں ایک دالان ضلع شمالی میں ہے۔ اگر اسکے دونوں طرف در بنے ہوئے تھے اور جانب دالان شمالی ایک حوض تھا نہایت خوش قطع اور پاکیزہ اور اس میں فوارہ بھی لگا ہوا تھا۔ مگر اب وہ حوض موقوف کرکے اس پر ایک عالیشان بارہ دری بنا دی گئی ہے۔ اب نل جو کہ اس وقت کی ایجاد ہے اس سے سقابہ پانی سے بھرا جاتا ہے اور ایک سقابہ تھا جس میں موسم سرما میں پانی گرم ہوتا تھا۔ اس مسجد کو کنیز فاطمہ فخر النسا بیگم زوجہ نواب شجاعت خاں نے ۱۱۴۱ھ میں بنایا ہے۔ جبکہ نواب شجاعت خان نے اس جہان سے رحلت کی۔ انکی بیوی نے اپنی عالی ہمتی سے یہ مسجد اپنے خاوند کی روح کو ایصال ثواب کی غرض سے بنائی ہے تاکہ حسنات اسکے نامۂ اعمال نواب مرحوم میں لکھے جاویں اور تا ابدالآباد اس کا ثواب انکی روح کو پہنچے۔

عورتوں میں ایسی ہمت والی بہت کم ہوتی ہیں۔ یہ بی بی ایک فرد زمانہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

دونوں کو ثواب دیگا جس کے دام سے بنوایا ہے اور جس نے بنوایا ہے مسجد کے دروازے پر سنگ مرمر کی تختی میں فخر المساجد لکھا ہوا ہے اور مسجد کی محراب کی پیشانی پر یہ دو شعر کندہ ہیں نہایت خوشخط بخط نستعلیق ؎

خانِ دیں پرور شجاعت خان بحق یافت جا	با رضائے حق تعالےٰ از طفیل مرتضےٰ
صدر خاتونان کنیز فاطمہ فخر جہاں	یادگارش ساخت این مسجد بفضل مصطفےٰ

یہ جو کچھ تحریر ہوا سابقہ حالت و صورت کا بیان تھا۔ اب مسجد کی شان کچھ اور ہی ہو گئی ہے مسجد کے برابر کچھ زمین حق ملکیت زمین پڑی ہوئی تھی جس پر دوسرے لوگوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ حاجی محمد اسحٰق صاحب تاجر کو خدا نے توفیق دی اور انہوں بذریعہ عدالت اُس زمین کو حاصل کیا۔ اور حوض مسجد کو موقوف کر کے زمین مذکورہ کے ساتھ ملحق کر کے ایک اچھا قطعہ زمین کا نکال لیا اور اس میں دو بلنڈنگ نہایت شاندار دو منزلہ تعمیر کرا دی ہیں جس سے بازار کی رونق بڑھ گئی ہے اور مسجد کی آمدنی بہت زیادہ ہو گئی ہے مسجد کی مرمت اچھی طرح ہو گئی ہے۔ دکانیں جو نیچی ہو گئی تھیں از سر نو اونچی کر کے بنا دی گئی ہیں اور اُنکے کرایہ میں افزونی ہو گئی۔ مسجد کا سامان سب درست ہو گیا ہے۔ جمعہ و عیدین کی نمازیں ہونے لگی ہیں۔ مسجد کے سامنے جو میدان پڑا تھا اور منجانب سرکار اسکی حد بندی کر کے سبز گھاس کے تختے لگا دیئے گئے ہیں کثرت نمازیاں سے وہاں جمعہ و عیدین کو نمازیوں کی صف بندی ہو جاتی ہے۔ مسجد میں مسلمانوں کے لئے ہر طرح کے آرام کا سامان موجود ہے۔ حاجی محمد اسحٰق صاحب کا دم بھی اہل خیر میں بہت غنیمت ہے۔ بہت سے کام ہمارے ان کی فائدہ رسانی کے اُنکے دم سے وابستہ ہیں۔

مسجد و مدرسۂ امینیہ

کشمیری دروازہ فخر المساجد کے قریب میں واقع ہے۔ پہلے یہ لطف اللہ خان صادق کی

Marfat.com

مسجد تھی جو عالمگیری ارکان سلطنت میں سے تھے مسجد وسیع تھی مگر بوسیدہ ہو گئی تھی اور اہل غرض نے صحن مسجد میں کچے مکان بنا لئے تھے۔ مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت علماء صوبہ دہلی نے اپنے مدرسہ امینیہ کو جو سابق میں سنہری مسجد میں تھا یہاں منتقل کر لیا۔ تمام مسجد کو اہل غرض کی مداخلت بیجا سے پاک و صاف کیا اور رفتہ رفتہ مسجد کو از سر نو عظیم الشان پیمانہ پر بنا لیا اور مدرسہ کے لئے وسیع کمرے تعمیر کر لئے۔ دینیات کا درس و تدریس نہایت خوبی سے جاری ہے حق تو یہ ہے کہ تمام شہر میں تعلیم کے لحاظ سے اسکے مقابل دوسری دینی درسگاہ نظر نہیں آتی۔ اللہم زد فزد۔ مولوی صاحب موصوف فتووں کے جواب کا کام بھی اپنی ذات بابرکت سے پورا کرتے ہیں۔ گویا یہ تمام ہند کے لئے دارالافتا بھی ہے۔ سلمہ

مسجد مدرسہ مولوی عبدالرب

پرانا مدرسہ و مسجد ہے اور مولوی صاحب موصوف الصمد کی یادگار ہے۔ کشمیری دروازے کے علاقہ میں واقعہ ہے۔ دینی تعلیم بخوبی ہوتی ہے ہر سال ماہ شعبان میں فارغ التحصیل طلبا کی دستار بندی کیجاتی ہے۔ اور یہاں کے سند یافتہ اطراف ہند میں پھیل کر دینی خدمات باحسن وجوہ انجام دیتے ہیں۔ بڑے بڑے نامور علماء اس مدرسہ میں تعلیم دے چکے ہیں۔ مولوی عبدالرب صاحب شہر دہلی کے خاندانی مولوی تھے۔ واعظ شیریں بیان بھی تھے انکے وعظ میں خاص اثر تھا۔ مسجد کی عمارت پہلے سے دوچند کر دی گئی ہے۔

سنہری مسجد کوتوالی

یہ مسجد نہایت دلچسپ و دلکشا اور چاندنی چوک میں سر بازار واقع ہے۔ منظر اس کا بغایت دیدہ زیب ہے۔ اہل بازار کی چہل پہل۔ اور رونق۔ سامنے فوارہ کا چھوٹنا۔ فوارے کے گرد دلکشا فضا کا ہونا ایک عجیب منظر پیش کرتا ہے۔ برج اس مسجد کے سنہری ہیں

Marfat.com

اور شاید سنہری پتر سے جڑے ہوئے ہیں کہ ابتک آب و تاب میں فرق نہیں آیا ہے کہ وقت جبکہ آفتاب نکلتا ہے تو ان برجوں کا جگمگانا خاص لطف رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے سنہری مسجد کہلاتی ہے۔ اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان وزیر محمد شاہ بادشاہ نے بنایا ہے سنہ ۱۱۳۴ھ میں تعمیر ہوئی ہے۔ شاہ بھیکہ روشن الدولہ کے پیر تھے۔ یہ مسجد انکے نام نامی پر بنائی گئی ہے۔ محراب مسجد پر یہ تاریخ کندہ ہے۔ ؎

بعہد بادشاہِ ہفت کشور	سلیمان ثانی محمد شاہ داور
بنذرِ شاہ بھیکہ آن قطب آفاق	شد این مسجد بہ زینت در جہان طاق
خدایا نیست لیک از روئے احسان	بنام روشن الدولہ ظفر خان
بتاریخش ز ہجرت تا شمار ست	ہزار و یکصد و سی و چہار ست

یہ وہی مسجد ہے جس میں بیٹھکر نادر شاہ نے شہر کے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ اور اپنے ہاتھ خون آلودہ کئے تھے۔ اس تاریخی مسجد کی دکانیں ستھیں جن میں انگریزی کپڑے بکتے تھے اور مسجد کی کچھ آمدنی نہ ہوتی تھی۔ بڑی مشکل سے کسی مسلمان سے ایک دکان خرید کر دی۔ اور اب بافیماندہ دکانیں بھی خرید کر کسی اہل خیر مسلمان صاحب کے حوالہ کرنی ہیں انکا نام نامی معلوم نہیں ہے۔ مسجد کی چھت بارش میں ٹپکتی تھی مسجد کی پرانی ہو کر بگڑ گئی تھی۔ اب اسکی بجائے سنگ مرمر کی سلیں پٹوا کر مسجد کو پر نور بنا دیا ہے۔ فرش بھی دالان میں سنگ مرمر کا بنایا گیا ہے اور سامنے کے مصلے بنائے ہیں۔ باہر بھی سائبان میں سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کے ستون بنایا گیا ہے۔ آگے سائبان نہایت خوبصورت بنایا گیا ہے۔ عروس نو کی طرح آراستہ کر دیا ہے۔ ہر طرح سے آرام مسافروں کا ہو سکے آمد و رفت کو بہت وسیع کر لیا ہے۔ خداوند قادر متعال معمار کو بدلے خیر دنیا و عقبیٰ دے۔ مسجد بقعۂ نور بنی جاتی ہے۔

Marfat.com

مسجد اکبر آبادی

یہ مسجد تمام سنگ سرخ کی بنی ہوئی تھی - اور گرد اُسکے مکانات اور حجرے طلبا کے رہنے کے لئے بنے ہوئے تھے - ضلع غربی سے ملحق کرسی دیکر مسجد بنائی تھی جسکی رفعت و شان کے آگے گنبد اخضر پست تھا - اور جسکی عظمت و جلال کے آگے ملأ اعلیٰ گرد تھے - اِس مسجد فیض بنیاد کو اعز النسا بیگم بیوی شہاب الدین محمد شاہجہاں نے سنہ ۱۰۶۱ھ میں بنایا تھا - ان بیگم کا خطاب اکبر آبادی محل تھا - اِس سبب سے یہ مسجد بھی اکبر آبادی کے نام سے موسوم ہوگئی تھی - اِس مسجد کے تین برج اور سات در تھے - مسجد کی عمارت ترسٹھ گز طول میں اور سترہ گز عرض میں نرے سنگ سرخ سے بنی ہوئی تھی - اور اس کا پیش طاق سنگِ مرمر کا تھا - اِس کا مفصل حال جسکو دیکھنا ہو وہ آثار الصنادید میں دیکھے اب اِس مقام پر یادگار اڈے ورڈ ہے اور مسجد کی نمود قائم رکھنے کو محمد علی مرحوم نے اِسکی بنیاد پر باڑ درختوں کی جو مثل مہندی کے ہیں لگوائی ہے جس میں اب ادب کے سبب سے کوئی جا نہیں سکتا نیز اِس سبب سے کہ کوئی جا کر غیر مہذب کام نکرے -

کالی مسجد

شاید اصل میں کلان مسجد ہے - یہ مسجد بلند کرسی دار بنائی ہے کہ بتیس سیڑھیاں چڑھ کر اُسکے صحن میں جاتے ہیں - جو نانشہ المخاطب بخان جہاں ابن خان جہاں وزیر فیروز شاہ بادشاہ نے بنائی ہے سنہ ۷۸۵ھ سال بنا ہے - اور اِسکے دروازے کی پیشانی پر یہ کتبہ لکھا ہوا ہے - بسم اللہ الرحمن الرحیم - بفضل و عنایت آفریدگار در عہد و دولت بادشاہ دیندار الواثق بتائید الرحمن ابو المظفر فیروز شاہ السلطان خلد اللہ ملکہٗ ایں مسجد بنا کردہ

Marfat.com

بندہ زادہ درگاہ جو نانشہ مقبول المخاطب خان جہاں۔ خدا بریں بندہ رحمت کند۔ ہر کہ درین مسجد بیاید بدعائے خیر بادشاہ مسلماناں و این بندہ بفاتحہ و اخلاص یاد کند۔ حق تعالیٰ این بندہ را بیامرزد بحرمۃ النبی و آلہ مسجد مرتب شد بتاریخ دہم ماہ جمادی الآخر سنہ تسع وثمانین وسبعمائۃ ہجری۔

یہ مسجد فیروز شاہ تغلق کے زمانہ کی ہے مسجد کے پانچ پانچ در ہیں۔ تین درجہ کا دالان ہے۔ پہلے اسکے صحن میں کئی قبریں تھیں۔ اب وہاں حوض بنا دیا گیا ہے۔ اس مسجد میں بڑے بڑے ٹول لگے ہوئے ہیں اور نیچے مسجد کے حجرے بنے ہوئے ہیں۔ جن میں کرایہ دار رہتے ہیں۔ اس پیسہ سے مسجد میں مدرسہ ہے قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے اُس میں خرچ ہوتا ہے۔ شاید جب سے بنی ہے اسکی مرمت نہیں ہوئی اور نہ ضرورت لاحق ہوئی ہے۔ نہایت سنگین پتھر اور بڑے وزنی لگے ہوئے ہیں۔ یہ پتھر سنگِ خارا کے ہیں جو بہت ہی مضبوط ہوتا ہے۔ نہ پانی اسپر اثر کرتا ہے اور نہ دھوپ اس پتھر کی عمر بہت بڑی ہوتی ہے سوا آگ کے کسی چیز سے ضائع نہیں ہوتا ہے ہاں آگ سے چٹخ جاتا ہے۔ یہ پتھر سستا بھی ہے اور مضبوط بھی۔ گویا کم خرچ اور بالانشین ہے جیسے اسکے بانی مضبوط تھے ویسے ہی انکی مسجد ہے۔ اب یہ مسجد دفتر فتح پوری کے تحت میں ہے اور باقاعدہ آمد و خرچ کا انتظام ہے۔ پہلے بغلی کے دالانوں میں فرش نہ تھا۔ اب سنگ سرخ کے چوکوں کا فرش ہو گیا ہے۔ برجوں میں شکستہ پڑ گئے تھے وہ درست کرا دیئے گئے۔ اور ضروری مرمت ہو گئی ہے۔ پہلے حوض نہ تھا۔ عبد الغفور نے جنکا مکان اسی مسجد کے نیچے ہے بنوا دیا ہے اور نل کا پانی پہنچا دیا ہے۔ گو بلندی پر ہے پانی کافی نہیں پہنچتا۔ خشک رہتا ہے۔ پہلے مولانا عبد القادر صاحب نامی گرامی رشید مولانا قطب الدین صاحب اس میں رہتے تھے پھر انکے صاحبزادے رہے اُن دونوں صاحبوں کا انتقال ہو گیا فی الحال امام صاحب مہاجرین بخارا میں سے ہیں۔

Marfat.com

مسجد قوۃ الاسلام

اگرون شہر شاہجہاں آباد کی چند بڑی بڑی مسجدوں کا حال لکھکر اب ہم پرانی دہلی کی چند مسجدوں کا مختصر حال لکھتے ہیں اور مسجد قوۃ الاسلام سے شروع کرتے ہیں۔

یہ مسجد وہ ہے جس کا ایک مینار قطب صاحب کی لاٹھ مشہور ہے۔ یہ مسجد نہایت ہی عجیب و غریب ہے کہ ایسی بڑی مسجد روئے زمین پر نہوگی اور چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی حقیقت میں اپنا مثال روئے زمین پر نہیں رکھتی۔ باوجود اسقدر بلندی اور بڑائی کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع و خوش وضع ہے کہ جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ ایک ایک پتھر پر وہ بیل بوٹ کاری اور گلکاری ہے کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے۔ اسکی ایک ایک بیل مسلسل پر سے ہزاروں معشوقان طناز کی زلف دوتا قربان ہیں۔ اور اسکی ادنی ادنی پھول اور پنکھڑی پر سے سینکڑوں گلرخوں کے لب جاں بخش نثار ہیں۔

آیات قرآنی ہر ہر جگہ اس خوبصورتی سے کندہ ہیں کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ خط بھی بہت خوشخط ہے۔ مگر افسوس یہ فلک کجرفتار جو اسکی پر پھائیں ہونے کی بھی لیاقت نہیں رکھتا تھا ایسے عالی مکان کو نہ دیکھ سکا ؎

اول عشق میں انگشت نما مجھ کو کیا	یہ بنانا کہ یہ نوخیز شجر جلتا ہے

پہلے تو اسکو پنپنے نہ دیا۔ اور پوری ہونے نہیں پائی۔ کہ بنانے والے کی عمر پوری ہوگئی اور یہ عمارت ادھوری رہ گئی۔ جسقدر کہ بن چکی تھی اسکو بھی نہ دیکھ سکا کہ جابجا سے ٹوٹ گئی۔ اور حسب عمر مرمت کے سبب بالکل خراب ہوگئی۔ اب یہانتک نوبت پہنچی ہے کہ اس عمارت عالی کا ایک ایک پتھر بڑھیا کے دانتوں کی طرح گرتا جاتا ہے اور جو باقی ہے وہ خلخل ہلتا ہے۔ اسکے بننے کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے اس مقام پر جہاں اب مسجد ہے رائے پتھورا کا بت خانہ تھا اور یہ بتخانہ بھی ایسا نامور گرانمی تھا کہ سومنات کے بتخانہ کو اور دلی کے بتخانہ کو برابر سمجھا کرتے

Marfat.com

تھے۔ آخر کار سلطان معز الدین بن سام نے جو سلطان شہاب الدین کر کے مشہور ہے ۵۷۴ھ میں راے پتھورا کو شکست دی اور اس بتخانہ کو فتح کر کے تمام بت توڑ ڈالے اور اس مسجد عالی کی بنیاد رکھی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

ببیں کراستِ بتخانہ مرا ے شیخ کہ چوں خراب شود خانہ خدا گردد

جب سے اس مسجد کے بننے کی بنیاد پڑی۔ اور کئی بادشاہوں کے وقت میں یہ مسجد بنی اور اس پر بھی ناتمام رہ گئی۔ کہ اس کا بیان آگے آتا ہے۔ لیکن اب یہ مسجد بسبب بتخانہ ہو جانے کے اور بسبب ناتمام رہجانے کے دیکھنے والوں کی سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ عمارت کیونکر بنی ہے۔ اور کس قطع پر تھی۔ اس واسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ حال اسکی [illegible] کیا جائے۔ جاننا چاہیئے کہ جب راے پتھورا کا بتخانہ فتح ہوا اور اس جگہ مسجد کا بنانا تجویز ہوا تو یہ بات ٹھہری کہ اس بتخانہ کی عمارت بھی نہایت عمدہ اور بے نظیر ہے یہ عمارت بھی قائم رہے اور مسجد بنجاوے کہ اس میں دو فائدے ہیں ایک باقی رہنا عمارت کا۔ دوسرے پایا جانا نشان شوکت اسلام کا کہ ایسا بڑا بتخانہ اسلام کے زور و قوت سے ٹوٹ کر خانہ خدا بن گیا۔ اس خیال سے اس مسجد کے بنانے والوں نے اسکے پانچ حصہ کر دیئے اور اسکو پانچ چوک پر تقسیم کر کے ہر ایک چوک کے جدا جدا مکان بانٹ دیئے۔ اور بت خانہ کی عمارت اس خوبی سے بٹ گئی کہ گویا اس مسجد ہی کے لئے بنی تھی۔ مگر کچھ کچھ بتخانے کے مکان جو بیچ میں آتے تھے ان کو وہاں سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگا دیا۔ اس بتخانہ کی عمارت میں ہزار پتھر لگے ہوئے تھے اور کچھ عمارت نہ تھی۔ گویا بنے بنائے تولوں پتھر کاری کی ہوئی تھی۔ اور بت کی جگہ بتوں کی مورتیں بنی ہوئی تھیں۔ مسلمانوں کے عہد میں [illegible]

ستون اور واسوں اور کونوں اور محرابوں وغیرہ میں بتوں کی [illegible] بگاڑ دیا گیا کسی کا کان کسی کا ناک کاٹ ڈالا اور کسی کی ناک اڑا دی اور کسی کی آنکھ نکال دی غرض کہ مورت تو قائم رکھی مگر صورت بگاڑ دی۔ ستونوں میں ابتک یہ بگڑی ہوئی بگڑانی صورتیں موجود

Marfat.com

ہیں۔ اور چونکہ لڑائے پتھورا کے بتخانہ کی عمارت کے یہ ستون موجود ہیں اور گویا بہت قدیم عمارت کی نشانی ہیں اِس واسطے ہمنے اسکا بیان لکھدیا ہے اب اِس مسجد کے درجوں کا حال لکھتے ہیں اور اول اُسکے مینار کا جسکو قطب صاحب کی لاٹھ کہتے ہیں بیان کرنا شروع کرتے ہیں۔

قطب صاحب کی لاٹھ

اِسکی رفعت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان نہیں کیا جاسکتا۔ یہ لاٹھ اسقدر بلند ہے کہ سیاحان روئے زمین بجز ایک آدھ جگہ کے ایسی بلند کوئی عمارت روئے زمین پر نشان نہیں دیتے۔ نقل مشہور ہے اگر اسکے نیچے کھڑے ہوکر اُوپر دیکھو تو ٹوپی والے کو ٹوپی اور پگڑی والے کو پگڑی تھام کر دیکھنا پڑتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ ساون بھادوں کے مہینے میں اِس لاٹھ پر چڑھے ہوئے ہیں۔ اور نیچے اُترے تو دیکھا کہ خوب مینہ برس گیا ہے۔ اللہ اکبر۔ ابر اس لاٹھ سے نیچا تھا۔

اِس لاٹھ کے اُوپر سے دیکھو تو بڑے آدمی چھوٹے چھوٹے بچے معلوم ہوتے ہیں۔ اِسی طرح نیچے والوں کو اُوپر کے آدمی ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہیں غرضکہ یہ لاٹھ عجائب روزگار سے ہے۔ اپنا مثل نہیں رکھتی۔ باوجود اسقدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔

اِس لاٹھ میں اندر کیجانب سنگ خارا لگا ہوا ہے۔ اُوپر رو کار کی جانب سنگ سُرخ ہے اور ہر ہر درجہ پر آیاتِ قرآنی کھدی ہوئی ہیں۔ اور جا بجا بنت کاری بنی ہوئی ہے۔ اِس لاٹھ کو سلطان شمس الدین التمش نے اپنے عہد میں بنایا ہے۔ لاٹھ کو بنے ہوئے قریب سات سو برس کے عرصہ ہوا۔ یہ نشانی اُس ہی بادشاہ کی بلند ہمتی کی ہے۔ بعد میں جو بادشاہ ہوا ہے اِس عمارت کی مرمت کرتا رہا ہے۔ اِس لاٹھ پر کئی دفعہ بجلی گری ہے۔ فیروز شاہ نے بھی

Marfat.com

مرمت کرائی ہے اور سلطان سکندر بن سلطان لودھی نے اور حکام انگریزی نے بھی اپنی عالی ہمتی اور ناموری سے مرمت کی۔ کہتے ہیں کہ اس لاٹھ کے ہر ہر درجہ پر کٹہرا نہیں تھا۔ بلکہ کٹہرہ کی جگہ کنگورے بنے ہوئے تھے۔ یہ کٹہرا اسمٹ صاحب نے بنایا ہے۔ اس واسطے کہ کنگورے بالکل ٹوٹ گئے تھے۔

بعض کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ یہ منارہ ہفت منظری تھا۔ یعنی سات کھنڈ کا۔ اس لاٹھ کے سات کھنڈ مشہور بھی ہیں۔ لیکن اب پانچ باقی ہیں۔ جب اس بات کی پرانے پرانے آدمیوں سے تحقیقات کی گئی تو اسقدر معلوم ہوا کہ یہ لاٹ جسقدر اب ہے یعنے پانچویں کھنڈ پر ایک اور چھوٹا سا کھنڈ تھا اور اس میں چاروں طرف چار دروازے تھے لوگ اس میں جا کر بیٹھا کرتے تھے اور اس میں بھی ایک طرف سے چھوٹی چھوٹی سیڑھیاں اوپر جانے کو بنی ہوئی تھیں اور شاید اس پر بھی کچھ مکان ہو کہ اب وہ کسی کو یاد نہیں۔ غرض جو بات پرانے لوگوں سے مشہور چلی آتی ہے وہ درست معلوم ہوتی ہے کہ اس لاٹھ کے سات کھنڈ تھے۔ انگریزوں کی عملداری سے پہلے دو کھنڈ تو اسکے بالکل ٹوٹ گئے تھے اور متیرے میں بھی جو اب سب سے اوپر ہے قلم تراش کے طور پر شکست آگئی تھی۔ کہ حکام والا مقام انگریزی نے اسکی مرمت کی اور جسقدر اس لاٹھ کا چھٹا کھنڈ تھا اتنی بلند سنگین اٹھ درہی برجی بنا کر لگائی کہ وہ چھٹا کھنڈ ہوا۔ اور اسکے اوپر ایک کاٹھ کی برجی لگائی تھی کہ وہ ساتویں کھنڈ کی جگہ پر تھی اور اس طرح کر کے اس لاٹھ کی اونچائی پوری کر دی تھی۔ مگر اس طرح پر لاٹ بنجانے کے بعد پھر بجلی اور ہوا کے صدمہ سے وہ سنگین برجی جو چھٹے کھنڈ کے قائم مقام تھی اور وہ کاٹھ کی جو ساتویں کھنڈ کی جگہ تھی نہ ٹھہر سکی اور شکستہ ہو گئی۔ اس واسطے انکو لاچار ان [illegible] کاٹھ کی برجی کا تو نام و نشان نہیں رہا مگر سنگین برجی کو یا [illegible] پاس کر دیا ہے۔ اس لاٹھ کی پیمایش اس طرح پر ہے کہ پہلا کھنڈ پچیانوے فٹ کچی اینچ کا ہے اور جسکے بتیس گز کئی انچہ ہوئے۔ دوسرا کھنڈ پچاس فٹ کئی انچہ کا ہے جسکے [illegible] کے قریب ہے [illegible]

Marfat.com

اور تیسرا کھنڈ چالیس فٹ کئی انچہ کا ہے جسکے کچھ اوپر تیرہ گز ہوئے اور چوتھا کھنڈ پچیس فٹ کا ہے جسکے سوا آٹھ گز ہوئے اور پانچوان کھنڈ معہ برجی کٹہرہ پچیس فٹ کا ہے اسکے بھی سوا آٹھ گز ہوئے۔ یہ لاٹھ نیچے سے پچاس گز مدور ہے اور اوپر پانچویں کھنڈ تک جاکر دس گز رہ گئی ہے۔ یہ مینار اندر سے خالی ہے اور اس میں پچیا سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں کہ ان سے اس لاٹھ پر چڑھ جاتے ہیں۔ اگلے زمانہ کا حال تو معلوم نہیں مگر فی الحال اس میں اس حساب سے سیڑھیاں ہیں۔ پہلے درجہ میں اکیسو چھپن۔ دوسرے میں اٹھنر۔ تیسرے میں باسٹھ اور چوتھے درجے میں پانچ اور پانچویں میں بھی پانچ محرف سیڑھیاں ہیں۔ اس لاٹھ پر آیات قرآنی کندہ ہیں اور چند جگہ کتبہ ہیں جن میں بنانے والے اور مرمت کرنے والوں اور معمار کا نام کندہ ہے۔ ان کتبوں میں سے چوتھے درجے کے نوگرد پٹکہ میں کتبہ لکھا ہوا ہے اور باقی کتبہ دوسرے پر لکھے ہوئے ہیں۔ اب درجہ اول کا حال تحریر ہوتا ہے۔

درجہ اوّل مسجد قوت الاسلام

جنوب کی طرف لاٹھ کے سامنے جو تین در ہیں یہ اس مسجد کا پہلا درجہ ہے۔ اس درجہ میں قبلہ کیجانب تین در ہیں بیچ کا بڑا اور ادھر اُدھر کے چھوٹے یہ سب سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہیں اور اس پر تسنیخ اور خط کوفی میں آیات قرآنی کندہ ہیں اور بدستور بیل بوٹے کندہ ہیں۔ اس درجہ کے جنوبی ضلع میں رائے پتھورا کے بتخانہ کی عمارت موجود ہے۔ اس درجہ کے جنوبی در کے بازو پر ۶۲۷ھ کندہ ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ درجہ بھی سلطان شمس الدین کے سامنے تعمیر ہوا تھا۔ اسکے در اتنے بلند ہیں کہ اور کہیں دیکھنے میں نہیں آئے۔ اسکی بلندی اڑتالیس فٹ کی ہے اور بغلی کے در اٹھائیس فٹ بلند ہیں اس حساب سے اس مسجد کی رفعت و شان خیال کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

درجۂ دوم مسجد قوت الاسلام

یہ درجہ بہت بڑا ہے اور اب اسکے برابر اور کوئی درجہ نہیں سبب یہ ہے کہ اس مسجد کے تین درجہ تیار ہوئے تھے اور دو درجے بن بنے رہ گئے اِس درجہ سے یہ درجہ گویا اب بیچ کا درجہ ہوگیا ہے اور اس پر خوبی یہ ہوئی کہ یہ درجہ پہلے اور تیسرے درجہ سے بڑا بھی تھا اسواسطے کہ اسکے مقابل کا چوتھا درجہ بنتا۔ اِس درجہ میں قبلہ کی طرف پانچ در ہیں۔ اِدہر اُدہر تو دو دو چھوٹے اور بیچ کا پانچواں در بہت بڑا ہے ان دروں کی بلندی بھی سابقہ درجہ اول کے برابر ہے اِس درجہ کے دروں پر سنگ کاری بہت نفیس اور اعلیٰ ہے۔ ایسا تکلف کا کام اور کسی درجہ پر نہیں ہے اور بہ تو آیات قرآنی کندہ ہیں۔ اِس درجہ کے بیچ کے در پر سال تعمیر ۵۹۲ھ ماہ ذیقعدہ کندہ ہے اِس سے معلوم ہوا کہ اسکو سلطان معزالدین محمد بن سام نے اپنے عہد میں بنوایا ہے اِس حساب سے پایا جاتا ہے کہ قریب سات سو برس کی عمر ہے۔

اِس درجہ کا عرض قبلہ کی طرف سے جنوبی اور شمالی ضلعوں سمیت ایک سو اٹھتیس فٹ کا ہے اور اسی درجہ کے صحن میں لوہے کی لاٹ ہے کہ ہم اُس کا بیان کرتے ہیں۔

لوہے کی لاٹ

یہ بہت قدیم ہے اِس پر اگلے حرفوں اور اگلی زبان میں کچھ عبارت کندہ ہے کہ اب پڑھی نہیں جاتی۔ بعض لوگ اِس لاٹ کی تاریخ یوں بیان کرتے ہیں کہ راے پتھورا کے [illegible] نجومیوں نے یہ بات کہی کہ ہم لے راجہ اِس شہر میں ایسی کیلی گاڑ دیتے قائم رہیگی تمہارا راج قائم رہے گا۔ راے پتھورا نے اسکی [illegible] کواکب کو دیکھ کر بیان کیا کہ اُنکی تاثیر سے ایسا ہوگا۔ مگر راجہ کی سمجھ میں نہ آیا اور چونکہ اسکی تیاری میں روپیہ زیادہ صرف ہوتا تھا اس وجہ سے وہ تامل کرتا تھا۔ ان پنڈتوں میں ایک

Marfat.com

ایک پنڈت بڑ جہاندیدہ اور عقلمند تھا اُسنے سمجھا کہ بے مورکھ سمجھاوتی کے کام نہیں چلنے کا ایسی بات بنانی چاہیئے کہ کام بنجاوے اُسنے راجہ سے کہا سنو مہاراج ساری دھرتی کے مالک راجہ باسک ہیں۔ یعنی شاہنشاہ سانپوں کے اُنکا دورہ ساری دھرتی میں ہوتا ہے اب کچھ دن باقی ہیں کہ وہ اس دہرتی میں آیا چاہتے ہیں۔ ہم اِس کیلی کو اُنکے سر پر گاڑ دینگے کہ کیلی اکھڑے گی اور نہ راجہ باسک یہاں سے جاوینگے اور نہ یہاں کا راج ٹلے گا۔ یہ بات راجہ کی سمجھ میں آگئی۔ اور حکم دیا کہ کیلی بنائی جاوے۔ سب پنڈت جمع ہوئے اور نجوم دیکھ کر وہ کیلی گاڑی گئی۔ تھوڑے دنوں کے بعد راجہ کے دل میں وہم پیدا ہوا کہ یہ کیلی راجہ باسک کے سر پہ بیٹھی یا نہیں اِس خیال سے پنڈتوں کو بلا کر کہا مجکو کیلی اکھاڑ کر راجہ باسک کا سر دکھاؤ۔ ہر چند پنڈتوں نے منع کیا مگر راجہ نہ مانا اور کیلی کو اکھڑوایا پنڈت بھی آخر گرو تھے اُس کیلی کے پیندے میں کسی ترکیب سے لہو لگوا دیا۔ راجہ کو لہو دیکھ کر بڑا صدمہ ہوا۔ اور کیلی پھر گڑوا دی۔ مگر اب کیا ہوتا تھا۔ اِسکے تھوڑے دن بعد مسلمانوں کی سلطنت ہو گئی۔ غرض یہ لاٹ عجائب روزگار سے ہے بائیس فٹ اونچی ہے اور جڑ کی موٹائی پانچ فٹ تین انچ ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ اسکو کیونکر ڈھالا ہوگا۔ بہت خوبصورت ڈھلی ہے۔

درجہ سوم مسجد قوت الاسلام

یہ تیسرا درجہ اس مسجد عالی کا ہے یہ درجہ بعینہ ایسا ہے جیسا پہلا درجہ یہ بھی سلطان شمس الدین کے عہد میں بنا ہے اور اسی سنہ میں بنا ہے اسکے بھی تین در ہیں بیچ کا بڑا اور دو چھوٹے پہلا درثابت ہے بیچ کے در کی محراب ٹوٹ گئی ہے تیسرے در کا صرف ایک بازو باقی ہے اور ایک بازو اور در کا نام و نشان باقی نہیں شاید سڑک میں آگیا۔ کہ اسی در کے بیچ میں سے وہ سڑک جو لاڈو سرائے سے نکلی ہے قطب صاحب کو جاتی ہے یہ درجہ قبلہ کی طرف سے ایکسو آٹھ فٹ کا چوڑا ہے اب قیاس سے یہ پایا جاتا ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے اِس مسجد کو

Marfat.com

اسی قدر بڑا بنانا چاہا تھا اور یہ ارادہ کیا ہوگا کہ اس درجہ کے مقابل دوسری لاٹھ بنا وے۔ مگر بننے نہ پائی۔ جبکہ سلطان علاؤالدین خلجی بادشاہ ہوا اُسنے چاہا کہ اس مسجد کو اور بڑھا وے اور دوسرا مینار اس سے بھی زیادہ اُونچا بنا وے۔ اُس لئے بنیاد ڈالی اور بنانا شروع کیا مگر افسوس اُسکی عمر نے وفا نکی اور یہ کام ناتمام رہا۔

درجہ چہارم مسجد قوت الاسلام

اگرچہ یہ درجہ بنا ہوا نہیں ہے اور جتنا بنا ہوگا اُتنا بھی نہیں رہا لیکن دروں کے پایوں کے نشان معلوم ہوتے ہیں اور بنیادیں سب بن گئی تھیں اور بننا شروع ہو گیا تھا۔ بلکہ ابتک دو دو ڈھائی ڈھائی گز تک چنائی موجود ہے۔ پتھر تو لوگ اُکھیڑ کر لے گئے چونے کے ڈھیم باقی ہیں۔ اسکی قطع بالکل دوسرے درجہ کی ہے یعنے اِسکے بھی پانچ در بننے شروع ہوئے تھے تاریخ کی کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ یہ درجہ بھی سلطان علاؤالدین خلجی نے ۱۱۷۔ھ میں بنانا شروع کیا تھا مگر عمر نے وفا نکی اور ناتمام رہا

درجہ پنجم مسجد قوت الاسلام

اس درجہ کو بھی سلطان علاؤالدین خلجی نے ۱۱۷۔ھ میں بنانا شروع کیا تھا مگر ناتمام رہگیا اسکی قطع بالکل پہلے درجہ کی سی ہے یعنی تین در کا یہ درجہ بھی ہے۔ اِن دونوں درجوں کی چوڑائی قبلہ کی طرف سے اٹھاون فٹ ہے کہ اس حساب سے اس مسجد کے تا درجوں کی چوران ملا کر اور تیس فٹ آثاروں کا حق بڑھا کر چھ سو چھیالیس

ٹوٹی لاٹ

اس لاٹ کو بھی سلطان علاؤالدین خلجی نے ۱۱۷۔ھ میں بنانا شروع کیا تھا جس طرح کہ یہ

Marfat.com

درجے ناتمام رہ گئے یہ مینار بھی ناتمام رہ گئی سلطان کا ارادہ تھا کہ اس لاٹ کو پہلی لاٹ سے بھی اونچا بناوے۔ اِس لئے اِس لاٹ کا دور پہلی لاٹ سے بڑا رکھا تھا۔ اب اس کا پتھر اکھڑ گیا ہے اور چونہ کا ڈھانچہ رہ گیا ہے لیکن ایک نامی چیز ہے اور یادگار بادشاہ الوالعزم ہے اِس لئے موجودہ حالت لکھی گئی۔ سنا ہے بزرگوں سے کہ اس کا سنگ سرخ حسب الحکم نواب شجاع الدولہ نواب لکھنؤ نکالکر مقبرہ صفدر جنگ میں لگایا گیا ہے۔

خیرالمنازل

دہلی کی مشہور مسجد ہے پرانے قلعہ کے سامنے واقعہ ہے عالی شان عمارت ہے دروازہ سنگ سرخ کا بینظیر بنا ہوا ہے اندر کے مکانات شکستہ ہو گئے ہیں جس میں مدرسہ تھا۔ مگر مسجد کی عمارت سالم ہے۔ یہ مسجد و مدرسہ ماہم بیگم کا تعمیر کردہ ہے۔ انہوں نے شہنشاہ اکبر کو دودھ پلایا تھا۔ اور انکا صاحبزادہ آدہم خان تھا جو شہنشاہ اکبر کا کوکہ ہوا۔ اِس نے شمس الدین خان کوکہ وہ بھی اکبر کے کوکہ ہوتے تھے اور انکی ماں نے بھی ماہم بیگم کے بعد اکبر بادشاہ کو دودھ پلایا تھا بوجہ رقابت عین قلعہ میں قتل کر دیا۔ اکبر کو اطلاع ہوئی تو حکم دیا کہ ادہم خاں کو قلعہ کے کنگورہ پر سے خندق میں پھینکدیں چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور اِس طرح یہ مارے گئے۔ انکا مقبرہ قطب صاحب میں ہے جو بھول بھلیاں کے نام سے مشہور ہے اور شمس الدین خان اتکہ کا مقبرہ نظام الدین میں ہے جو چونسٹھ کھنبہ کے نام مشہور ہے اِس واقعہ کی تاریخ ہے "دو خوں شا. بزیادتی یک" غرض یہ مدرسہ و مسجد ماہم بیگم کی تعمیر ہے اب منجانب سرکار انگریزی اسکی صفائی ہو گئی ہے اور کچھ مرمت کر دی گئی ہے محکمہ آثار قدیمہ میں لے لیا گیا ہے اور حفاظت کے لئے منجانب محکمہ ایک آدمی مقرر ہو گیا ہے۔ گرد و نواح کے آدمی اِس میں نماز عید میں پڑھنے لگے ہیں۔ اسکے گرد کوارٹر اور کوٹھیاں بن گئی ہیں۔ اور اب اس میں زیادہ رونق ہو جانے کی اُمید ہے۔ نئی دہلی نے قدمبوسی کی ہے۔

Marfat.com

اِسکی محراب کی پیشانی پر یہ تاریخ تعمیر کندہ ہے۔ ؎

بدورانِ جلال الدین محمد — کہ باشد اکبرِ شاہانِ عادل
چو ما ہم بیگم عصمت پناہی — بنا کردا ین بنا بہرِ افاضل
وے شد سائی این بقعۂ خیر — شہاب الدین احمد خان باذل
زہے خیریت این بقعۂ خیر — کہ شد تاریخ او خیر المنازل

مسجد قلعہ کہنہ

یہ مسجد نصیر الدین ہمایوں بادشاہ نے قلعہ کہنہ کی مرمت کے ساتھ بنائی ہے۔ اُس زمانہ کی عمارات میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ پانچ در ہیں اور عجیب دلکش وضع کے ہیں۔ اگرچہ یہ مسجد سنگ خارا کی ہے لیکن رو کار میں سنگ سرخ اور سنگ مرمر اس خوبی سے لگا ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔ ہر ہر محراب اور گوشہ پر آیات قرآنی بخط نسخ اور کہیں کہیں بخط تعلیق ہے کہ جس کا پڑھنا اس وقت والوں کو مشکل کا سامنا ہے۔

صحن میں بہت اچھا مثمن حوض ہے۔ اگرچہ بے مرمتی سے سابقہ حالت پر نہیں۔ مگر اُس زمانہ کے عالی ہمتوں کا یادگار ہے۔ اِس مسجد کی چھت پر جانے کا راستہ بھی عجیب طرز سے بنایا ہے اور اسکی دیوار کے آثاروں میں عجب عمدہ عمدہ نشیمن بنائے ہیں۔ چھت کے اوپر اب صرف گنبد ہے۔ کہتے ہیں کہ گنبد کے اوپر دو چھتریاں تھیں کہ اب ٹوٹ گئی ہیں۔ اِس مسجد کا لدا ؤ اس خوبصورتی سے بنایا ہے کہ آنکھ اٹھانے کو جی نہیں بلکہ دل یہی چاہتا ہے کہ دیکھا ہی کیجئے۔ اور اس مسجد کے پاس ایک [illegible] بہت بلند۔ اسکو شیر شاہ نے اپنے عہد سلطنت میں بنایا تھا کہ اسکو آخر بنا ہوئے ۴۰۰ برس کا ہوا ہے اور اس عمارت کا نام شیر منڈل رکھا تھا۔ بلکہ اس عمارت کے بننے کے بعد

Marfat.com

اِس سارے قلعہ کو شیر منڈل کہنے لگے تھے اور یہ عمارت تمام سنگ سُرخ کی بنی ہوئی ہے بیچ میں تو ایک کمرہ سا ہے اور چاروں طرف بہت پتلی سی خلام گردش ہے۔ اور سب سے اُوپر ایک بُرجی ہے۔ اور مقصود اس عمارت کے بنانے سے صرف سیر گاہ تھی۔ اِس ہی میں ہمایوں نے کتب خانہ کیا تھا۔ اِس ہی پر سے ہمایوں نے گر کر انتقال کیا تھا۔ تاریخ وفات یہ ہے "ہمایوں بادشاہ از بام فتاد"

اِس قلعہ میں ایک باولی اب نمودار ہوئی ہے اِس میں اِسی سیڑھیاں ہیں۔ پُرانے قلعہ میں پانی بہت نیچا ہے اور کھاری ہے۔ اب اِس قلعہ کو سرکار انگریزی نے رعایا سے خالی کرا کر دار الضرب بنانے کا منشا ظاہر کیا تھا۔ اور جا بجا سے مرمت بھی کرائی ہے اور تمام قلعہ میں گھاس کے تختہ بھی لگا دیئے ہیں جس سے نظارہ دلکش ہو گیا ہے۔ اور سرکار دولتمدار کو اچھی آمدنی ہو گئی ہے۔

اِس قلعہ کے تین دروازے ہیں۔ ایک دروازہ کو عوام طلاقیہ کہتے ہیں اور کہتے ہیں اِس میں خزانہ ہے۔

ایک موٹھ کی مسجد

یہ ایک مسجد ہے بہت نامی اور نہایت عالی۔ اِسکی عمارت پٹھانوں کے وقت کی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس پر کوئی کتبہ نہیں۔ جس سے سالِ بنا معلوم ہو۔ اس مسجد کے پانچ در ہیں۔ اِدھر اُدھر دو چھوٹے بیچ میں بڑا۔ اِس میں جانے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اور دروازہ بہت عمدہ بنا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ نے رستہ چلتے ہوئے ایک موٹھ کا دانہ زمین پر پڑا دیکھا۔ اُٹھا لیا اور وزیر ساتھ تھا اسکو دیا۔ وزیر خوش تدبیر نے آداب بجا لا کر لے لیا اور اسکو اُبوایا۔ ہر سال اُسکی افزونی ہوتی گئی۔ یہانتک کہ کئی سال میں اُسکی آمدنی سے بہت سا روپیہ جمع ہو گیا۔ اُس روپیہ سے یہ مسجد بنوا کر بادشاہ کی نذر کی۔ اور اسی وجہ سے

Marfat.com

ایک موضع کی کہلاتی ہے - اِس مسجد کی عمارت عمدہ ہوئے ہیں شک نہیں اور اس مسجد ہی کے نام سے یہ جگہ مشہور ہوگئی ہے یہ مقام ایک گانو ہوگیا ہے بہت سے ہندو مسلمان زمیندار یہاں آباد ہیں - آریوں کا یہاں زور ہے -

مسجد سرہندی

یہ ایک مسجد ہے لاہوری دروازے کے باہر - اب فصیل توڑ دی گئی ہے تو شہر کے اندر آگئی ہے - یہاں کھاری باؤلی کا بازار ختم ہوتا ہے اور اب بوجہ ریلوے کا پل بننے کے سڑک اونچی ہوگئی ہے اور یہ مسجد نشیب میں آگئی ہے - اِس مسجد کے تین گنبد ہیں تمام و کمال سنگ سرخ کے اور یہ مسجد بھی تمام سنگ سرخ کی ہے - صحن وسیع اور دلکشا اور خوشنما - اِس وقت بکثرت نمازیاں اس میں آتے ہیں - اور خاص کر مغرب کے وقت - جو فتح پوری کی مسجد سے آگے بڑھ جاتے ہیں راہ گیر وہ اِس مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں - اِس وقت میں اسکی چار دیواری منہدم ہوگئی ہے - اگرچہ یہ مسجد کہنہ ہے مگر اس طرح کی مضبوط بنائی گئی ہے کیا عجب کہ قیامت کی خبر لاوے - یہ سرہندی بیگم کی تعمیر ہے جو شاہی بیگمات میں سے تھیں اور علاقہ سرہند انکی جاگیر میں تھا - لاہوری دروازہ تک اس کا صحن تھا - سڑک بننے کے بعد اسکے صحن کا بڑا حصہ سڑک میں آگیا اور اطراف کی زمین بھی اس مسجد کے احاطے سے اب باہر ہوگئی اسکی وہ شان و شوکت نہیں رہی جو شاہی مسجدوں کی ہے -

موتی مسجد

یہ قلعہ معلی میں ایک مسجد ہے حمام کے قریب مشرف بباغ حیات بخش سے پاؤں تک سنگ مرمر کی - فرش اس کا اور در و دیوار - محراب و منقوش اور چھت و منارہ سب کی مسجد سنگ مرمر کی ہیں اور اس پر وہ جست کاری ہوئی ہے اور ایسے گل بوٹے بنائے ہیں

Marfat.com

کہ وہ یکہتے سے تعلق رکھتے ہیں۔ حقیقت میں ایسی بنت کاری تمام قلعہ میں کسی مکان پر نہیں ہوئی۔ بالکہ قلعہ کیا روسے زمین پر بھی سنگ مرمر نہ ہوگی۔ اس مسجد کے تین در ہیں۔ بہت خوشنما اور چھوٹے چھوٹے دو مینار ہیں۔ اور تین گنبد ہیں سنہری۔ اس مسجد کے صحن میں ایک حوض ہے جو بہت چھوٹا۔ اور بسبب اسکے کہ وہ دہ در دہ نہیں ہے پاک رہنا اُس کا مشکل معلوم ہوا۔ اسواسطے اُس میں ایسی ترکیب رکھی ہے کہ بھادوں میں سے اِس حوض میں پانی آتا تھا اور اُبل کر ہر وقت بہتا رہتا تھا۔ گویا یہ حوض بھی چشمہ جاری کا حکم رکھتا تھا۔ اور اس مسجد کے جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہے۔ واسطے عبادت اور وظیفہ و وظائف کے۔ اس میں بھی ایک مختصر کم عمیق بہت نفیس حوض ہے اور اُسکے گرد آئینہ بندی کی ہوئی ہے۔

اِس مسجد کو حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے ۱۰۷۲ھ جلوس میں بنایا ہے ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ اس پر خرچ ہوئے ہیں اور عاقل خان نے یہ تاریخ اسکی پائی ہے۔

اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا غرض یہ مسجد بھی عجائب روزگار سے ہے۔

مسجد شرف الدولہ

یہ مسجد سرراہ دریبہ کلاں میں واقع ہے۔ اونچی کرسی دیکر بنائی گئی ہے اسکے نیچے دو کانیں بنی ہوئی ہیں۔ خوبصورت خوش منظر مسجد ہے۔ چونہ اور اینٹ سے بنی ہوئی ہے۔ مگر برج سنگین ہیں۔ سنگ مرمر یا کسی اور پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔ کناری بازار کی طرف کا برج شکستہ ہوگیا تھا۔ اب بنوا دیا گیا ہے۔ غدر سے پہلے اسکے متعلق ایک بڑا مدرسہ اسلامیہ تھا۔ فی الحال وہ جگہ بھی موجود ہے علاوہ اسکی اور بھی جائداد ہے مگر اہل غرض لوگوں نے سب کا صفایا کر دیا۔ نہ مدرسہ رہا نہ جائداد۔ فرضی مالک بن کر سب کو برباد کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون بہت دنوں سے اس مسجد کا مقدمہ سرکار میں پیش ہے

Marfat.com

مسجد درگاہ نظام الدین

یہ مسجد خضر خان ابن علاء الدین خلجی کی تعمیر کردہ ہے جو آپ کا مرید با اعتقاد تھا۔ اتنا بڑا گنبد اور اتنا بلند دیکھنے میں نہیں آیا۔ اسکی عمارت عجائبات روزگار میں سے ہے۔ اور اسکے دہنے بائیں دو گنبد اور ہیں۔ بعض مورخ اس کا بانی خضر خاں ہی کو بتاتے ہیں اور بعض اوروں کو بتاتے ہیں۔ بڑے گنبد کے بیچ میں سوراخ کا کٹورا آویزاں ہے یہ بہت بڑا اوزنی ہے کہتے ہیں یہ سرپوش بانی [illegible] کا کٹورا بنایا رہا۔ جاٹوں نے اپنے آوارہ گردی کے زمانہ میں اس میں گولیاں مار کر [illegible] سوراخ پڑ گئے ہیں۔ یہ عمارت قابل دید اور عدیم النظیر ہے۔

مسجد ملکی خان

اس مسجد کو ۱۰۸۴ھ میں ملکہ شاہجہاں کے بادر میر [illegible] خاں خانساماں نے بنایا۔ یہ [illegible] امیروں میں سے تھے چوتھے اور [illegible] حکومت [illegible] لگا ہوا ہے۔ [illegible] ہے اور جو جو مہینہ [illegible] ہے۔ اس میں ایک کنواں بھی ہے۔

مسجد مولانا جمالی

۱۵۳۸ء میں یہ عالیشان مسجد [illegible] ہوئی ہے یہ مسجد آپ کے [illegible]

Marfat.com

کرایا تھا۔ پاس ہی اسکے مقبرہ مولانا جمالی بڑی صنعت کا بنا ہوا یادگار روزگار ہے۔

مسجد و مدرسہ حسین بخش

جو جامع مسجد کے جنوبی دروازے سے اُتر کے تھوڑے فاصلہ پر دائیں جانب واقع ہے۔

یہ مدرسہ ۱۲۶۸ھ میں تعمیر ہوا۔ سنگ سرخ سے تمام بنا ہوا ہے۔ اگرچہ بُرج اس کا نہیں ہے مگر چھت بہت مضبوط ہے۔ کاٹ کی چھت گیری لگی ہوئی ہے۔ اور حوض مصفا ہے اور چاہ پختہ ہے اور غسل خانے تین ہیں۔ آجکل کے رواج کے بموجب نل بھی ہے۔ اس مدرسہ میں قرآن شریف ہمیشہ سے پڑھایا جاتا رہا ہے۔ اور فقہ و حدیث کی تعلیم دی جاتی رہی ہے۔ ہر سال پچاس کے قریب طلبا فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ دور دراز کے طلبار کا بانی کے ساتھ زاد راہ اور فضیلت کی دستار بندی سے مزین ہو کر اپنے اپنے وطن کو دلشاد جاتے ہیں مختلف علما کے وعظوں سے مخلوق خدا کو راہ ہدایت دیتا رہا ہے۔ مدرسہ میں آجکل مولوی نعیم الرحمن صاحب دیوبندی گیارہ ماہ تک وعظ فرماتے ہیں۔ ماہ رمضان میں مولوی احمد سعید صاحب وعظ فرماتے ہیں۔ بانی مدرسہ کا نام حسین بخش تھا۔ اس سبب سے مدرسہ حسین بخش کے نام سے نامزد ہے۔ اس مدرسہ کی جائداد سے ہر صاحب استعداد کو چاہیئے کہ کار خیر میں شریک ہوئے۔ اس مدرسہ کے صحن میں حجرے ہیں اُس میں طلبا رہتے ہیں۔ اور جانب مغرب چاہ و غسلخانہ ہیں۔ اور ایک مکان مدرس کے رہنے کو ہے اور چھت پر کمرہ ہے

مسجد و مدرسہ حسینیہ

کٹرہ گوکل شاہ میں واقع ہے۔ یہ مدرسہ مولوی محمد حسین صاحب تخلص فقیر کا بنایا ہوا ہے جبکہ مدرسہ حسین بخش سے آپنے علیحدگی اختیار کی تو اس میں سلسلہ درس و تدریس جاری

Marfat.com

کیا۔ اور نیز ہر جمعہ کی نماز کے بعد مولوی محمد حسین صاحب کی اولاد وعظ کہتی رہی ہے۔ آپکے فرزند مولوی ابراہیم صاحب اور کبھی مولوی حبیب الرحمن صاحب گاہ گاہ مولوی عبدالرحمن صاحب راسخ اور اب مولوی اسحٰق صاحب وعظ فرماتے ہیں خدا انکو سلامت رکھے اور چراغ سے چراغ جلاوے۔ یہ مدرسہ بھی چونہ گچی سے نہایت کشادہ بنا ہوا ہے۔ اوپر مستورات کے وعظ سننے کو سہ دریاں بنی ہوئی ہیں۔ حوض مصفا۔ چاہ پختہ بنا ہوا ہے۔ زمانہ حال کی ایجاد جونل ہے وہ بھی ہے۔ طلبار کے رہنے کو حجرہ بھی ہیں۔ کام مدرسہ کا چندہ سے چلتا ہے۔ ہر صاحب مقدور کو چاہیئے کہ اس چشمہ فیض کے جاری رکھنے میں مدد کرے خواہ کہیں ہو۔ کیونکہ یہ قومی کام ہے۔

مسجد محلہ چھلی والاں

یہ مسجد قدیم زمانہ سے چلی آتی ہے۔ ہمیشہ قرآن شریف یہاں پڑھا گیا ہے۔ اسکی تین حالتیں بندہ کی نظر سے گذری ہیں۔ پہلے یہ چھوٹی سی مسجد تھی اور اس میں مولانا عبدالرب صاحب نے وعظ کہنا شروع کیا۔ بعد انکے انکے صاحبزادے مولانا محمد ادریس صاحب وعظ فرماتے رہے۔ ازاں بعد انکے منشی صاحب فرماتے رہے یہ بھی قدم اقدم ان دونوں بزرگوں کے تھے بعد ازاں مولانا راسخ نے شروع کیا اور انکے بعد مولوی احمد سعید صاحب نے وعظ کہنا شروع کیا اور مسجد کو پھر کر سے بنوایا۔ تو اس کی بنیاد میں سے تین ستون دبے ہوئے [illegible] اس وقت میں قبلہ کی جانب لگے ہوئے ہیں۔ اور حوض بنا۔ اور [illegible] کی اسقدر کثرت ہوئی کہ مسجد دوبارہ اور وسیع کی گئی۔ اور حوض بنا کر دیا گیا۔ ازاں بعد [illegible] ذرا سی ڈراڑ آگئی تو پھر کے سے بنیاد کو پختہ کر کے مسجد کی تعمیر کی گئی۔ اب وضو نہیں ہاتھ اور کنواں جو پہلے سرے پر تھا اب مسجد کے صحن میں واقع ہو گیا ہے۔ اب مسجد ارباب خیر کی

Marfat.com

توجہ اور لاگت سے بہت مضبوط اور وسیع ہو گئی ہے اور سہ دریوں میں چھت کے نیچے عورات کے وعظ سننے کی جگہ ہے۔ افسوس کہ بوجہ عدیم الفرصتی اب مولٰنا احمد سعید صاحب کا وعظ ہر روز نہیں ہوتا ہے۔ سلسلہ وار کبھی کبھی ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کا وعظ ایک لڑی بندھا ہوتا ہے اور ہر بات کے ثبوت کو قرآن شریف کی آیت سے ثابت کیا جاتا ہے اللہ انکو سلامت رکھے یہ وعظ میں عجیب سماں باندھ دیتے ہیں اور شائقینوں کا شوق وعظ سننے کا بڑھتا جاتا ہے آمین یا رب العالمین عدیم الفرصتی سے ناغہ بہت کرتے ہیں جو باعث دل شکنی ہوتا ہے

مسجد و مدرسہ نواب غازی الدین

اجمیری دروازہ کے باہر نہایت لطیف و نفیس مسجد، مدرسہ بنا ہوا ہے۔ مسجد ساری سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور ایسی خوبصورت اور مستحکم ہے کہ جواب نہیں رکھتی۔ اس کا دروازہ خود ایک عالیشان عمارت ہے سنہ ۱۸۵۷ء میں اسکے بھی ٹوٹنے کا حکم ہو گیا تھا۔ مگر بڑی محنتوں سے صرف دروازے کی محراب ٹوٹ سکی آخر اسکا توڑا جانا ملتوی کر دیا اور یہ عظیم الشان عمارت اتفاق زمانہ سے بچ گئی۔ یہ وہی عمارت ہے جس میں دہلی کالج تھا اور بڑے بڑے نامور ادیب اس سے تعلیم پا کر نکلے۔ آخر میں بوجہ کمی آمدنی اسکی حالت بہت خراب ہو گئی تو کچھ لوگ لکھ دیئے گئے اور نواب ضیاء علیخان اغا دالدولہ نے جو وہاں اسوقت وزیر تھے۔ اور رہنے والے دہلی کے تھے ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ سرکار میں داخل کر کے اس کا وثیقہ مدرسہ کے نام جاری کرا دیا۔ اب اس میں عربک کالج جاری ہے مدرسہ کے احاطہ میں اور حصہ پر بھی مکانات بن گئے ہیں۔ جنوب کی طرف ایک مسجد ہے جس میں نواب غازی الدین خان کے خاندان کی قبریں ہیں۔ صحن میں ایک بہت بڑا حوض تھا جس کو بند کر دیا گیا ہے اور اب وہاں چمن لگا ہوا ہے۔ یہ مدرسہ احمد شاہ بادشاہ اور عالمگیر ثانی کے عہد میں تیار ہوا تھا نواب غازی الدین خان نظام الملک آصفجاہ والی دکن کے صاحبزادے تھے۔

راجہ از قسم سنگ مرمر ہیں اور مکراتی کان سے نکالے گئے ہیں۔

Marfat.com

باب دوم

مشاہیر بادشاہوں اور بزرگوں کے مقابر

مقبرۂ سلطان شمس الدین التمش رح

یہ وہ بلند ہمت شہنشاہ ہے جس نے مسجد قوۃ الاسلام اور اس کا مینار تعمیر کرایا۔ اور پھر آخر کو زمانہ کی گردش نے اسے بھی خاک میں ملا دیا۔ بہت عبرت کا مقام ہے کہ یہ زمانہ کسی کو نہیں چھوڑتا کیسے کیسے نامور لوگ زمین کے پیوند ہو گئے۔ یہ بادشاہ بہت نیک طینت اور نیک سیرت تھا۔ اسکے عہد میں سب لوگ ہندوستان میں چین و امان سے رہتے تھے۔ اس بادشاہ کی وفات کے بعد اسی مسجد قوۃ الاسلام کے عقب میں اسکا مقبرہ بنایا گیا۔ اس مقبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقبرہ سلطان رکن الدین فیروز شاہ اور سلطانہ رضیہ بیگم کے عہد میں بنایا گیا۔ اگرچہ اسکے بننے کی تاریخ کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ لیکن ۶۳۳ھ میں سلطان نے انتقال کیا تھا اسی حساب سے اسکی تعمیر کو بھی خیال کر لو۔ اس مقبرہ کی عمارت باہر سے تو سنگ خارا کی ہے اور اندر سے سنگ مرمر کی اور تمام دیواروں پر آیات قرآنی کندہ ہیں۔ بہت سے لوگ اس کو اس لئے بھی زیارت کرتے ہیں کیونکہ یہ خلافت شاہی ہے اسکے شبستان اور مسجد کو دیکھ کر جاتے ہیں۔

مقبرۂ سلطان علاء الدین خلجی

سلطان علاء الدین خلجی بڑا بادشاہ تھا کہ [illegible]

سے پانی ہوتا ہے [illegible] جس کا اکثر تمام و نشان [illegible] لوگ [illegible]

Marfat.com

الاسلام کے پہلے درجے کے پیچھے ایک اور درمسجد کے سے دکھائی دیتے ہیں اُسکے جنوبی ضلع میں ایک ٹوٹا سا کھنڈر ہے وہاں اِس سلطان السلاطین کی قبر ہے۔ اگرچہ مقبرہ عمارت کے لحاظ سے اِس قابل نہیں کہ اس کا حال تحریر کیا جاتا۔ مگر چونکہ ایک عالیشان دنیا کے نامور شہنشاہ کی آرام گاہ ہے اِس لیئے لکھا گیا۔

مقبرۂ سلطان غیاث الدین بلبن

پُرانی دلی کی آبادی حویلیوں کے کھنڈروں میں یہ مقبرہ ہے بالکل شکستہ وخراب نہایت ٹوٹا پھوٹا۔ اِس مقبرہ کا پتھر اُکھڑ کر لکھنؤ گیا اور کچھ دلی کے بادشاہوں کے وقت میں مکانات میں لگا اب اس مقبرہ کا وہی حال ہے جو سلطان علاؤالدین خلجی کے مقبرہ کا ہو گیا ہے صرف ایک ٹوٹا کھنڈر چونہ کا ڈھیر باقی ہے مگر چونکہ ایک نامور بادشاہ کی قبر ہے اسکے لئے لکھا جاتا ہے کہ سلطان غیاث الدین بلبن ۶۸۶ھ میں فوت ہوا ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت سلطان معزالدین کیقباد بن سلطان ناصرالدین بن سلطان غیاث الدین بلبن نے جو اُسکے بعد بادشاہ ہوا بنائی ہوگی اِس حساب سے آجتک پانسو ستتر برس کے قریب عرصہ گذرا۔ اسی مقبرہ سے ملا ہوا۔ ایک چھوٹا سا مقبرہ اُسی طرح سے اُجڑا ہوا پڑا ہے وہ مقبرہ ہے خان شہید کا جو ملتان کے صوبہ دار تھے اور حاکم لاہور پر ہلاکو خاں کے مغلوں سے لڑکر شہید ہوئے تھے جنکے ماتم میں میر حسن دہلوی نے مرثیہ نثر فارسی لکھا تھا اور حضرت امیر خسرو کا دل ہلا دینے والا مرثیہ موجود ہے۔ یہ اُنہیں خان شہید کا مقبرہ ہے تواریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر خسرو اور حسن دہلوی خان شہید کے ہمراہ تھے جب وہ شہید ہوئے تو مغل ان دونوں کو گرفتار کر کے لیگئے اور بڑی مشکل سے بلخ لیجاکر چھوڑا دونوں دہلی واپس آئے امیر خسرو نے راہ میں جو مرثیہ لکھا تھا وہ دربار بلبن میں آکر سنایا جس سے اُسکو روتے روتے بخار ہو گیا اور اُسی بخار میں انتقال کیا۔

Marfat.com

مقبرہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ

آپ بڑے اولیائے کبار اور محدثوں میں سے ہیں۔ کمالات آپکے آفتاب سے سوا روشن ہیں کہ غایت شہرت سے حاجت مجھ خاکسار کے بیان کی نہیں رکھتے۔ آپکا مزار حوض شمسی کے کنارے پر واقع ہے اور بہت پر فضا اور دلچسپ مکان ہے۔ یہ مقبرہ آپکے انتقال کے بعد بنا ہے اور برج کے ایک دیوار پر یہ عبارت لکھی جس سے آپکا مختصر احوال بخوبی واضح طور پر معلوم ہوتا ہے ہم یہاں اسکو معہ ترجمہ درج کرتے ہیں۔

مجمل احوال کرامت منوال مقتدائے وقت صاحب المفاخر ابوالمجد عبدالحق رحمۃ اللہ رحمۃ سبقۃ آنکہ از مبادی شعور بطاعت حق و طلب علم کمر بستہ نزدیک باوان بلوغ اکثر علوم دینیہ تحصیل کرد و در سن بست و دو سالگی از ہمہ آن فارغ شد و کلام مجید از بر گرفتہ بر سند نشست و ہم در عنفوان جوانی جاذبۂ الٰہی در رسید یکبارہ دل از یار و دیار بر کندہ متوجہ حرمین محترمین گشت مدت مدید ہاں مقامات شریفہ اقامت ورزید باقطاب زمان و اولیائے کبار صحبتہا داشتہ بود اربع ارجمند و خصت ارشاد طالبان اختصاص یافت و علاوہ آن تکمیل فن حدیث نمودہ بہر کمالات فراوان بموطن مالوف مراجعت فرمود و مدت پنجاہ و دو سال بجمعیت ظاہر و باطن تمکن یافت تکمیل فرزندان و طالبان بجا آوردہ و بہیئت مسلوبہ سیما

مختصر احوال پیشوائے وقت صاحب فخر کرامت ہاطن و ظہر یق رکھنے والے صاحب بزرگی عبدالحق رحمہ اللہ کی سات بار آپہنچنے ہی اللہ کے حق کی نامبداری اور طلب علم کر حدیث کو پہنچے تو اکثر علوم دینیہ آپ کے ہاتھ تھے اور بائیس سال کی عمر میں آپ فارغ التحصیل ہوئے اور کلام مجید حفظ کر لیا اور ابھی پہلی جوانی تھی کہ الٰہی دل و جان اور شعلہ طلب سے اشتعال پذیر ہوئے مدت تک آن مقامات شریفہ میں اس زمانہ کے قطبوں اور بڑے بڑے ہیں بلکہ ان سے اسناد حدیث حاصل کیں دوسرے اور بہت سے علماء ان صاحب کی صحبت سے کمالات سے مالوف کو واپسی کی بادن پر دین ظاہری و باطنی

Marfat.com

علم شریف حدیث پرداختہ بنہجے کہ در دیار عجم
احدے از علماے متقدمین و متاخرین دست
ندادہ است ممتاز و مستثنی گردید و در فنون علمیہ
خاصۃً فن حدیث کتب معتبرہ تصنیف کرد چنانچہ
علماء زمان اختیار بدان ورزیدہ دستور العمل
خود دارند و اہل درس در خواص و عوام بچان
خریداری می نمایند۔ تصانیف این ولیاقت والا
از صغیر و کبیر بسند جادہ و بسبب شمار ابیات بپانصد
ہزار رسیدہ است و در محرم ۹۵۸ھ این نور
اتمہ پرتو ظہور بعالم عنصری دادہ و در ۱۰۵۲ھ بتمام
آگہی و کشادہ پیشانی بعالم قدس خرامید۔

تاریخ ولادت۔ شیخ اولیا۔

و تاریخ وفات۔ فخر العالم است۔

اپنے فرزندوں و طالبوں کی تکمیل کی۔ زیادہ تر علوم خصوصاً
فن شریف حدیث میں مشغول رہے اور اسکو ایسا حاصل کیا
کہ کسی نے علماء متقدمین و متاخرین سے دیار عجم میں حاصل
نہیں کیا آپ اُن سے مستثنیٰ اور ممتاز ہو گئے۔ اور فنون
علمیہ خاصکر فن حدیث میں آپنے کتب معتبرہ تصنیف کی ہیں
چنانچہ زمانہ کے عالموں نے انکو اختیار کر کے اپنا دستور العمل
بنایا ہے اور اہل درس اور خاص عام انکو جان سے خریدتے
ہیں۔ آپکی تصانیف عالی چھوٹی بڑی سو کتابوں کے
قریب ہیں اور سطروں کے حساب سے پانسو ہزار تک بھی تعداد
ہے۔ اس کامل نور نے ماہ محرم ۹۵۸ھ عالم عنصری میں
اپنا پرتو ڈالا (یعنی پیدا ہوئے) اور ۱۰۵۲ھ میں کشادہ پیشانی
اور علمیت کیساتھ عالم قدس کو رخصت ہوئے تاریخ پیدائش
شیخ اولیا۔ اور تاریخ وفات۔ فخر العالم ہے۔

درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ

آپکا حال تحریر ہو چکا ہے یہاں صرف درگاہ کی عمارت کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے۔
آپکا مزار مبارک خام ہے اور قبر شریف مٹی کا ڈھیر ہے۔ سبحان اللہ کیا خاکساری ہے
کہ کھلے آسمان کے نیچے آپکا مزار ہے اسپر وہ نور اور شان و شوکت ہے کہ دیکھنے سے تعلق
رکھتی ہے۔ وفات آپکی شب دوشنبہ چودھویں ربیع الاول ۶۳۳ھ میں ہوئی ہے۔ ایک
دفعہ شہر شاہ بادشاہ اس طرف شکار کو آیا۔ زیارت مزار مبارک سے مشرف ہوا۔ دیکھا کہ آپکے
مبارک پر کوئی تکلف کا سامان نہیں ہے۔ خیال کیا کہ اسکے گرد چار دیواری بنوا دینی چاہیئے
اور ایک حد مقرر کر دینی چاہیئے کہ وہاں سے لوگ جوتیاں اتار کر حاضر ہوا کریں۔ یہ خیال کر کے

Marfat.com

کرکے اُسنے چار تیر چاروں طرف پھینکے اور جہاں جہاں تیر گرے وہاں وہاں ایک ایک دروازہ بنوا کر چار دیواری بنوادی وہ چار دیواری بہت بڑی تھی اب اسقدر نہیں رہی مگر کچھ کچھ ٹوٹا پھوٹا نشان باقی ہے۔ پھر اور بادشاہوں کے عہد میں چار دیواری کو مختصر کرکے دروازے بنے کہ ہم اس مقام پر ہر دروازے کے اشعار لکھدیتے ہیں۔

اشعار دروازۂ غزنی

خلقے کہ درین گنج سعادت میرفت — آخر گہر نثار شاکر خان سُفت
گفتم چہ نویسم رقمِ تاریخش — رضوان بدر سرا درجنت گفت

اشعار دروازہ جانب حاطہ ملّا موج

دردان شہ جہان اسلام — گشت دروازہ بلند جناب
گرچہ صد ہست باب جنت را — لیس باب مثل ہذا الباب
کرد شخصے بنا کہ در بالش — یوسف ثانی از حق ست خطاب
چوں ز تاریخ نام کردم عرض — گفت درگاہ خواجہ اقطاب

اشعار دروازہ متصل مجلس خانہ

در زمانِ آفتاب چرخ دولت شیر شاہ — شاہ را بر باب کوکب مرکب گردوں غلام
این عظیم القدر درگاہے کہ اندر باب او — صادق آمد قول ہذا الباب من دار السلام
بود بست و چار و نہصد سال از ہجرت کہ شد — از اہتمام شیخ دیں پرور خلیل الحق تمام

اب سنہ ۱۲۵۲ھ میں شاہنشاہ زمان ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ غازی خلد اللہ ملکہ سلطانہ نے آپکے مزار مبارک کے گرد صندل کا ٹھہرہ لگا دیا تھا اور اس کار خیر سے دین مہدی حاصل کی تھی۔ اب درگاہ شریف میں اہل دل صاحبان نے سنگ کا فرش بنوا دیا ہے۔ مجر سنگ مرمر شاہ شیر کے زمانہ میں بنا تھا اب بقعۂ نور بن گئی ہے۔ مسجد متعلقہ درگاہ میں بھی فرش سنگ مرمر کا ہو گیا ہے اور روز بروز ترقی ہے۔

Marfat.com

مقبرہ حضرت سلطان غازیؒ

یہ مقبرہ بہت نفیس اور لطیف اور دلچسپ و دلکشا فرحت بخش و دلربا قطب صاحب سے دو کوس کے فاصلہ پر مغرب کی طرف ہے۔ اِس مقبرہ کو سلطان شمس الدین التمش نے بنوایا تھا۔ اِس مقبرہ میں چاروں طرف مکان اور جانب غرب ایک چھوٹی سی مسجد سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ اور بیچوں بیچ ایک غار ہے کہ پندرہ سیڑھیاں اُتر کر اُس غار میں جاتے ہیں۔ اور اس غار میں ستون کھڑے کر کے اُسکی چھت پاٹ دی ہے اور اس میں حضرت کی قبر ہے اور اُس پر ایک مثمن چبوترہ بنا دیا ہے کہ کرسی اُس چبوترہ کی سنگ مرمر کی ہے۔ اور تہ چونہ کی۔ ارتفاع اس چبوترہ کا چار فٹ ساڑھے سات انچہ ہے۔ اور ہر ضلع اس کا پندرہ فٹ ڈیڑھ انچ کا ہے کل دور چبوترہ کا ایک سو اکیس فٹ ہوا۔ اِس چبوترہ میں جانب شرق و جانب غرب سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں اور جنوب کی طرف غار میں جانے کا دروازہ ہے مشہور ہے کہ پہلے یہ دروازہ بند تھا۔ اور لوگ چبوترہ ہی کی زیارت کیا کرتے تھے۔ تغلق شاہ کے وقت میں یہ دروازہ کھول دیا ہے اور لوگ اسکے اندر جا کر زیارت کیا کرتے ہیں۔ غار کا دروازہ چھوٹا ہے۔ ایک فٹ گیارہ انچ کا دہن اور تین فٹ نو انچ کا ارتفاع ہے۔ اس مقام پر پانی کی بہت تکلیف ہے اور وہاں جانے والوں کو پانی میسر نہیں آتا اور ظہور سے قریب دو ڈھائی کوس سے پانی آتا ہے

حوض خاص و مقبرہ فیروز شاہ

فیروز شاہ ہندوستان کے بڑے نیک نام بادشاہوں میں تھے حوض خاص پر جو اِن ہی کا تعمیر کردہ ہے مقبرہ ہے۔ یہ ایک سیرگاہِ معقول تھی حوض بالکل ٹوٹ گیا ہے یہاں تک کہ پانی بھی اس میں نہیں ٹھیرتا۔ اِس حوض کے جنوبی ضلع میں مکانات

Marfat.com

اور نشستگاہ بنی ہوئی تھی۔ اور اسی طرف فیروز شاہ کا مزار ہے اور اسکے دروازے کی پیشانی پر چونہ میں کتبہ لکھا ہوا تھا۔ مگر اب وہ جا بجا سے ٹوٹ گیا ہے اور پڑھا نہیں جاتا یہ مقبرہ سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ نے ۷۹۴ھ میں بنوایا ہے۔

مقبرۂ سلطان سکندر بہلول

کہتے ہیں کہ یہ مقبرہ نظام خان المقلب بہ علاؤ الدین سلطان سکندر شاہ بن سلطان بہلول لودھی کا ہے اور چونکہ سکندر شاہ ۱۳ ذیقعدہ ۹۱۵ھ کو مرا ہے اس سبب سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ مقبرہ بھی اسی زمانہ میں بنا ہوگا۔ کہ اس بات کو چار سو برس سے زیادہ کا عرصہ ہوا۔ یہ عمارت بھی بہت اچھی ہے

قدم شریف

یہ درگاہ بہت نامی اور گرامی ہے حقیقت میں یہ قبر ہے شاہزادہ فتح خان ابن فیروز شاہ کی اور اسکے اوپر نقش قدم ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ معجزہ صادر ہوا تھا کہ پتھر پر نقش قدم ثبت ہو گیا تھا یہ نقش قدم فیروز شاہ بادشاہ کے عہد میں آیا اور مشہور یہ ہے کہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت اس کو لائے تھے اور فیروز شاہ بادشاہ کو تبرکاً دیا تھا۔ اسی زمانہ میں [illegible] فتح خان کا انتقال ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے یہ قدم شریف اٹھا کر شاہزادہ کی قبر پر نصب کرا دیا اور قبر کے تعویذ پر باڑھ چنوا کر حوض سا بنوا دیا کہ اب تک پانی بھرا رہتا ہے اور پڑے رہتے ہیں۔ لوگ تبرکاً یہ پانی لے جاتے ہیں اور بیماروں کو پلاتے ہیں۔ والے جن پری اور بھوت وغیرہ کے لئے آبحیات ہے [illegible] جاتے ہیں۔ اور یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

اے خضر دل اسی کے پئے سے نجات ہے	پانی قدم شریف کا آب حیات ہے

Marfat.com

ربیع الاول کی یکم سے بارہ تاریخ تک یہاں بہت دھوم دھام سے میلہ رہا کرتا ہے خصوصاً گیارہویں اور بارہویں کو بہت دھوم ہوتی ہے۔ یہ درگاہ فیروز شاہ کی تعمیر ہے۔ ایک قلعہ ہے دروازہ نہایت شاندار اور بلند ہیں اندر فتح خاں کی قبر پر نہایت عمدہ عمارت بنی ہوئی ہے ایک مختصر مسجد ہے۔ لوگ یہاں مدفون ہونا باعث نجات خیال کرتے ہیں تمام قلعہ قبروں سے بھر گیا ہے اور گرد قلعہ کے دور تک گورستان ہے۔ بڑے بڑے نامی گرامی لوگوں کی قبریں ہیں۔ اس درگاہ کے ایک دروازے پر یہ اشعار لکھے ہیں۔

زہے گمناں رہنمائے محمدؐ	ہدایت دہندہ ہدائے محمدؐ
خوش آں مدرسہ منبر و بارگاہے	کہ در وے باشد ثنائے محمدؐ
عرش گشتہ در زیر پا او مدام	ہر آں کو شدہ خاکپائے محمدؐ
منم از سگانِ سگ کوئے او	شدہ شیروان از گدائے محمدؐ

درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ

آپکا حال مفصل تحریر ہو چکا ہے۔ یہاں صرف درگاہ کا حال لکھا جاتا ہے کہ آپ کا مزار مبارک زیر آسمان چونہ کا ہے اور ایسی فیض و برکت آپکے مزار پُر انوار سے عیان ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ آپکی کرامت ہے کہ باوجود تابشِ آفتاب کے آپ کا مزار ہمیشہ سرد رہتا ہے۔ جنوبی دروازہ درگاہ پر یہ اشعار کندہ ہیں۔ ؎

خواجہ باقیؒ آن امام الاولیا	عارف باللہ اسرار نبقت
نگہتِ بستان سرو انبیا	از نہالِ جعفری خوش گل شگفت
چونکہ بد مشرب فنا اندر بقا	محو حق گشتہ ز اسرار صفت
رخت بستہ زیں سرائے بے بقا	چوں ندائے ارجعی از حق شنفت

سالِ تاریخ وصالش خسروی
باقی باللہ نقشبند وقت گفت
۱۰۱۲

Marfat.com

مقبرہ ہمایوں

یہ مقبرہ ہے عجیب وغریب ولفیس ولطیف دہلی سے ڈہائی کوس جنوب کی طرف۔ اور اس میں ہمایوں بادشاہ کی قبر ہے۔ اور بہت سے شاہزادوں اور مغلیہ بادشاہوں کی قبریں ہیں۔ اِس مقبرہ کی عمارت ایسی خوب ہے کہ روئے زمین پر اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے ملاکر اسکی عمارت بنائی ہے۔ سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شاہوار اسکے آگے دریائے خجالت میں ڈوب جاتا ہے۔ اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب کی پنکھڑی پر شرف لے جاتا ہے۔ برج اُس کا تمام سنگ مرمر کا۔ گویا قدرتِ الٰہی کے دریا کا ایک موتی ہے۔ قطع اس برج کی بہت خوب ہے۔ ایسا خوشنما برج روئے زمین پر شاید ہی دوسرا ہو۔ چوڑا چکلا۔ اونچا۔ باوصف اِس عظمت کے ایسا نازک معلوم ہوتا ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں ہوسکتا صحن اس کا دلکشا اور مکانات اسکے دلربا۔ وضع نہایت خوب اور قطع بغایت مرغوب سُرخ سرخ پتھر میں سفید سفید دھاریاں عجیب عالم دکھاتی ہیں۔ گل بوٹے رنگ برنگ کے پتھر کے پھول پنکھڑیاں نئی نئی طرح کی۔ اور ہی تماشے نظر آتے ہیں۔ کسی زمانے میں یہ باغ بہت ہی آراستہ تھا۔ چاروں طرف نہریں جاری تھیں۔ جابجا حوض بنے تھے۔ پانی لہراتا تھا۔ فوارے چھوٹتے تھے۔ سرو کے درخت لگے ہوئے تھے۔ انبہ کے درخت تھے۔ گل کے درخت کثرت تھے بلبلیں چہچہاتی تھیں۔ اور اسکی خوبیاں حیرت کو یاد دلاتی تھیں۔ کسی شاعر نے اِس مقبرہ کی تعریف میں یہ شعر کہا تھا حقیقت میں یہ مقبرہ ایسا ہی تھا۔ جو کچھ اسکی تعریف میں کہو کم ہے ؎

ہر کہ میخواہد کہ بیند شکل فردوسِ بریں	گو بیا ایں مقبرہ دیں باغ ہمایوں را

دروازہ ہائے مقبرہ ہمایوں۔ اِس نفیس ولطیف مقبرہ کے دروازے چار ہیں اور نہایت خوشنما۔ ایک دروازہ تو جنوب کی طرف ہے اور ایک دروازہ مغرب کی طرف اِس طرف کے دروازے میں بہت اچھے اچھے مختصر مکان بنے ہوئے ہیں کہ لطافت اور دلکشائی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ دروازہ میں ہر مکان کے جانے کا جدا جدا راستہ

Marfat.com

ہے۔ اور خوبصورت خوبصورت سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ جنوبی دروازہ میں اگرچہ مکان نہیں ہے لیکن دروازہ کے گرد دروں کے بننے اور چبوترہ کے ہونے سے عجب نمود اور شان نکل آئی ہے۔ یہ دروازے بھی گویا بہشت کے دروازے ہیں اور سنگ سرخ اور سنگ رخام سے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن سنگ رخام ایسا دو دیا لگایا ہے کہ دور سے بعینہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ سنگ سرخ میں سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ فصیل اس مقبرہ کی چونہ اور سنگ خارا سے بنی ہوئی ہے اور فصیل کی دیوار پر پانی نہ ٹھیرے ایسا بنا ہوا ہے۔

بیچ اندرون احاطہ۔ ایک چھوٹا سا مقبرہ ہے۔ ہمایوں کے مقبرہ کی فصیل کے اندر سنگ سرخ سے بنا ہوا ہے۔ اور کہیں کہیں سنگ مرمر بھی لگا ہوا ہے۔ اس میں دو قبریں ہیں سنگِ مرمر کے تعویذوں کی۔ یہ نہیں معلوم کس کی ہیں۔ بہرحال ایک چھوٹی سی عمارت ہے قابل دید۔ یہ پتہ نہیں چلتا کہ کب بنی۔ کس نے بنائی۔ کوئی کتبہ نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ اس میں ایک باغ بھی تھا کہ جس میں ہر قسم کے میوے کے درخت لگے تھے اور سرو کے درخت جو قد یار پر طعنہ مارتے تھے۔ اور وہ گل جو لبِ زندگی بخش مہ جبینوں پر طعنہ دیتے تھے نام کو بھی نہ رہے۔ نہریں ٹوٹ گئیں۔ حوض بند ہو گئے۔ آبشاروں کا نام نہ رہا۔ مگر اب بھی کچھ کچھ نشان باقی ہے۔ اور شمال کیطرف چادر گرنے کا مکان۔ اور حوض اور نہروں کے فواروں کا خزانہ بنا ہوا ہے۔ مگر اب اس وقت سوائے سبز گھاس کے اور نل کے ذریعہ پانی دیا جاتا ہے اور کچھ نہیں۔ شبہ پڑتا ہے کہ زوجہ ہمایوں کا مقبرہ ہے

مقبرہ کی تیاری ۹۷۳ھ میں نواب حاجی بیگم ہمایوں بادشاہ کی بیوی کی سعی اور ہمت سے شروع ہوئی۔ اور سولہ برس کے عرصہ میں پندرہ لاکھ روپیہ لگا کر اس بہشت کے ٹکڑے کو بنایا تھا۔ اور فردوسِ برین کو زمیں پر گویا اتارا تھا۔

مدت تک یہ دستور رہا کہ بادشاہی خاندان سے جو کوئی مرتا اس مقبرہ میں دفن ہوتا تھا۔ جتنے اس مقبرہ کی کرسی کے حجرے ہیں۔ سب میں بادشاہوں یا شاہزادوں کی قبریں ہیں۔ کسی میں عالمگیر ثانی۔ کسی میں فرخ سیر۔ کسی میں دارا شکوہ وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

مقبرہ کے بیچ کے برج میں ہمایوں بادشاہ کی قبر ہے نہایت نفیس سنگ مرمر کا تعویذ ہے احاطہ کے اندر بانیہ اس مقبرہ کی حمیدہ بانو بیگم ملقب بہ مریم مکانی جلال الدین اکبر بادشاہ کی ما۔ یعنی حاجی بیگم کا مزار ہے۔ اس برج کے چاروں طرف بھول بھلیاں ہے اور وہ اس ترکیب سے بنائی ہے کہ بھول بھلیاں کے دروں میں سے جس جگہ سے دیکھو یہ تعویذ نظر آتا ہے۔ جو اس عالیشان برج کے اندر ہیں۔ اور اسی مقبرہ کے اندر سے غدر ۵۷ء میں ابوظفر بہادر شاہ نے لال قلعہ کو چھوڑ کر ہزاروں دقتوں سے پیدل چلکر یہاں آکر آرام لیا تھا نہ کھانے کا انتظام اور نہ پانی کا بندوبست تھا۔ یہ اس بھول بھلیاں میں سے تعویذ ہمایوں کا اور اپنی دادی حمیدہ بانو کی قبر کو بحیرت نگراں تھے کہ یکایک گوروں کی فوج آگئی۔ وہ ان تک پہنچنا چاہتے تھے مگر رسہ نہ پاتے تھے۔ آخر انھوں نے جیسے چیل گوشت پر ٹوٹ پڑتی ہے مقبرہ کی جالی کو توڑا۔ اور شاہ کو گرفتار کیا اور کہتے ہیں کہ خاصہ (کھانے) کے بہانے اُنکی اولاد جگر گوشہ کے سر (جو اسی مقبرہ میں سے گرفتار کی تھی) خوان میں لگا کر بھیجے۔ اور بعد دہلی دروازہ کے باہر کوتوالی کے سامنے جو خونی دروازہ ہے اُس میں شاہزادوں کے سر کاٹے گئے۔ یہ وہ مقبرہ ہے جسکو ہم دہلی والوں نے اپنی سیر گاہ بنا رکھا ہے اور تمام گھنٹہ دو گھنٹہ یہاں آکر مزے سے کھیلتے ہیں۔ اور پتنگ بازی کرتے ہیں جسے حیرت زدہ جاتے ہیں

غزل بحالت انقلاب دہلی از حضرت بہادر شاہ بادشاہ بخلص ظفر

گئی یک بیک جو ہوا پلٹ نہیں دل کو میرے قرار ہے
کروں غم ستم کا میں کیا بیاں مرا غم سے سینہ فگار ہے
تھا شہر دہلی یہ تھا چمن کہ تھا سب طرح کا یہاں امن
وہ خطاب کا تو ہے کیا لقب نہ رعایا ہند تباہ ہوئی کہوں کیا جو ان پہ جفا ہوئی

Marfat.com

جب دیکھا حاکمِ وقت نے کہا یہ تو قابل دار ہے

شب و روز پھولوں میں تولیں گے کیوں نہ خارِ غم کے انھیں جھیلیں

یہ طوقِ قید میں جب نہیں کہ ہمارے گل کے ہار ہے

جو سلوک کرتے تھے اوروں سے کہوں کیا وہ کیسے ہیں طور اور ہے

یہ ہیں تنگ چرخ کے دوروں سے رہا تن پہ لگے نہ تار ہے

جو ہوا لہو تھے بہنے ہی یہ انہیں میں آج ہیں پھل لگے

جیسے جیسے بہنے گنہ کئے یہ انھیں گناہوں کا بار ہے

جو ہو سنگ جانوں ہو کی ہے کو نشیں سلاخوں کے ہو لئے ہرن

جسے دیکھتا ہوں پڑا ہوا وہ گلے میں اشکوں کا ہار ہے

یہ ہوا ہیں تن پہ سہتے سرد ا نہیں جہاں جانے کا ڈر ذرا

نیچے غم سے نکلے ہے دم مرا مجھے اپنی زندگی بار ہے

یہاں حال تنگ جو سب کا ہے۔ یہ کرشمہ قدرتِ رب کا ہے

یہاں بہار میں تو خزاں ہوئی واں خزاں میں آئی بہار ہے

یہ ستم کسی نے بھی ہے سنا کہ دی پھانسی لاکھوں کو بے گناہ

وے کلمہ گویوں کی طرف سے بھی انکے دل پہ غبار ہے

نہ دیا ہے زیرِ چمن انہیں نہ دیا ہے گور و کفن انہیں

کیا کس لے یاروں دفن انہیں بے ٹھکانے جن کا مزار ہے

نہ تو دشمنائی ہے غیر میں۔ نہ یہاں ہے کوئی بھی دہر میں

چلا تیرا جس کا ہے شہر میں ہوا جس سے سب کا شکار ہے

ہمیں غم دیا ہے جو برملا تو خوشی بھی دیوے ہمیں خدا

اسے ہر بشر تو ہے جانتا کہ خزاں کے پیچھے بہار ہے

یہ زمانہ وہ ہے برا فلک۔ جلا بخش کے سب سے الگ الگ

Marfat.com

نہ رفیق کوئی کسی کا یاں۔ نہ کوئی کسی کا بھی یار ہے
تجھے کیا ہے خوف ظفرؔ بتا۔ جو خدا رکھے تجھے برملا
تجھے ہے وسیلہ رسول کا۔ وہ تمہارا حامی کار ہے

مقبرۂ منصور

یہ مقبرہ بہت نامی منصور علی خان صفدر جنگ کا ہے جو وزیر تھے احمد شاہ بادشاہ کے۔ اس عمارت کی خوبی بیان سے باہر ہے۔ یہ مقبرہ مرمر کے پاؤں اونچے پر ہے اور جا بجا سنگ مرمر کی دعا یاں اور چوکے لگے ہوئے ہیں۔ اندر اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ اور قبر پر تعویذ تراسنگ مرمر کا ہے۔ اور اس میں ایک تہ خانہ ہے جس میں اصل قبر بنی ہوئی ہے۔ عمارت ایسی باریک اور باریک ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ تقسیم مکانات کی اس خوبصورتی سے کی ہے کہ وہ بیان میں نہیں آسکتی۔ گرداگرد چہار دیواری کھنچی ہے۔ اور اس میں بہت سے باغ تھا آسودہ۔ اب بھی کچھ پھولوں کے درخت ہیں۔ اور چاروں طرف اس مقبرہ کے چار نہریں ہیں۔ بہت پاکیزہ بنائی ہیں جو اب تک ہیں۔ اور اس مقبرہ کے [illegible] دلکشا بنے ہوئے ہیں۔ جنوبی مکان معتمی محل کر کے مشہور ہے۔ اور مغربی مکان جنگلی محل کر کے مشہور ہے۔ اور یہ بھی بہت عمدہ مکان ہے۔ اور شمالی مکان کو کہ بہت عمدہ بنا ہے بادشاہ پسند کہتے ہیں [illegible] دروازے بہت بلند۔ اور اس دروازے طرح طرح کے [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] ہے بہت بلند [illegible] سکے متصل جانب شمال ایک [illegible] مقبرہ کی چہار دیواری کے چاروں کونوں پر [illegible] لگی ہوئی ہیں۔ دور سے [illegible]

Marfat.com

کرایا آیا ہے۔ یہ مقبرہ سیدی ہلال محمد خاں کے اہتمام سے تین لاکھ روپیہ خرچ ہو کر تیار ہوا ہے۔ قطعۂ تاریخ یہ کہتا ہے

چو آن صفدر عرصہ مردمی	ز دارِ فنا گشت رحلت گزیں
خرد سالِ تاریخ گفتہ چنیں	کہ باد مقیمِ بہشت بریں

مقبرۂ خانخانان

یہ مقبرہ بارہ پلہ کے نزدیک حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے پاس واقع ہے۔ اور یہ مقبرہ عبدالرحیم خانخانان۔ بیرمخاں کے صاحبزادے کا ہے یہ بڑے صاحب جود و سخا امیر تھے۔ دربار اکبری میں انکے برابر کوئی امیر نہ تھا۔ اتنک انکی عالی ہمتی اور بخشش کے فسانے مشہور زمانہ ہیں۔ ایرانی امرا کو ان سے ایک گونہ رشک و حسد تھا یہ مقبرہ انہوں نے اپنی زوجہ کے لئے تعمیر کرایا تھا۔ مگر انکو اس مقبرہ میں رکھنا نصیب نہوا۔ اور ۲۱ سنہ جلوس جہانگیری مطابق ۱۰۳۶ھ کے عبدالرحیم خانخاناں کو سفرِ آخرت پیش آیا اور بہتر برس کی عمر پائی اور اس مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ یہ مقبرہ کسی زمانہ میں بہت نفیس اور لطیف بنا ہوا تھا۔ اس کا برج تمام سنگ مرمر کا تھا اور جابجا سنگ سرخ میں سنگ مرمر کی دھاریاں لگی ہوئی تھیں۔ اور گل بوٹے بنے ہوئے تھے مگر افسوس ہے کہ یہ مقبرہ اب بالکل اجاڑ ہو گیا۔ اس مقبرہ کا تمام سنگ مرمر اکھاڑ کر صفدر جنگ کے مقبرہ میں لگا دیا گیا ہے اور اس عالیشان نیک ذات امیر کے مقبرہ کو برباد کر دیا گیا ہے دیکھو کیا عظمت و شان تھی خانخاناں کی اور اب کیا حال ہے۔ اس دنیا سے بوقلموں پر کیہ کرنا محض نادانی ہے۔ انکے باپ کو ہمایوں کے عہد میں بڑا عروج تھا۔ اور تمام مہمات سلطنت ان سے متعلق تھے اور عبدالرحیم خان خانخاناں اکبر کے عہد میں بڑے صاحب عروج تھے انکا مقبرہ عبرت کی نشانی ہے۔ جسکے دیوان خانے میں سیکڑوں من گلاب چھڑکا جاتا تھا۔ اب اسکے مقبرہ میں ہزاروں جانور موتتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔ کبوتر بیٹ کرتے ہیں

Marfat.com

درگاہ حضرت سلطان نظام الدین اولیا

پہلے مسجد درگاہ شریف کا حال بزمرہ مساجد لکھا جا چکا ہے اب آپکی درگاہ اور اسکی عمارت کا حال بزمرہ مقابر لکھا جاتا ہے آپ ماہ صفر سنہ ۶۳۴ھ میں قصبہ بدایوں میں پیدا ہوئے۔ ۲۵ برس کی عمر میں دہلی تشریف لائے اور یہاں تحصیل علوم سے فارغ ہوئے حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ سے صحبت رہی۔ انکی رہبری سے اجودہن گئے اور حضرت بابا صاحب سے بیعت کی اور خلافت حاصل کرکے دہلی تشریف لائے اور غیاث پور میں سکونت اختیار کی۔ ہزاروں آدمی فیضیاب ہوئے۔ چونکہ اس سرائے فانی سے سبکو چلنا ہے آپنے ربیع الثانی کی ۱۸ تاریخ سنہ ۷۲۵ھ میں بدھ کے دن اس جہانِ فانی سے رحلت کی اور موضع غیاث پور کی سرحد میں آپ مدفون ہوئے۔ تاریخ رحلت یہ ہے

نظامِ دوگیتی ستہ ماروطین	سراجِ دوعالم ستہ والیقین
چوتاریخ فوتش بجستم زغیب	ندا داد ہاتف شہنشاہِ دین

جب سے آپ کو دفن کیا ہے۔ مزار مبارک پر روز بروز عمارت کی ترقی ہوتی گئی ہے۔ خلجیوں کے زمانے میں تو ایک مجرہ سا تھا اب اس کا نام و نشان نہیں رہا سنہ ۷۲۵ھ میں فرید الدین خان نے اکبر بادشاہ کے عہد میں آپکے مزار کے گرد ستون لگا کر بارہ دری بنائے اور اوپر گنبد بنایا اور سنگ مرمر کی جالیاں بنائیں اور گنبد کے اندر کلمہ طیبہ لکھکر یہ اشعار کندہ کرائے ؎

شکر کہ در روضۂ حضرت غوث الانام	از پئے تعمیرش خاک ملک احتشام
مہر نسب را شرف اوج شرف را شباب	سیدِ عالی نسب مہر فلک
بانی او ہاشمی داعی او ہاشمی	آنکہ بدوران شان
از پئے تاریخ آن چون متفکر شدم	کلکِ خرد زد دستہ قبلہ کہ خاص و عام
روئے بدرگاہِ او آرفرہ دون بصدق	نماید از الطاف پیر کار تو گردد نظام

کاتب حسین احمد اسحٰقی

Marfat.com

بعد اسکے ۱۱۸۱ھ میں کہ اُس زمانہ میں نورالدین جہانگیر بادشاہ تھا۔ فریدخان المخاطب بہ مرتضیٰ خان جن کا فریدآباد بسایا ہوا تھا۔ آپکے مزار مبارک پر سیپ کے کام کا بہت نفیس و لطیف چھپر کھٹ چڑھایا۔ حقیقت میں ایسا باریک سیپ کا کام بہت نفیس کیا ہوا ہے کہ خیال میں نہیں آتا۔ کہ اُسکے بنانیوالے نے کیونکر بنایا ہوگا۔ قدرت الٰہی کا یہ بھی ایک نمونہ ہے اور اسی چھپر کھٹ میں یہ شعر سیپ کی پچی کاری سے لکھے ہوئے ہیں ؎

شیخ دہلی نظام راد و فرید — کامد دنیا و دیں مہیا کرد
یک فریش مقام فانی داد — یک فریش مقام ما احیا کرد
مرتضیٰ خان فراز مرقد او — قبہ چون سپہر برپا کرد
ابر فیروزی از جہاں برخاست — در یکدانہ در صدف جا کرد
بر جہاں کعبۂ مربع او — چار در از چہار صدوا کرد
عرشۂ مرقد مبارک او — بر زمیں کار عرش اعلیٰ کرد
عرش دیبائے چار قائمہ اش — چار کبیر بے محابا کرد
ہر کہ عزم خراز مقام او نمود — پشت بر کعبہ معلیٰ کرد
آنکہ رو در سجود او آورد — رخ جو آئینہ مصفا کرد
فاکر رب مقام او باشی — میتواں کار صد مسیحا کرد
سال تاریخ این بنا جستم — قبہ شیخ عقل القا کرد
قدر بانی او ز شیخ مگو — آنکہ ایں ہفت سقف خضرا کرد

غیرالدین عالمگیر ثانی کو آپکی جناب میں بہت اعتقاد تھا۔ اُسنے چند شعر آپ کی مدح اور اپنے ورود دلی کے بیان میں کہے اور ۱۱۶۷ھ میں اُن شعروں کو سنگ مرمر پر کندہ کرکے برج کے اندر مغرب کی طرف یا مشرق کی طرف لگا دیئے اور وہ شعر یہ ہیں ؎

جو کہ ہو خادم نظام الدین کا دل سے اے غریب — اُسکے تئیں ہوتا ہے تاج خسروی جگ میں نصیب
خاوری کی تھی غزل میں نے باصدق و یقین — تاج شاہی ہند کا مجھکو دیا ہے عشق رب

Marfat.com

مرضِ دل افگار کا میرے وہ صحت بخش ہے	سب غذا و سب دوا و سب دوا و سب طبیب
بس پریشاں حال ہے اب خلق محبوبِ حق	فضل کر تقصیر واں پر تم ہو حق سے کے حبیب

باہتمام تمام - ہوشیار علی خان محلی سنہ ۱۹۶۲ھ

سنہ ۱۰۶۳ھ یعنی شاہجہاں کے عہد میں خلیل اللہ خان نے آپکے مزار کے گرد سنگ مرمر کی نہایت گرد بنائی اور اسکے ہر ضلع میں پانچ پانچ در رکھے - اور جنوب کی طرف کے دو سمت میں اور چوکھٹ در کے اوپر یہ عبارت کندہ کی ہے - کتبہ در دوم

"در عہد اعلیحضرت صاحبقران ثانی اعتضد العباد خلیل اللہ خان ابن میر بہاء الدین محمد الحسینی"

کتبہ در چہارم

کہ داعی شاہجہاں ہا دیدو این ایوان را بہ در روضہ منور گرد چنین

مدت تک یہ غلام گردش بنی رہی جب خدا کو زیادہ روشنی ظاہری منظور ہوئی شاہجہاں بادشاہ کے دل میں یہ بات آئی کہ اس سنگ سرخ کی غلام گردش کی جگہ سنگ مرمر کی بنا ہو یہ خیال کر کے سنگ مرمر کے ستون تیار کئے - ہنوز یہ ارادہ پورا نہیں ہوا تھا کہ انکی عمر پوری ہو گئی - تو اللہ تعالیٰ نے نواب احمد بخش خاں والی لوہارو کو توفیق دی اور انھوں نے ستونوں کو سنگ سرخ کی جگہ لگا دیا - مگر ابھی بہت سنگ سرخ کی باقی اور اس میں لوہے کی کیل ہائی تھی نواب فیض اللہ خان بخشی نے اسکے نکلوانے کی بہت کوشش کی اور اس میں لوہے کی کیل ہائی تھی مواد یا جو اب تک موجود ہے یہ سب آرائش تو ہو گئی مگر سنگ چونے کا بنا ہوا ہونے کی وجہ سے اس کا رنگ سنگ مرمر کا اور کلیسا سے بہتر ہو گیا نہیں نکلوا دیا کہ ایسی خوش رنگ نہ بن سکے کہ اپنا ثانی نہ رکھتی

ربیع الثانی کی سترھویں تاریخ آپ کا عرس ہوتا ہے

ہزارہا آدمی آکر رات کو یہاں رہتے ہیں اور صبح کو یاد

مشائخان ماضی مرتبت کی یہ مجلس سراسر فیض ہے ہر سال نہایت دھوم سے ہوتا ہے ایک راستہ اور ایک دن تو بہت ہی ہجوم رہتی ہے

Marfat.com

مجبر جہاں آرا بیگم

یہ ایک مجبر ہے سرسے پا تک سنگ مرمر کا - اسکے گرد سنگ مرمر کی جالیاں لگی ہوئی ہیں اور اندر چار قبریں ہیں - تین بڑی اور ایک چھوٹی - اس مجبر کی تعریف نہیں کیجا سکتی - سرسے پاؤں تک ایک فور کا ٹکڑہ ہے - یہ جہاں آرا بیگم شاہجہاں بادشاہ کی بیٹی تھیں اور انکو خواجگان چشت سے کامل اعتقاد تھا - رسالہ مونس الارواح آپ کی تصنیف ہے جس سے آپ کی عقیدت ظاہر ہوتی ہے - انہوں نے اپنا تین کروڑ روپیہ کا مال و اسباب دیکر یہ جگہ اپنے مدفن کے لئے لی تھی - لیکن عالمگیر نے خادموں کو صرف ایک کروڑ روپیہ دیا کہ وصیت شرعًا تہائی میں جاری ہوتی ہے - اس مجبر کو خود بیگم مرحومہ نے اپنے سامنے بنوایا تھا - تربت کے سرہانے سنگ مرمر کی تختی پر یہ شعر کندہ ہے

بغیر سبزہ نپوشد کسے مزار مرا	کہ پردہ پوش غریباں ہمیں گیاہ بس است

مجبر محمد شاہ بادشاہ

یہ نہایت نفیس سنگ مرمر کا مجبر ہے اسکے دروازے کے کواڑ بھی سنگ مرمر کے ہیں اور ایسے آبدار سنگ سفید کے ہیں کہ ایسا بے داغ پتھر کم دیکھنے میں آیا ہے - گل بوٹے بیل پتے منبت کاری کے ایسے بنائے ہیں کہ گویا کارسامری ہے - نگارخانہ چین بھی اسکے آگے ماند ہے - جالیاں سنگ مرمر کی ایسی تحفہ بنی ہوئی ہیں کہ بیان سے باہر ہے بے تامل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آسمان سے تارے جگمگ جگمگ کر رہے ہیں - اور کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا چادر دور ہے کہ قبر کے گرد تان دی ہے - غرضکہ اس مجبر کی تعریف نہیں ہوسکتی - اس مجبر میں سات قبریں ہیں - ایک محمد شاہ بادشاہ کی - دوسری نواب صاحبہ محل انکی بیوی کی - اور تیسری مرزا جگر محمد شاہ کے پوتے کی اور چوتھی مرزا عاری کی اور تین قبریں اور سلاطین کی ہیں -

Marfat.com

مجمر میرزا جہانگیر

یہ مجمر بعینہ محمد شاہ بادشاہ کے مجمر کی نقل ہے مگر اس کا پتھر ایسا صاف و شفاف و سفید نہیں ہے پھر بھی یہ مجمر عجائب روزگار سے ہے اور ایک تاریخی شخص کا مزار ہے۔ ان کا واقعہ بھی ندرت سے خالی نہیں۔ مرزا جہانگیر اکبر شاہ ثانی کے بیٹے اور بہادر شاہ ظفر بھائی تھے۔ انکو سیٹن صاحب بہادر قلعدار انگریزی کی جاو بیجا مداخلت اچھی معلوم نہ ہوتی تھی۔ مزاج کے تیز اور ناعاقبت اندیش تھے۔ ایک سیٹن صاحب پالکی میں بیٹھے کہیں سے آرہے تھے اور یہ گھوڑے پر سوار کہیں کو جارہے تھے۔ جھک کر قرابین سیٹن صاحب کو ماردی۔ مگر نشانہ غلط گیا سیٹن صاحب کی ٹوپی مڑ گئی۔ باقی خیریت رہی۔ یہ گھوڑا دوڑا کر قلعہ میں آگئے۔ دوسرے دن بادشاہ انکو معہ دوسرے شاہزادوں کے قلعہ دار کے پاس لے گئے انھوں نے انکو روک لیا اور سب کو رخصت کردیا۔ آخر بطور نظر بند الہ آباد بھیجا دیئے گئے اور وہیں انکا انتقال ہوا۔ انکی ماں ممتاز محل کو ان سے بہت محبت تھی۔ نعش الہ آباد سے منگوائی اور درگاہ محبوب الٰہی میں دفن ہوئی اور یہ مجمر بنا دیا گیا۔ ۱۲۸۸ھ میں یہ مجمر بنا ہے

درگاہ حضرت امیر خسرو

آپکا حال درج ہو چکا ہے یہاں صرف مزار مبارک کی کیفیت لکھی جاتی ہے۔ آپ کو اپنے پیر حضرت محبوب الٰہی سے کمال محبت تھی جبکہ حضور اقدس نے انتقال فرمایا تو آپ بنگالہ میں یہ خبر سنکر بے تابانہ دہلی میں آئے اور سب مال و متاع لٹا کر پیر کے روضہ اور چھ ماہ کے بعد ۱۷ شوال ۷۲۵ھ میں آپنے وفات پائی۔ اور یہیں یار انی چبوترہ پر دفن ہوئے مدت تک قبر پختہ نہ تھی [illegible] سلطنت نورالدین جہانگیر طاہر ہوئے کہ جن کا نام عماد الدین حسن ہے آپکے مزار مبارک پر مجمر اور پختہ سنگ مرمر کا نہایت نفیس بنوادیا ہے اور پختہ سکہ اندر دیوار کے [illegible]

لہ برادر بہادر شاہ ظفر آخری بادشاہ تیموریہ۔

Marfat.com

یہ اشعار کندہ ہیں ؎

اے خسروِ بے نظیر عالم	بار وضۂ تو مرا نیاز ست
تعمیر نمود طاہر آں را	فیض ازلی ہمیشہ باز ست
تاریخ بنا پیش عقل گفتہ	بار وضہ بگو کہ جائے راز ست

خاتمہ ایں کلام و بانی ایں مقام طاہر محمد عماد الدین حسن بن سلطان علی سبزواری فی سنہ ۱۰

غفر ذنوبہ و ستر عیوبہ۔ الکاتب عبد النبی بن ایوب

اے شربتِ عاشقی بہ جامت		از دوست زماں زماں پیامت
شد سلکِ فرید از تو منظوم		زاں ست کہ شد لقب نظامت
جاوید بقاست بندہ خسرو	ایضاً	چوں شد ز ہزار جاں غلامت
مرا نام نیک ست و خواجہ عظیم		دو شین و دو قاف و دو لام و دو جیم
اگر نام یابی دریں حرفہا		بدانم کہ ہستی تو مرد فہیم

کاتب مذکور نبیرہ شیخ فرید شکر گنج

اس گنبد کے گرد جالیاں آدمی کے گلے گلے تک لگائی ہیں اور جنوب کی طرف ان جالیوں پر محرابیں لگا کر چھت پاٹ دی ہے۔ ان جالیوں میں گنبد کے باہر شمال کی طرف بابر بادشاہ کے عہد میں مہدی خواجہ نے ایک سنگ مرمر کی لوح پر آپکے انتقال کی تاریخ کھدوا کر لگا دی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

زمیں را ازیں لوح شد سرفرازی	بدوراں بابر شہنشاہ غازی
میر خسرو خسروِ ملک سخن	آں محیط فضل و دریائے کمال
نثر او دلکش تر از سار معین	نظم او صافی تر از آب زلال
بلبلِ دستاں سرائے بے قریں	طوطیٔ شکر مقال بے مثال
از پئے تاریخ سالِ فوت او	چو نہادم سر بزانوئے خیال

Marfat.com

شد عدیم المثل یک تاریخ او	دیگر	دیگرے شد طوطی شکر مقال	
زحرف وصل جاناں سادہ آمد لوح خاک من		طریق سادہ لوحی بس نشان عشق پاک من	
مہدی خواجہ سید باجمال و جلال گفتم سعی جمیل مہدی خواجہ		شد بانی این اساس بے شبہہ و مثال تاریخ بناے ایں چو گردید سوال	

حررہ شہاب الدین المعمائی الہروی

مجر شاہ عالم بہادر شاہ

قطب صاحب میں موتی مسجد کے اندر یہ مجر واقع ہے سرخ پاتک سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے کہ اسکی آب و تاب موتی کی آب و تاب کو شرماتی ہے۔ اور اسکی نمایش قصر بہشت پر فوق لیجاتی ہے۔ یہ مجر ۱۱۲۴ھ میں شاہ عالم بہادر شاہ کے صاحبزادے نے بنایا تھا۔ چنانچہ یہ بادشاہ عالی تبار اس میں دفن ہیں اور جالیوں کے اوپر سرھانے کیطرف یہ بیت کندہ ہے ؎

درحور نیست بامر مصطفےٰ		شاہ عالم را بود جنت جزا	

غلام حیات خان ۱۱۲۴ھ ہجری

اور اسکے برابر ہی سلطان عالی شاہ عالم بہادر شاہ کی قبر ہے۔ اور اسکے سرھانے یہ اشعار کندہ ہیں ؎

شد ز ہر اوج تا جوری در حضیض خاک	در دو اکہ از غبار کسوف اجل نہاں
یعنی کہ شاہ عالم۔ عالم پناہ کرد	زین عالم انتقال بہ نزہت گہ جناں
سید نوشت خامہ معجز طراز من	بینے کہ سال آنست
شد آفتاب روے زمیں بود پیش ازیں	شد آفتاب پنہاں آہ و زماں

۱۲۲۱ھ الکاتب یہ ملک ہروی

اور اسی قبر کے پاس معین الدین محمد اکبر بادشاہ عرش آرامگاہ کا مزار ہے کہ تاریخ وفات انکی

Marfat.com

جواد الدولہ سر سید احمد خان نے یہ لکھی ہے ؎

چوں برفت از جہان شہ اکبر	شاہ سیہ آسماں زدود جگر
پائے شادی شکست آ حمد گفت	سال تاریخ او غم اکبر

چونسٹھ کھنبہ

یہ ایک عمارت ہے عجیب و غریب درگاہ حضرت سلطان نظام الدین اولیا کے قریب داخل غیاث پور کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی سر سے پاؤں تک سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے قطع اسکی ایسی خوب ہے کہ شاید کسی اور عمارت کی نہ ہو۔ اس عمارت میں چونسٹھ ستون سنگ مرمر کے لگے ہوئے ہیں اور اسی سبب سے اسکو چونسٹھ کھنبہ کہتے ہیں۔ اور اس میں مرزا عزیز کوکلتاش خان کی قبر ہے اور یہ مرزا عزیز شمس الدین تگہ خاں کے بیٹے ہیں جنکو اوہم خان نے مار ڈالا تھا۔ اس میں مرزا عزیز کے اقربا کی بہت سی قبریں ہیں۔

درگاہ سید عبدالرحمن گیلانی

آپ اولاد سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اعظم الاولیاء ہوئے ہیں۔ سلطان ہا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو پنجاب میں بڑے اولیاء اللہ مشہور ہیں۔ آپکے خلیفہ اعظم تھے۔ یہ آپکا تصرف ولایت ہے کہ گورنمنٹ نے آپکی درگاہ کو سڑک ریل سے بچایا۔ بلکہ اس کا احاطہ بہت پختہ ریختہ کا۔ بنوا دیا۔ اور جنگلہ آہنی لگوا دیا۔ اور درگاہ شریف میں جانے کا راستہ دیدیا۔ یہ درگاہ جانب صدر متصل سٹیشن دہلی ہے۔

مقبرہ روشن ارا بیگم

اندر درباغ روشن آرا بیگم کے وسط میں یہ مقبرہ بارہ دری کے طور پر چبوترہ پر بنا ہوا ہے جسکی نگرانی محافظ مقبرہ پنشنی ہوتی ہے۔ یہ شاہجہاں بادشاہ کی مقتدر بیٹی تھیں۔

Marfat.com

باب سوم

مختصر حال قلعۂ معلیٰ

یہ قلعہ زمانِ دولت اور عہد سلطنت شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ میں بنا ہے۔ آپکے حکم سے شب جمعہ دوازدہم ذیحجہ ۱۰۳۸ھ اچھی ساعت دیکھ کر استاد حامد اور استاد احمد معماروں نے کہ اپنے فن میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور ہندسہ و حساب سے بھی واقف تھے اس قلعہ کی بنیاد رکھی۔ جب اِس قلعہ کی بنیاد پڑی اور بنا شروع ہوا تو حضرت بادشاہ جہاں پناہ کی طرف سے نہایت تاکید ہوئی۔ چنانچہ تمام قلمرو سلطانی سے بڑے بڑے کاریگر سنگ تراش اور معمار بلائے گئے۔ اور طرح طرح کے منبت کار اور پرچین ساز حاضر ہوئے اور ہزاروں دجان قلعہ بنانے میں مصروف ہوئے۔

پہلے پہل اس قلعہ کا اہتمام غزت خان کے سپرد ہوا۔ اور اُس نے اِس قلعہ کی بنیادیں کھدوائیں۔ اور مصالح جمع کرنے میں ہمت مصروف کی۔ کچھ مصالحہ جمع ہوا۔ اور بعض بعض جگہ سے بنیاد بھی اٹھ آئی۔ بعد ازاں الہ وردیخان کے اہتمام سے یہ قلعہ تیار ہوا اور ہر طرف سے بارہ بارہ گز اونچا ہو گیا۔ بعد اُسکے یہ کام مکرمت خاں کے سپرد ہوا [illegible] کے اہتمام سے بنکر طیار ہو گیا۔ اُس زمانہ میں شاہجہاں کابل میں [illegible] نے ایک عرضی بھیجی کہ دولت خانہ بادشاہی تیار ہو گیا۔ دیوان خانہ [illegible] نہر سے مرتب۔ آپ تشریف فرما ہیں۔ اور اس قلعہ بہشت اور اپنے قدم [illegible] رشک فردوس بریں کیجئے۔ بادشاہ بھی بعد ذوق و شوق دیکھنے کے مشتاق تھے۔ [illegible] پہنچے اور قلعہ میں چوبیسویں ربیع الاول ۱۰۴۸ھ میں داخل ہوئے۔ آراستگی باغ اور [illegible]

Marfat.com

مکانات سے ہر ایک کو عالمِ حیرت تھا۔ نہر کے بہنے اور فواروں کے چھوٹنے سے اور ہی عالم دکھائی دیتا تھا۔ یہ قلعہ آٹھ برس کے عرصہ میں باوصف اسقدر سعی و اہتمام کے بنا ہے کہتے ہیں کہ پچاس لاکھ روپیہ اس قلعہ کی عمارت۔ اور پچاس لاکھ قلعہ کے مکانات کی عمارت میں خرچ ہوا ہے۔ اور قلعہ کے چار دروازے اور دو کھڑکیاں اور اکیس برج ہیں اکیس برجوں میں سے سات برج مدور اور چودہ مثمن ہیں۔ اور چار دیواری کا محیط کہ مثمن بغدادی ہے۔ ہزار گز کا طول اور چھ سو درعہ کا عرض اور پچیس گز کا ارتفاع کنگرہ سے خاکریز تک رکھتا ہے اور بنیاد اسکی گیارہ گز کی ہے۔ اور قلعہ میں زمین چھ لاکھ گز ہے۔

اِس قلعہ کے ضلع شرقی کی بلندی جو جانبِ دریا ہے بارہ گز کی ہے۔ اور ازبسکہ دریائے جمن اس قلعہ کے ضلع شرقی سے متصل ہے۔ خندق پچیس گز کی چوڑی اور دس گز کی عمیق اور اضلاع میں اِس قلعہ کے کھود کر نہر کا پانی اُس میں ڈالا تھا۔ اور وہ پانی دریائے جمن میں جاتا تھا۔ دور اس خندق کا تین ہزار چھ سو گز کا طولاً ہے۔ سب بارہ برج بلندی سے خاکریز تک سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہیں۔ اور سب عمارتیں دولت خانہ کی مثلاً عمارت برج شمالی۔ اور باغِ حیات بخش۔ اور حمام۔ اور محلِ شاہی۔ مشہور بدیوان خاص اور آرامگاہِ مقدس۔ اور برج طلائی۔ اور امتیاز محل۔ اور وہ عمارت جو قرینہ ہے خوابگاہِ اقدس اور آرامگاہ محل خاص اور عمارتیں جو محل بلکہ دوراں سے متعلق تھیں۔ اور وہ برج جو برج شمالی کا قرینہ اور ایک رستہ میں بترتیب واقعہ تھے۔ اِس ضلع میں ایسی طرح بنائے تھے کہ مشرق کی طرف دریا اور مغرب کی طرف سے باغ۔ اور ایک نہر مسمّٰی بہ نہر بہشت چار گز کے عرض کی شمال کی طرف سے آکر ان عمارات کے بیچ میں سے گذر کر جنوب کیطرف جاتی تھی۔ یہ جو کچھ لکھا گیا ہے بر سبیل اجمال ہے اب بعض چیزوں کا مفصل حال لکھا جاتا ہے

دروازہ جنوبی قلعۂ معلی

یہ دروازہ ہے رفیع الشان سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کا اور جا بجا مقاماتِ

Marfat.com

مقامات مناسب پر سنگ مرمر کی پچی کاری ہوئی ہے۔ لدائو اس دروازہ کا بہت اونچا ہے اور طاق نہایت خوشنما۔ اِس دروازہ کو قلعہ کا دہلی دروازہ بھی کہتے ہیں۔ اور اکبری دروازہ بھی کہتے ہیں۔ اور ہتیا پول بھی کہتے ہیں۔ مگر عالمگیر اورنگزیب نے جو ہاتھی کہ مصنوعی بنے تھے انکو توڑوا دیا تھا۔ اور اس دروازے کے آگے ایک چوک دیگر گھونگٹ دار کر دیا ہے۔ اور محمد اکبر ثانی کے وقت میں اس پر یہ کتبہ لگا دیا گیا ہے شہ جلوس والا ۱۲۲۶ھ مطابق ۱۸۱۱ء در عہد شاہ جم جاہ اکبر شاہ پادشاہ پل فیض منزل تعمیر یافت۔

لاہوری دروازہ قلعہ معلی

یہ دروازہ بھی بہت وسیع ہے اسکے صانع نے عجب عجب طرح کے طلسمات اور انواع انواع کے عجائبات بنائے ہیں۔ یعنی اس کا لدائو ایسا مرتفع ہے کہ سقف فلک کے مانند دکھائی دیتا ہے۔ اور اس لدائو میں عجب عجب طرح سے لہریں اور موڑ توڑ بنائے ہیں کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتے ہیں۔ اِس بلندی و ارتفاع پر طولانی بہت ہے اور اس چھتہ کے دونوں طرف مکانات دلکشا اور ایوانہائے فرحت افزا بنے ہوئے ہیں اور سرتاسر دو منزلے مکان ہیں۔ اور بیچ میں ایک چوک بنایا ہے اور اسکی چھت پختگی کے لئے پٹس پاٹی۔ اِس چھتہ کو شاہجہاں کے وقت میں بازار مستغنا کہا کرتے تھے اس چھتہ کے آگے لاہوری دروازہ ہے اور اورنگزیب عالمگیر نے اس دروازے کے آگے بھی گھوگس بنا دیا ہے۔ کیونکہ اس دروازے میں سے بلکہ دیوان عام [illegible] چوک اور فتحپوری تک نظر جاتی تھی۔ آمدے بادشاہی کو سہولت کے ساتھ اور پیادہ دربار میں آنا ہوتا تھا۔ اسکے آگے بھی [illegible] حضرت اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے وقت میں اس سے آگے بھی پل بنا دیا ہے اور اسکو بھی کتبہ سے مزین کیا ہے۔

Marfat.com

نقارخانہ

اِس چوک کے غربی ضلع میں بہت بڑا دروازہ ہے کہ آسمان سے باتیں کرتا ہے اور اِس دروازہ میں سے دیوانِ عام میں جانے کا رستہ ہے اور اس دروازہ پر دالان دلکشا و مکانات فرحت بخش بنے ہوئے ہیں۔ اِن مکانوں میں نقارخانہ بادشاہی تھا اور دن رات اپنے معمول پر نوبت بجتی تھی۔ کہ اُسکی آواز سے غم و الم کا دنیا میں نام و نشان نہیں رہتا تھا اور فرحت و شادمانی سے وحوش و طیور۔ چرند و پرند وانس وجن اُسکی آواز سے مست ہوتے تھے اور خوشی و خرمی حاصل کرتے تھے۔ اِسکی آواز دشمنوں کی جان کا وبال تھا کہ ہیبت سے اُنکا پتا پانی ہوتا تھا اور دہشت سے اُنکا جی نکلتا تھا۔ یہ عمارت تمام سنگ سرخ کی تھی۔ بیچ میں دروازۂ کلاں تھے اور اِدھر اُدھر دو منزلے دو حجرے تھے کہ اُنکے آگے بھی محرابیں بنادی تھیں اور اُنکے اِدھر اُدھر سیڑھیاں اُوپر جانے کو بنی ہوئی تھیں۔ اُسکے اُوپر بیچ درہ دالان ہے کہ دونوں طرف اُس کے درنمودار ہیں۔ اِس دالان میں نوبت کا کارخانہ تھا اور نوبت شاہی بجتی تھی اور اِسی سبب سے نقارخانہ کہلاتا تھا۔ اِسکے چاروں کونوں پر چار برجیاں ہیں بہت خوبصورت خوشنما کہ اُنکے سبب سے عجب رونق اِس مکان کو حاصل تھی۔

دیوان عام

یہ ایک نقارخانہ کے آگے بڑا چوک ہے اور اس میں دیوان عام بنا ہوا ہے۔ یہ مکان بھی عجیب و غریب ہے۔ اور جب کبھی دربار عام ہوتا تھا تو بادشاہ اس مقام میں دربار فرمایا کرتے تھے۔ اِس مکان میں جانب مشرق تو نو در کا نوگہا دالان بنا ہوا ہے کہ سب در آگے ملکر ستائیس ہوئے۔ اور ہر ہر دالان کی بغل میں ایک در ہے کہ تین در ایک طرف کے چھ در ہے۔ اِس دالان عظیم الشان کا طول سرسٹھ گز کا اور عرض چوبیس گز کا ہے

Marfat.com

ہر ہر درجہ میں ستون لگائے ہیں۔ اور اُس پر محرابیں نہایت خوبصورت بنائی ہیں۔
اگرچہ یہ سارا دالان مع چھت کے سنگ سُرخ کا بنا ہوا ہے۔ لیکن اس پر خوب سفیدی
کر کے تمام سونے کا کام کیا تھا۔ اور سنگ مرمر سا عالم بنا دیا تھا۔ اور باہر کے دروں
میں سنگ مرمر کا کٹہرا لگا ہوا ہے۔ اور اُس پر سنہری قبہ اور کلسیاں بنی ہوئی ہیں،
کہ اب اُن کلسیوں کا نام بھی نہ رہا۔ مگر کٹہرا برائے نام باقی ہے۔

یہ دالان ایک چبوترے پر واقع ہے کہ اُس چبوترے کا طول ایک سو چار گز کا ہے
اور اُسکے گرد سنگ سرخ کا قد آدم کٹہرا لگا ہوا ہے۔ اور اس پر سنہری کلسیاں تھیں
اب نہیں رہیں۔ کٹہرا بھی بالکل مسمار ہو گیا تھا۔ مگر سنہ احد جلوس بہادر شاہ میں یہ کٹہرا از سر
نو مرتب ہوا۔ اور اس کٹہرے کے آگے بہت وسیع صحن ہے۔ طول اس صحن کا دو سو
چار گز کا اور عرض ساٹھ گز کا ہے۔ اور اس صحن کے گرداگرد ایوانہائے دلکشا اور نشیمن بھلے
روح افزا بنے ہوئے تھے۔ اِسکے جانبِ جنوب کو ایک دروازہ تھا کہ اُس طرف سے محلات
اور مکانات شاہی کو رستہ جاتا تھا۔ اور جانبِ شمال بھی ایک دروازہ تھا کہ اُس میں سے
خانسامانی اور باغ کی طرف راستہ نکلتا تھا۔ اور جانبِ غرب جو دروازہ تھا اس پر نقار خانہ
تھا۔ اِن دالانوں میں اندر کے دالان کے بیچ میں ایک نشیمن سلطانی بنی ہوئی تھی کہ اُسکے
تختِ شاہی اور نشیمن ظلِ الٰہی کہتے تھے۔

یہ نشیمن عجیب عمارت تھی کہ چشمِ فلک نے بھی اس جیسی دوسری عمارت کبھی نہ دیکھی ہوگی۔
یہ نشیمن کرسی دار بنایا ہے نرا سنگ مرمر کا بنگلہ کے طور پر چار گز مربع ہیں۔ اور اس
چار ستون۔ اس پر بنگلہ سنگ مرمر کا بنا تھا۔ اور اُسکے پیچھے ایک مسند خاص
سات گز لمبا اور ڈھائی گز کا چوڑا۔ سنگِ مرمر کا۔ اور اس نشیمن اور مسند
طرح کے رنگین اور بیش قیمت پتھر لگائے ہیں۔ اور نہایت کاری [illegible]
طرح کے بیل بوٹے تراشے تھے کہ دیکھنے والا حیران رہ جاتا تھا۔ اور مسند خاص میں بھی اسی
طرح کے رنگین پتھر لگائے تھے اور اب خالی مسالح رنگا رنگ سے مزین کیا ہے۔ اور عجیب عجیب

Marfat.com

جانوروں کی صورتیں اُس پر بنائی ہیں۔ اُس پیش طاق کے پیچھے مکان ہے۔ اُس میں دروازے لگے ہوئے ہیں۔ جب کبھی دربار ہوتا تھا۔ بادشاہ اُس طرف سے تشریف لاتے اور اس تختِ سنگین دلنشین پر رونق افروز ہوتے۔ اور تمام اُمرا اور وکلائے بادشاہاں ہاتھ باندھے کے تخت کے آگے حاضر رہتے۔

اِس تخت کی کُرسی آدمی کے سر سے بھی اونچی ہے۔ اِس واسطے اِس تخت کے آگے سنگ مرمر کی بہت خوبصورت ایک چوکی رکھی تھی۔ اور اس میں بھی طرح طرح کی پچین سازی کی گئی ہے۔ جب کبھی کسی مقربِ خاص کو کچھ عرض کرنا ہوتا تھا تو اجازت حاصل کر کے اِس پر قدم رکھتا۔ اور پایہ تخت کو بوسہ دیکر اور آداب بجالا کر کچھ عرض کرتا تھا اور سنگ مرمر اور سنگ سرخ کے کٹہرہ کے پاس جمیع امرا و افسران فوج اپنے اپنے درجے کے موافق ہاتھ باندھ کر کھڑے رہتے تھے۔

مدت ہوئی یہ دربار موقوف ہو گیا تھا۔ بعہد بہادر شاہ بادشاہ بھی موقوف تھا۔ اور یہ مکان جس میں بڑے بڑے بادشاہوں کے وکیلوں کو قدم رکھنا نصیب نہیں ہوتا تھا۔ ویران پڑا ہوا تھا۔ اور بادشاہی سپاہی پڑے رہتے تھے۔ اب اِس وقت میں عام لوگ جا سکتے ہیں۔ صرف قلعہ میں جانے کا ٹکٹ لینا ہوتا ہے جو دو آنے میں ملتا ہے۔

دیوان خاص

یہ عمارت بمثل ہے خوابگاہ کے شمال کو۔ ڈیڑھ گز اونچا چبوترہ۔ اسّی گز لنبا اور چھبیس گز چوڑا۔ اُسکے بیچوں بیچ میں دیوان خاص کی عمارت ہے۔ چونتیس گز کی لنبی اور چھبیس گز کی چوڑی۔ سر سے پاؤں تک سنگ مرمر کی ایسا سنگ مرمر کہ سپیدہ صبح اُس کے سامنے شب دیجور ہے۔ اور سرتاسر اُسکے بیچ میں چار گز کے عرض سے نہر بہشت بہتی تھی۔ اِس عمارت کے بیچوں بیچ میں پایہ نما ستون بنا کر۔ اٹھارہ گز کے طول اور دس گز کے عرض سے مکان بنوایا ہے۔ اور اُس کے بیچوں بیچ میں ایک چبوترہ ہے اُس چبوترے پر مشہور

Marfat.com

تخت طاؤس رکھا جاتا تھا۔ اُس پر حضور والا اجلاس فرماتے تھے۔ اور اس مکان کے گرد پایہ نما ستون لگا کر مکان بنوایا ہے۔ در و دیوار ستون و مرغول اور محراب و فرش سب سنگ مرمر کا ہے۔ اور اُس میں اجارہ تک عقیق و مرجان اور آور احجار بیش قیمت سے پچی کاری کی ہے۔ اور بیل بوٹے پھول پتے بنائے ہیں کہ اُنکے دیکھنے سے قدرتِ الٰہی یاد آتی ہے۔ اور اب بھی جو رنگ آمیزی سے مرصع کیا ہے قدرت الٰہی کا کرشمہ معلوم ہوتا ہے۔ اور اجارہ سے چھت تک سونے کا کام کیا ہوا ہے اور اس قدر زیادتی سے سونے سے کام کیا ہے کہ گویا سونے کے پانی سے لیپ دیا ہے۔ اندر کے رخ محرابوں کے اوپر سونے کے پانی سے یہ شعر لکھا ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است	ہمین ست و ہمین ست و ہمین است

یہ عمارت جانبِ شرق سے مشرف بدریائے جمنا ہے اور اس طرف کے دروں میں جالیاں لگا کر آئینہ بندی کی ہے۔ اور جانبِ غرب اس کا صحن ہے۔ ستر گز سے ساٹھ گز کا اور اس صحن کے گرد مکانات اور ایوانہائے سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہیں۔

جانبِ غرب اِس صحن کے دروازہ تھا کہ دیوان عام سے اُس میں رستہ آتا تھا اور اِس دروازے کے آگے لال پردہ تنا رہتا تھا۔ اور سب اُمرا بوقت دربار کے اِس لال پردہ کے پاس سے آداب و تسلیمات بجالاتے تھے اور جانب شمال رستہ تھا حیات بخش باغ کا اور جانبِ جنوب ڈیوڑھی محلات شاہی کی اور اُسکے بیچ کے در کے سامنے صحن کی طرف ایک کٹہرہ ہے سنگ مرمر کا اُسکو چوگھنٹا بھی دیوان خاص کہا کرتے ہیں غرضکہ یہ عمارت بھی عجائب روزگار ست ہے۔ دیوان خاص کی چھت [illegible] کی تھی۔ مگر مرہٹوں اور جاٹ گردی میں اُکھاڑ لی گئی۔

تسبیح خانہ

یہ بھی ایک چبوترہ پر عمارت بنی ہوئی تھی جانب جنوب کہ عقب تھا خوابگاہ معلی کا

Marfat.com

ایک دالان بنا ہوا ہے اور وہ تسبیح خانہ کر کے مشہور ہے کبھی کبھی جب خلوت کرنی منظور ہوتی تھی۔ یا دربار امرائے مخصوص کا ہوتا تھا۔ حضور والا یہاں بھی اجلاس فرمایا کرتے تھے اِس دالان کی دیوار پر بیچوں بیچ میں سنگ مرمر کی میزان بنی ہوئی ہے اور اُس پر میزان عدل لکھا ہوا ہے اور بہت سا سنہری کام کیا ہوا ہے۔ کیا اچھے خیال کا وہ صناع تھا جسنے اِس مقام پر میزان عدل بنائی ہے کہ بروقت عبادت کے بادشاہ اسکو دیکھے اور یاد کرے کہ قیامت کے دن میزان عدل الٰہی کھڑی ہوگی۔ وہاں بادشاہ اور غریب سب برابر ہونگے اور سب کے اعمال تولے جاوینگے۔ اِسی طرح بادشاہ کو بھی لازم ہے کہ انصاف سے کام کرے اور ہر حکم کو میزان عدالت میں جانچکر حکم دے۔ اِسی تسبیح خانہ میں سے خوابگاہ کا رستہ ہے کہ وہ خاصی ڈیوڑھی کہلاتی ہے۔

عقب حمام

جانب جنوب اس عمارت کے حمام ہے کہ روئے زمین پر اپنا نظیر نہیں رکھتا اور اس طرف کے جو مکانات ہیں وہ عقب حمام کہلاتے ہیں۔ چنانچہ اب ہم ان مقامات پر حمام کا حال لکھتے ہیں۔ اسکے تین درجہ ہیں۔

درجہ اول مسمی بہ جامہ کن۔ یہ درجہ حقیقت میں کپڑے اتارنے کی جگہ ہے کہ پہلے اِس درجہ میں گئے یا نہانے کے بعد بیٹھے اور کپڑے پہنے اور کچھ کھایا۔ اگرچہ اس درجہ کی عمارت بھی خوب ہے اور کمرے کی طرح پر اسکے درجے بنے ہوئے ہیں اور اجارہ تک نرا سنگ مرمر کا ہے اور پرچین کاری کا کام کیا ہوا ہے۔ اور جانب شرق میں جالیاں لگا کر آئینہ بندی کی ہے کہ اُس میں سے دریا اور سبزہ اور جنگل کی کیفیت دکھائی دیتی ہے مگر یہ صرف کپڑے اتارنے یا پہننے کی جگہ ہے۔ اور بعضے لوگ اِس درجہ ہی کو عقب حمام بولتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔

درجہ دوم مسمی بہ سرد خانہ۔ یہ درجہ عجیب و غریب ہے کہ اس کا نظیر چشم فلک نے

Marfat.com

بھی نہ دیکھا ہوگا۔ اِس درجہ میں جانبِ شمال کو ایک شہ نشین ہے سرتے پانوں تک سنگ مرمر کی نہایت منبت کار اور پرچیں سازاور پچی کار اور اُسکے آگے ایک درجہ ہے مربعہ سنگ مرمر کا۔ اور اسکے فرش سے لیکر چھت تک عجیب عجیب رنگ کے پتھر سے پچی کاری کی ہوئی ہے اور طرح طرح کے پھل بوٹے بنائے ہیں۔ اِس درجہ کے فرش کی پچی کاری ایسی خوب ہے کہ اس کا بیان ممکن نہیں۔ غور کرکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزارہا قالین ایرانی اس کی گلکاری کے آگے ہیچ ہیں اور بے رونق۔ اور اسکے بیچ میں ایک حوض ہے مربعہ اِسی طرح کا پرچین کار اور اُس کے چاروں کونوں پر چار فوارے ہیں سُنہری کہ وہ چھوٹا کرتے تھے اور اُن فواروں کو اِس طرح محرف لگایا ہے کہ چاروں فوارہ کی دھار ملکر حوض کے بیچ میں گرتی ہے۔ اور گرد اُسکے دیوار سے ملحق ہوئی ایک نہر چاروں طور پر ایک گز کے عرض سے جاری ہے۔ غرض کہ اِس لطافت اور نفاست سے کوئی مکان نہیں۔ علاوہ اسکے اِس درجہ میں یہ خوبی ہے کہ اگر چاہیں تو یہ درجہ سرد رہے اور نہر اور حوض میں بھی پانی سرد جاری رہے اور چاہیں تو اسکو بھی گرم کرلیں کہ فرش سے لیکر چھت تک گرم ہوجائے اور فوارے گرم ہی چھوٹیں۔ اور نہر بھی گرم ہی پانی کی بہے۔ [illegible]

درجہ سوم مسمّٰی بہ گرم خانہ۔ اسکے جانب غرب میں حوض آب گرم کے بنے ہوئے ہیں اور نرے سنگ مرمر کے ہیں۔ اِس حمام میں سوا سو من لکڑیوں کا ایندھن دیا جاتا تھا اور اسکے آگے ایک مربعہ درجہ ہے اور اُسکے بیچوں بیچ میں سنگ مرمر کا چبوترہ ہے کہ اُس پر بیٹھکر نہایا کرتے تھے۔ اور جانب شمال بدستور دوسرے درجے کے شہ نشین بنی ہوئی ہے اور اُس شہ نشین پر ایک بہت بڑا مستطیل حوض ہے اور اس [illegible] اُسکو گرم پانی سے بھریں خواہ سرد پانی سے۔ اِس درجہ کا [illegible]

دیواریں اجارہ تک بالکل منبت کار ہیں۔ اور [illegible] جڑے ہوئے ہیں اور ایسے پھول اور بیلیں بنائی ہیں کہ [illegible] عالم دکھائی دیتا ہے۔ صفائی اسکی بیان سے باہر ہے اور [illegible]

Marfat.com

زہی صفائے عمارت کہ در تماشایش بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار

جھروکہ اور پہلے درشنی اس کا نام تھا

یہ ایک مکان تھا۔ کہ اس میں جانب دریا ریتی میں جو کچھ تماشا وغیرہ حضور کو دیکھنا ہوتا تھا اس میں بیٹھ کر دیکھتے تھے۔ اگرچہ یہ اس لئے نہیں بنایا گیا تھا۔ اور کہتے ہیں کہ جلال الدین اکبر کے وقت میں یہ جھروکہ وضع ہوئے ہیں۔ اور ان کا نام درشنی تھا۔ اور بعضے لوگ جو ہندو تھے اور بندگان خاص اکبری کہلاتے تھے ان کا یہ قاعدہ تھا کہ جبتک بادشاہ کی صورت نہ دیکھ لیتے تھے اور بادشاہ کو ڈنڈوت نکر لیتے تھے بات نہ کرتے تھے۔ اسواسطے بادشاہ ہر روز صبح کے وقت درشنی میں جاکر جلوہ افروز ہوتے تھے اور ان بندگان خاص کو اپنا درشن دکھاتے تھے۔

غالباً یہ طریقہ عالمگیر کے وقت سے موقوف ہوگیا ہوگا۔ کیونکہ وہ متبع شریعت اسلام تھا۔ جب یہ طریقہ موقوف ہوا اُس وقت سے اِس کا نام جھروکہ رکھا گیا۔ اور سیر و تماشا گاہ مقرر ہوئی۔

ہیرا محل

عقب حمام کے جانب شمال یہ محل تھا دراس میں اور حمام میں صحن چھوٹا ہوا تھا۔ اور اس صحن میں چار گز کے عرض کی ایک نہر بصورت مارپیچ کے بنی ہوئی ہے یہ سب سنگ مرمر کی تھی اور یہ وہی نہر ہے جس کا نام نہر بہشت تھا اور دیوان خاص اور رنگ محل میں جاری تھی۔ اِس صحن کے بیچ میں نہر کے کنارے پر ایک بارہ دری بڑی سنگ مرمر کی بنائی تھی اور اسکی چھت کے چاروں کونوں پر چار چھوٹی چھوٹی گھنڈیاں بنائی تھیں۔ اور انکی برجیاں سنہری تھیں یہ محل بھی نرا سنگ مرمر کا تھا۔ اور بہت نازک اور خوبصورت بنا تھا۔ یہ محل قدیم نہیں تھا۔ بلکہ دہلی کے اخیر بادشاہ حضرت ابوظفر سراج الدین محمد

Marfat.com

بہادر شاہ بادشاہ مرحوم نے بنایا تھا۔ صفائی اور نفاست اسکی حد سے زیادہ اور خوبصورتی وخوشنمائی اسکی بیان سے باہر ہے۔ اِس صحن میں جو نہر جاری تھی وہ بہت خوشنما تھی اور اس طرح سے مارپیچ سے بنائی تھی کہ اس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ اُس زمانہ میں اس نہر میں ستھری روپہلی چوبیس فوارے نصب تھے اور ہمیشہ چھوٹا کرتے تھے مگر اب نہر تو ٹوٹی پھوٹی باقی رہ گئی ہے لیکن فواروں کا نام نہیں۔ ہاؤ ہا لہو آپ پیتے ہیں اور خاموش ہو گئے ہیں۔

موتی محل

یہ ایک محل ہے سنگ سرخ کا اور اسکو سنگ چٹھانی سے سفید کر کے رنگامیزی اور طلا کاری کے گل بوٹے بنائے تھے۔ اس میں ایک درجہ تھا۔ پندرہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کے پیچھے ایک ایک درجہ تھا آٹھ گز کا لنبا اور پانچ گز کا چوڑا۔ اور ایواں میں رفیع پانچ پانچ در کے کہ جانبِ مشرق سے مشرف بدریا تھے اور جانب غرب سے مشرف بباغ حیات بخش۔ اور ہر ایک ایوان کا طول تیس گز کا اور عرض ساڑھے سات گز کا تھا۔ اندر کی عمارت میں اجارہ تک سنگ مرمر لگا ہوا تھا۔ اور باقی سنگِ سرخ کا تھا اور اسکو سنگ چٹھانی سے سفید کیا تھا۔ اور اس میں ایک حوض اور نہ تھی اِس میں سے ایک چادر دو گز کے عرض سے جانبِ غرب سے جانب باغ حیات بخش ایک حوض میں پڑتی تھی کہ وہ حوض بھی عجائب روزگار سے تھا۔ چنانچہ اب ہم اس حوض کا بیان لکھتے ہیں

بیان حوض

یہ حوض ایک ٹکڑے سنگ مرمر کا بے جوڑ ہے کہ اتنا بڑا ابتدا سے اب تک ایسے جوڑ حوض روئے زمین پر نہوگا۔ حقیقت اسکی یہ ہے کہ یہ پتھر اتنا بڑا بے جوڑ مکرانہ کی کان میں سے نکلا جو کہ صفائی اور شفافی میں بے نظیر تھا۔ اس واسطے بموجب حکم معلی کے اس کا حوض

Marfat.com

بنایا گیا کہ چار گز کا مربع اور ڈیڑھ گز کا عمیق پایہ دار بنا کہ تمام حوض معہ پایوں کے ایک پتھر کا ہے۔ بعد تیار ہونے اِس حوض کے مکرانہ سے کہ دارالخلافہ سے دو سو کوس بادشاہی کی مسافت رکھتا ہے باحتیاط لائے اور اس مقام پر لاکر رکھا۔ یا کہ اس موتی کے محل کے جانب جنوب اور جانب شمال بھی مکانات تھے جو رفتہ رفتہ منہدم ہو گئے اِس حوض میں کچھ نقصان بھی آگیا تھا۔ اور بہادر شاہ نے اِس محل کے نیچے ایک چھوٹا سا تہ خانہ بنوایا تھا اور اکثر اس میں اور اس محل میں آرام فرمایا کرتے تھے۔

غرضکہ یہ مکان بھی بہت نامی اور نہایت ہی نفیس تھا۔

باغ حیات بخش

یہ بات خدا کی قدرت کا ایک نمونہ ہے۔ اِسکے دیکھنے سے دل کو فرحت تازہ اور جان کو نشاط بے اندازہ حاصل ہوتا تھا۔ اِس کے دیکھنے سے نقشہ بہشت بریں کا آنکھوں کے سامنے پھر جاتا تھا۔ ہر درخت اس کا رشک قامت حور۔ اور ہر گل اس کا غیرت رخسار۔ اسکی سمن کے آگے بناگوش یاسمن۔ اور اسکے بنفشہ کے سامنے زلف خوبان مشتعل۔ اِس باغ کے بیچوں بیچ میں ایک حوض کلاں تھا اور حوض کے چاروں طرف سنگ سرخ کی نہریں چھ گز کے عرض سے جاری تھیں۔ اور ہر ہر نہر میں تیس تیس فوارے چاندی کے چھوٹتے تھے۔ اور روشوں میں نہر ہی کا پانی آتا تھا۔ اور گلہائے معطر اور درختان دلکش کی تازگی کا باعث ہوتا تھا۔ اور حوض کے دو جانب میں دو مکان واقع تھے کہ اُن کو ساون۔ بھادوں کہتے ہیں۔ اِن دونوں مکانوں کا حال آگے ہم بہ تفصیل لکھتے ہیں۔ طول اِس باغ کا دو سو پچاس گز اور عرض ایکسو پچاس گز تھا۔ الغرض ایک کیفیت سرو گل اور آب جاری اور ہوائے ملائم اور صحن دلکشا کی قابل بیان کے نہیں تھا ؎

صد ہزاران گل شگفتہ در و — سبزہ بیدار و آب خفتہ در و

غرض وہ کیفیت ہے کہ انسان وجد میں آکر بے خود ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

بھادوں

اِس باغ میں جانب جنوب ایک مکان ہے سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اس کو بھادوں کہتے ہیں۔ چہرہ اس کا یہ ہے کہ ایک چبوترہ کرسی دیکر بنایا ہے اور اُس پر سولہ ستون لگا کر ایک ایوان دلکشا تعمیر کیا ہے مشتمل اوپر دو ایوان کے جانب شرق و غرب اور دو بنگلہ ہیں آگے اور پیچھے کہ ان دو ستونوں کے سبب بیچ میں ایک چوکھنڈی بن گئی ہے اور اُس میں ایک حوض سنگ مرمر کا چار گز پہنا، طول کا مربع اور ڈیڑھ گز کا گہرا اس مکان میں نہر بہشت سے نہر آتی ہے اور حوض میں جا کر گرتی ہے اور نہر یہاں سے نکلکر آگے جاتی ہے اور ایک حوض چھوٹا ہے اور نہریں پانی سے بھرا ہوا بہت نادر ہے اور اس میں پانی کا پڑنا اور بھادوں کا چھوٹنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا بھادوں کا مینہ برستا ہے اور اسی سبب سے اس مکان کا بھادوں نام رکھا ہے۔ اب اس مکان میں پانی آنے کا اور بھادریں چھوٹنے کا [illegible]

حوض باغ

اس ایک باغ کے چوں [illegible]

عرض و طول اس کا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

ایک سو بارہ فوارے چاندی کے بالکل بچھے تھے اور وہی مدام چھوٹا کرتے تھے۔ اب ان فواروں کا نام و نشان نہیں رہا مگر ہر جگہ چھید پانی کے نکلتے ہیں جو پتہ دیتے ہیں کہ یہاں فوارے تھے ؎

داغ عشق کا ہمیشہ حسرت پذیر دیکھا — اب جس جگہ کہ داغ ہے یاں پہلے درد تھا

ظفر محل

اپنے عہد سلطنت میں اس حوض کے بیچوں بیچ میں حضرت ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی نے ظفر محل بنایا تھا۔ سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کا۔ اسکے بیچوں بیچ ایک درجہ ہے اور اسکے چاروں طرف غلام گردش کے طور پر مکان اور کوٹھوں کے چھجے اور چھتے ہیں۔ اور ایک طرف اس مکان میں آنے جانے کا پل ہے۔ یہ مکان جملہ یہ بھی بہت تحفہ ہے۔

ساون

اسی پانی میں ایک مکان ہے۔ نرمی سنگ مرمر کی۔ نہایت نفیس اور بہت تحفہ کہ اسکی بناوٹ دائمی سمت دہلی سے باہر ہے۔ اور چہرہ اس کا بعینہ مثل چہرہ بھادوں کے ہے۔ بل برابر بھی فرق نہیں۔ اور اسی طرح اس میں بھی چادر بنی ہوئی ہے۔ اور حوض کے بیچ میں اسی طرح کے کنول ہیں اور چونکہ ان رکھنے کو محرابی طاق بنائے ہیں۔ اور اس سبب سے اس مکان میں پانی کی آواز اور چادر کا چھپنا۔ اور زور شور سے پانی کا بہنا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ساون کی جھڑی ہے۔ اس واسطے اس عمارت کا نام ساون رکھا تھا۔

برج شمالی معروف بہ شاہ برج

یہ برج بھی عجائب روزگار سے تھا۔ کہ ایسا برج نہ دیکھا نہ سنا۔ قطر اس برج کا سو گز کا تھا اور اونچائی تین طبقہ پر تھی۔ پہلے طبقہ کو زمین سے بارہ گز کرسی دیکر بنایا تھا اور اسکی

Marfat.com

چھت اندر سے گول اور اوپر سے مسطح ہے یہ عمارت تمام سنگین ہے۔ اینٹ اور گارے کا کہیں نام نہیں سے بنی ہوئی ہے اور اس میں اجمار رنگین سے بیچوں بیچ کارچوبی ہے اور اس میں تک سنگ چھٹانی سے سنبا کر سے سبزی مائل پوست گل اور پتے بنائے ہیں اور اس کا قطر آٹھ گز کا تھا اور اس میں چار طاق اور دو چھوٹے طاق محراب دار بنائے ہیں اور اسکی روکار سنگ مرمر کی تھی۔ طول و عرض طاق شمالی اور مشرقی کا چار گز کا تھا۔ اور غربی و جنوبی طاقوں کا طول چار گز اور عرض تین گز کا ہے اور مثمن و حوض کے بیچ میں حوض ہے تین گز کے قطر کا نہایت دلربا اور بغایت خوش قطع اور اسکی خوبصورتی دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے اور صنعت الٰہی یاد آتی ہے۔ اور غربی طاق میں ایک آبشار تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے طاق محراب دار بنائے ہیں کہ ان میں دن کو پھول اور رات کو چراغ رکھا کرتے اس آبشار کے آگے ایک حوض تھا سنگ مرمر کا سات ہے تین گز کے قطر اور ڈھائی گز کے عرض سے اور اس حوض سے مشرقی طاق کے کنارے تک ایک نہر تھی۔ ڈیڑھ گز کے عرض سے نرمی سنگ مرمر کی بہت خوبصورت اور بیچوں بیچ سمازا اور نسبت کا رہا اور یہ دونوں حوض بھی نہایت پچیں سمازا اور نسبت کا تھا اور بیش قیمت جڑے تھے۔ اس نہر میں سے ایک نہر نکل کر غربی طاق کے اور اس سے برج کی نہریں آنکر اور مثمن حوض میں سے ہو کر شرقی طاق کے کہ اس کے نیچے دریا کی طرف ایک آبشار بنی تھی۔ اور ہر جگہ پانی جانے کے قلابے اسی برج میں بنے ہوئے تھے اور ہر قلابے پر نام لکھا کہ یہ فلانے حوض کا قلابہ ہے اور یہ فلانی نہر کا۔ اور دوسرے درجہ کی عمارت نہایت صفائی کے ساتھ آبنوس کے قطعے۔ اور اسکے چھتوں فلانے تھا وہیں ستونوں کا۔ اور تیسرے درجہ کی عمارت اپنے پر اور اس کا برج سنگ مرمر کا اور کلس سے تھا کہ نہایت عمدہ سے تھی اور نہایت فرحت افزا تھی ؛

Marfat.com

مہتاب باغ

حیات بخش باغ کی جانب غرب یہ باغ تھا۔ کہ کسی زمانہ میں بہت نفیس ولطیف تھا۔ مگر اب کچھ اچھا نہیں رہا۔ اس باغ کے بیچ میں ایک بہت بڑی نہر بہت خوشنمائی سے بہتی تھی اور اب حضور والا سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ نے اس نہر کے پاس جانب غرب قطب صاحب کے جھرنہ کے طور پر جھرنہ بنایا تھا۔ نرا سنگ سرخ کا۔ اور اس سبب سے اس باغ کو اور رونق ہو گئی تھی۔ اور اسی باغ میں ایک درگاہ قدم شریف کی تھی مگر کچھ عمدہ عمارت نہیں تھی ✣

چوبی مسجد

اس باغ میں آگے نکلکر دو مکان تھے۔ باورچی خانوں کے۔ اور وہ دونوں مکان چھوٹا خاصہ اور بڑا خاصہ کر کے مشہور تھیں۔ انکے پاس ایک مسجد تھی چوبی۔ احمد شاہ بادشاہ کی وقت کی بنی ہوئی۔ مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہے اور مٹی کا ڈھیر ہو گئی ہے۔ مگر اسکے دروازہ پر یہ کتبہ باقی رہ گیا ہے۔

بنا کرد مسجد شہ دیں پناہ	کہ شد یاورش دولت سرمدی
بر دھر کہ آنجا سجود و نیاز	بانوار طاعت شود مہتدی
خرد را بحیرت فرو رفت پا	پئے بست فکر تاریخ را مبتدی
بگفتا سروش از سر برتری	بہ بیت شرف مسجد احمدی

قلعہ معلی کا نظارہ ریتی کی جانب سے

ریتی کی طرف سے دیکھنا اس قلعہ کا ایک کیفیت عجیب اور تماشائے غریب رکھتا ہے کہ ایک طرف تو وہ جزیرہ دریائے جمن اور روانی دریا اور کشتیوں کا مستانہ چال

Marfat.com

سے چلنا۔ ملاحوں کا سرود گانا۔ کناروں پر سبزہ کا لہرانا۔ اور آنکھوں کو شادابی پہنچانا۔ اور دل کو فرحت اور مسرت بخشنا۔ فضا کا دور تک نظر آنا۔ آنکھوں کو قوت اور دماغ کو طاقت دینا عجیب منظر پیش کرتا تھا ۔۔ دوسری طرف فصیل اور برجوں کا ایک قطار میں نظر آنا۔ طلائی کلسوں کا جگمگانا۔ دریا میں اس کا عکس پڑنا اور موجوں سے برجوں اور فصیل کے سایوں کا تھرتھرانا۔ قدرت کی نیرنگیوں کا فرحت بخش اور پُر رعب نظارہ آنکھوں کے آگے ظاہر کرتا تھا ۔ سورج کی کرنوں سے برجوں کا پانی میں عکس اور کلسوں کے چمکارے تماشائیوں کی نظروں کو خیرہ کرتے تھے۔ اور نظروں کو تاب نہ تھی کہ ان پر قائم ہو سکیں۔ بوقت شام پانی کے بہنے کی آواز اور درختان زیر قلعہ پر کہ بہت گھن کے واقع ہوئے ہیں طرح طرح کے پرندوں کا بسیرا لینا اور آپس میں ملکر چہچہانا اور اپنے اپنے راگ گانا۔ طرح بطرح کی آوازوں اور نغموں کا نکالنا فطرت کے دلدادہ لوگوں کو محو حیرت بنا دیتا تھا۔ اور ایک وجد کی روحانی کیفیت طاری کر دیتا تھا ۔ ہوا کا دھیمی چال سے ملائم ملائم چلنا دلوں کو شگفتہ دماغ کو شاداب کر دیتا تھا۔ اور عارفوں کو از خود رفتہ کر دیتا تھا۔

افسوس اب یہ نظارہ پانمرا خصت ہوا۔ دریائے جمن زیر قلعہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہٹ گیا ہے۔ قلعہ کا شاہ برج کا اوپر کا حصہ مسمار کر دیا گیا ہے۔ زیر قلعہ سڑکیں نکالدی گئی ہیں۔ شام کے وقت بجائے طائرانِ نغمہ سنج قلعہ کی شاخوں میں سے کیڑے بولتے ہیں۔ اور الو پرواز کرتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولوالابصار ؛

سلیم گڈھ عرف نور گڈھ

جسپر سے اب ریل جاتی ہے

لال قلعہ کے برابر جانب شمال سلیم گڈھ ہے۔ یہ اسلام شاہ نے سلیم شاہ کا تعمیر کردہ ہے جو ۹۵۳ھ میں بنا تھا۔ خاندان تیموریہ کے زمانہ اس کا نام نور گڈھ رکھا گیا تھا کیونکہ اس

Marfat.com

خاندان کو شیر شاہ اور سلیم شاہ سے ایک گونہ نفرت تھی کہ انہوں نے ہمایوں بادشاہ کو ہندوستان سے نکالکر اپنی سلطنت قائم کرلی تھی۔ اس لئے عہد مغلیہ میں اس کا نام سلیم گڈھ ہوکر نور گڈھ رکھا گیا۔ یہ نور گڈھ کا قلعہ لال قلعہ سے ایسا متصل ہوگیا ہے کہ حقیقت میں ایک جزو لال قلعہ کا ہوگیا ہے۔

یہ عظیم الشان عمارت دریائے جمن کے بیچ میں بنی ہوئی ہے۔ اور اسلام شاہ کے عہد میں دریا سے اتر کر اس میں جایا کرتے تھے۔ اور اصلی دروازہ اس گڈھ کا جانب جنوب بطرف گھاٹ نگمبود ہے۔ عہد جہانگیر بادشاہ میں اسکے جانب شمال ایک پل بنا اور اس طرف بھی دروازہ بنایا گیا۔ جبکہ شاہجہاں نے یہ قلعہ بنایا وہ پل اس قلعہ میں ایسا مل گیا کہ گویا اس قلعہ ہی کے لئے بنایا تھا۔ اور اس پر دونوں طرف کتبہ لگا ہوا ہے۔ چنانچہ اسکو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

کتبہ جانب شرق

بحکم شاہ نورالدین جہانگیر عظیم	سال وتاریخش مبارک آن صراط المستقیم

کتبہ جانب غرب

بحکم بادشاہ ہفت کشور	شہنشاہ بعدل وداد وتدبیر
جہانگیر ابن شاہنشاہ اکبر	کہ شمشیرش جہاں را کرد تسخیر
چو این پل گشت در دہلی مرتب	کہ وصفش را نشاید کرد تحریر
پئے تاریخ اتمامش خرد گفت	پل شاہنشہ دہلی جہانگیر

واضح ہو

کہ ہم نے اس قلعہ کی پیمایش کا جہاں جہاں ذکر کیا ہے وہ شاہ جہانی گز سے بیان کیا ہے اس واسطے کہ کتب تواریخ میں اسکی پیمایش شاہجہانی گز سے لکھی ہے۔

Marfat.com

ضمیمہ

شہر دہلی اور پیرونجات کے مشہور عمارتوں اور مقاموں کا ذکر

مزار رضیہ سلطانہ بیگم

ایک محلہ بلبلی خانہ کا ہے اس میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اُس پر ایک سنگین احاطہ ہے اُس میں دو قبریں ہیں ایک رضیہ سلطانہ بیگم کی اور ایک سجیعہ بیگم کی ۔ عوام الناس اسکو رجی بھی کی درگاہ کہتے ہیں ۔ شاید یہ مکان کسی زمانہ میں اچھا بنا ہوا ۔ مگر اب بالکل شکستہ و خراب ہے ۔ قبروں کے نقوش بھی ثابت نہیں ۔ سلطان رضیہ بیگم اپنے وقت کی ہندوستان میں شہنشاہ ہو گئی ہے ۔ اور تخت سلطنت کو اسکی ذات سے رونق حاصل ہو چکی ہے انکا مزار اس قابل نہ تھا کہ اسکو مقابر دہلی کے ذکر میں لیا جاتا مگر چونکہ مشہور لگا مزار ہے اس لئے ضمیمہ میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے ۔ رضیہ سلطان شمس الدین التمش کی صاحبزادی ہیں جنہوں نے مسجد قوۃ الاسلام اور قطب صاحب سلطان کے انتقال کے بعد انکا جانشین کیا ۔ شمس الدین نے ۶۲۳ھ میں تخت آہوی وشکنہ میں ملتان سے انکو بلا کر قلعہ میں بٹھایا ۔ چند روز کے بعد فوت ہوئی

بنگش کا کمرہ

یہ کمرہ نواب فیض اللہ خان بنگش نے اپنے شہر پیرونجات کے ہوا یا سے اپنی رہنے کے لئے بنایا ہے ۔ مشہور مقام ۔ یہ ہمارا اسی نام سے مشہور ہے ۔

Marfat.com

حویلی مرزا خجستہ بخت بہادر

بڑا عظیم الشان مکان ہے۔ مرزا خجستہ بخت عوش آرامگاہ محمد اکبر بادشاہ کے بھائی تھے اور شاہزادوں میں ممتاز تھے۔ اس حویلی کی تاریخ کسی نے کیا خوب کہی ہے اور وہ یہ ہے ؎ "مکان خجستہ بنیاد"

ریہٹ کا کنواں

یہ کنواں بہت نامی اور نہایت مشہور ہے شاہجہاں کا تعمیر کردہ ہے۔ پہاڑ کاٹ کر بنایا ہے اس پر ریہٹ لگا ہوا تھا۔ اس لئے ریہٹ کا کنواں کہلاتا تھا۔ اسی کنوئیں سے مسجد جامع کے حوض میں پانی آتا تھا۔ یہاں بہت بڑے خزانے بنے ہوئے ہیں ان سے فوارہ حوض کا چھوٹتا تھا۔ اب نل اس میں ڈالا گیا ہے اور اس سے پانی جامع مسجد کے حوض میں آتا ہے

دریبہ

یہ ایک بازار ہے نہایت معروف و مشہور اگرچہ یہ بازار کچھ بڑا نہیں ہے لیکن بہت آباد اور بڑا بارونق ہے۔ اکثر مہاجنوں اور ہنڈی والوں کی دکانیں یہیں ہیں۔ اور بہت اشخاص کے سودے والے یہاں بیٹھتے ہیں۔

قاضی کا حوض

شہر دہلی کا بہت مشہور مقام ہے۔ یہاں ایک حوض تھا جس میں نہر کا پانی آتا تھا۔ اور ایک بڑا کنواں تھا۔ اب یہ حوض اور کنواں کمیٹی نے بند کر دیا ہے اور بجائے اس کے سبزی فروشوں کے لئے ایک مارکیٹ بنوا دیا ہے جس میں ہر قسم کے سبزی فروش بیٹھتے ہیں۔ اور ہر طرح کے پھل یہاں سے دستیاب ہوتے ہیں۔ یہ مقام چوراہہ ہے اور چار بہت بڑے بازاروں کا یہاں تقاطع ہوتا ہے۔ [illegible]

Marfat.com

کھاری باؤلی

یہاں باؤلی تھی۔ اب بالکل نیست و نابود ہو گئی ہے کوئی دن میں اس کا نام و نشان بھی نہیں رہنے کا کیونکہ یہ مکانوں اور دکانوں کے نیچے دب گئی ہے۔ یہ باؤلی بہت قدیم اور شاہجہان آباد کی آبادی سے پہلے کی تھی۔ یعنی ۹۵۲ھ عہد شیر شاہی میں یہ بنی شروع ہوئی اور ۹۵۸ھ میں تمام ہوئی۔ چنانچہ اس باؤلی پر جو کتبہ کندہ ہے اور ابتک باقی ہے لکھا جاتا ہے بعض لفظ اسکے پڑھے نہیں جاتے وہ بعینہ نقل کر دیئے ہیں۔ یہ مقام بہت مشہور اور قدیم ہے اس وجہ سے اسکو لکھا گیا۔ یہاں کا بازار اسی نام سے مشہور ہے

کتبہ دروازہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یَا اَللّٰہُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تمت بالخیر

تمام ہوئی

این باوری وچاہ در ماہ رمضان سنہ

یہ باؤلی اور کنواں ماہ رمضان مبارک سنہ

نہصد وپنجاہ وہشت ہجای بروح

نوسو اٹھاون ہجری میں صاحب اللہ تعالےٰ کی

محمد مصطفےٰ رسول در گاہ حضرت الٰہ

درگاہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

در زمان عادل سلاہ شاہ بن شیر شاہ

کی موت دینے کے صدقہ میں۔ اسلام شاہ بن شیر شاہ

بنا کردہ کار کردین ارحم لہ بپیشی خواجہ

عادل کے زمانہ میں بنایا گیا۔ کار کن پیشی خواجہ

عماد الملک عرف عبد اللہ لاذر قریشی

عماد الملک عرف عبد اللہ لاذر قریشی نے

بندہ کان کرباورای امید وار عنایت

.....

ورحمتک کرو بابرسری بایستاک۔

کتبہ دیوار غربی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ درعہای نوبار ۔ | شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

Marfat.com

شاہ سلطان السلاطین والمظفر سلام شاہ
بن شیر شاہ سلطان خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ
بناکرد این چاہ بتوفیق اللہ وبروح رسول
اللہ طلب عماد الملک عرف خواجہ عبداللہ
لاذر قریشی بدار الملک حضرت دھلی
فی سنۃ اثنی وخمسین وتسعمائۃ

بادشاہ سلطانوں کا سلطان فتح مند اسلام شاہ
بیٹا شیر شاہ کا۔ ہمیشہ رہے ملک اس کا اور سلطنت
اسکی اس کے زمانے میں بنایا اس کنوئیں کو اللہ
تعالیٰ کی توفیق سے اور روح رسول اللہ کی (برکت) سے
ملک عماد اللہ عرف خواجہ عبداللہ لاذر قریشی نے حضرت دلی
کے دارالسلطنت میں سنہ ۹۵۲ ہجری میں

شمرو کی بیگم کی کوٹھی

یہ کوٹھی بھی نہایت دلکشا اور فرحت بخش ہے۔ بازار چاندنی چوک میں واقع ہے یہ ایسی کوٹھی ہے کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی۔ اسکو کرسی دیکر بنایا ہے۔ اور کرسی میں کمرے وگودام اور مکان شاگرد پیشوں کے لئے بنائے ہیں۔ اور اُن پر یہ کوٹھی ہے کہ ہر اک درجہ اُس کا بہشت ارم سے بہتر ہے۔ علاوہ خوبی امارت کے باغ کی آراستگی اور سرو کے درختوں کی خوشنمائی۔ اور نہر کے زور وشور سے بہنے سے اور ہی لطف وکیفیت تھی اِس کوٹھی کو ابتدائے عملداری سرکار میں شمرو صاحب کی بیگم نے جو جاگیردار سردھنہ تھیں بنایا تھا۔ اب اسمیں بنک ہے۔

نیلی چھتری

یہ ایک گنبد ہے بنگلہ نما معروف بہ نیلی چھتری کہ اسکو ہمایوں بادشاہ نے سنہ ۹۳۹ ہجری میں بنایا گیا تھا پار دریائے جمن کے تھی کمود گھاٹ کی طرف نیچے سلیم گڈھ کے۔ اور ہمایوں بادشاہ اکثر اوقات وہاں بیٹھکر سیر دریا کرتے تھے۔ بعضے اس کا نام بنگلہ جہانگیر بادشاہ کہتے ہیں۔ اور ہندوؤں مشہور کرتے ہیں کہ چھتری قدیم سے ہے کہ بادشاہ جہانگیر نے اُسکی شکست وریخت کی مرمت کرا کر اور چھتری کی علامتیں منہدم کرا کر بطور بنگلہ

Marfat.com

کے مرتب کردیا۔ اصل اس مقدمہ کی بعد تامل کے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہاں قدیم سے پنڈتوں کے وقت سے ایک چھتری ہوگی کہ ہمایوں بادشاہ نے اسکو منہدم کیا اور یہ بنگلہ اپنی طرف سے بناکر استمتاگاہ اور سیرگاہ مقرر کیا۔ اور جہانگیر بادشاہ نے اپنے وقت میں اُسکی کچھ مرمت کرکے یہ کتبہ بنگلہ کے اندر لکھوا دیا۔

اللہ اکبر۔ مدینہ جہانگیر شاہ بن اکبر شاہ

عجب پرفیض وجائے کامرانی ست ۔ نشیمن گاہِ جنت آشیانی ست

اور جنت آشیانی بعد وفات کے نام ہمایوں بادشاہ کا ہوا تھا۔

بولی بھٹیاری کے محل

یہ ایک مکان پہاڑی پر واقع ہے۔ بنایا ہوا بولا خان پٹھان کا کہ عوام اسکو بولی بھٹیاری کا محل کہتے ہیں۔ بسبب اونچا ہونے اُس پہاڑ کے سبزہ زار کی دور تک سیر خصوصاً موسم برسات میں جا بجا پانی کا بہنا اور سبزہ کا لہلہانا عجب ایک لطف دیتا ہے۔ بعد ایک سال کے تمام برہمن شہر کے جو کچھ علم نجوم سے واقف ہوتے ہیں وہاں ہوا دیکھنے جاتے ہیں۔ اور ایک جھنڈی گاڑکر ہوا دیکھتے ہیں۔ اور ہزاروں آدمی ہنود و مسلمان جمع ہوتے ہیں اور اس میلہ کا نام پون پرچھ کا میلہ ہے۔

جنتر منتر

جنتر کے معنے ہندی زبان میں آلہ رصد کے ہیں۔ لیکن عوام الناس میں یہ لفظ کرکے مشہور ہیں۔ بہرحال یہ عمارت آلات رصد ہیں جو محمد شاہ بادشاہ [illegible] تھے اور بڑے بڑے ریاضی داں ہنود اور مسلمان اس میں شریک تھے۔ خوبی ان آلات کے دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے کہ کیسی کیسی توسیں اور کیسے کیسے دائرے مجسم بنائے ہیں کہ تدویر فلک بھی اسکے آگے تدریس سے بدتر معلوم ہوتی ہے۔ یہ آلات عالی جن کی ہوا

Marfat.com

منتظمات سے بے مرمت پڑے تھے اور بوسیدہ ہوکر شکستہ ہوگئے تھے اسکے علاوہ ملبہ کا ڈھیر ہوگیا جس میں انکا آدھا آدھا حصہ دب گیا تھا۔ اور لوگوں نے اس کو براز خانہ بنا لیا تھا۔ آخر ہر چیز کی انتہا ہوتی ہے اس سرزمین کے بھی دن پھرے اور دہلی دار الخلافہ مقرر ہوئی اور یہ مقام عین وسط میں آگیا۔

چونکہ یہ جنتر منتر مہاراجہ جیسنگھ والئے ریاست جیپور نے تعمیر کرایا تھا۔ اور زمانہ شاہی میں یہ تمام علاقہ اُنکے متعلق تھا اور اُنکے محل کے کھنڈرا تک اُفتادہ تھے اور عظیم الشان دروازہ بطور آثار قدیمہ فی الحال موجود ہے۔ اور اس مقام کو جیسنگھ پورہ عرف راجہ کا بازار کہتے تھے اور ریاست کی ملکیت تھا۔ اِس لئے مہاراجہ حال کو توجہ ہوئی اور انہوں نے اپنے معماروں کو بھیجدیا۔ جنہوں نے تمام جنگل کو صاف کیا اسکی مرمت کی اور از سر نو اس عمارت کو زندہ کر دیا۔ اِس کے گرد حصار کھینچکر وہ نفیس باغ لگا دیا ہے اور نہر سے آراستہ کر دیا ہے کہ اب یہ شہر دہلی کی اول درجہ کی تفریح گاہ ہوگئی ہے۔ چمن بندی اس اعلیٰ درجہ کی ہے کہ جس سے ریاست کی شان اور سلیقہ شعاری ہوتی ہے اور انگریزی چمن بندی سے ہر طرح اعلیٰ ہے۔ شہر کے اکثر ہوا کھانے اور دل بہلانے یہاں آیا کرتے ہیں۔ خدا کی شان ہے جہاں کوڑے کے ڈھیر تھے اب رشک جنستان ارم بنا ہوا ہے ریاست کا بہت روپیہ اسکی زینت و آرائش میں صرف ہوا ہے اور ہر سال ہوتا ہے ایک قبر بھی اس میں پرانے زمانہ کی ہے۔ جس کا جیسنگھ نے درست کرکے چمن بندی میں لے لیا ہے۔ ہمارے موجودہ ہندو بھائیوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

بہرحال یہ عمارت رصد خانہ ہے اور حالات کواکب و گردش ثوابت و سیارہ اختلاف روز و شب اور طالع بادی اس سے بخوبی معلوم ہوتے ہیں اور ہر طرح کی رصد کیجا سکتی ہے اگر ہم ان آلات رصد کا مفصل بیان لکھیں تو ایک جداگانہ کتاب چاہیے۔ یہ عمارت پرانے زمانہ کی یادگار ہے اور ہندوستانی فن نجوم کی عظمت کو یاد دلاتی ہے۔

Marfat.com

شاہِ مردان

یہ مکان حضراتِ شیعۂ دہلی کی متبرک جگہ ہے اور یہاں چنداِ ایک زیارتیں ہیں ایک پتھر پر نشان قدم حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ اور اسی وجہ سے اِس مکان کو علی جی اور شاہِ مردان کہتے ہیں۔ اِس نقشِ پا کو سنگ مرمر کے حوض میں جمایا ہے۔ اور اُسکے کنارہ پر یہ شعر کندہ ہے ؎

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود ۔۔۔ سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

اور اس حوض کے نیچے سنگ مرمر کا فرش کر کے گرد اُسکے سنگ مرمر کا منبر بنایا ہے۔ ہزارہا آدمی زیارت کو جاتے ہیں۔ ہر مہینے کی بیسویں دھوم سے ہوتی ہے اور محرم شریف کو بڑا مجمع ہوتا ہے

بیچ کا سہ حضرت فاطمہ اس میں مردوں کو جانے کی اجازت نہیں کہ اس میں نقش کاسہ حضرت بی بی فاطمہ زہرا کا ہے۔

جہاز:۔ یہ بڑا دالان کسی سوداگر کا بنایا ہوا ہے کہ اُسنے کسی کام کی منت مانی تھی۔ جب وہ پورا ہوا تو یہ دالان بنوا دیا اور جہاز اس کا نام رکھا۔

مجلس خانہ یہ دالان مرثیہ خوانی کے لئے بنایا ہوا عشرت علیخان کا۔ اِس دالان میں مجلس مرثیہ خانہ کی ہوا کرتی ہے اور اسی سبب سے مجلس خانہ اِس کا نام رکھا ہے۔ اور اس کے ایک بانو پر یہ تاریخ سنگ مرمر میں کندہ ہے۔

بدرگاہِ شاہنشہِ دوسرا ۔۔۔ علی شاہِ مرداں ولی نام اُو	
بحکمِ شہِ کُتب خانہ بنا ۔۔۔ پئے عشرتِ علیخاں بنا	
زسیدش ہر سائل سالیان ۔۔۔ بجوئید در تعزیہ داری	

قنات خانہ صادق علیخان صاحب نے یہ دالان اور قنات خانہ بنایا اور یہ تاریخ اسپر کہی ہے

چونکہ صادق علی بنائے رفیع ۔۔۔ ساخت بر آستانہ حیدر	
سالِ تاریخ آن بنائے صادق ۔۔۔ گفت قنات خانہ حیدر	

Marfat.com

کوٹلہ فیروز شاہ کی لاٹھ

یہ عمارت فیروز شاہ کے وقت کی دلی دروازہ کے باہر جیلخانہ کے سامنے واقع ہے اِن ہی کھنڈرات میں ایک لاٹھ بہت اُونچی نصب ہے۔ اُس کو فیروز شاہ کی لاٹھ کہا کرتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء میں گمان غالب ہے کہ جب فیروز شاہ نے فیروز آباد بسایا ہے۔ اُس ہی زمانہ میں لاٹھ بھی نصب ہوئی ہے۔ تمام فیروز شاہ کا کوٹلہ خراب وشکستہ ہوگیا ہے۔ اب سرکار انگریزی نے جو دیواریں اور مکانات شکستہ بشکل دانت ضعیف کے گرنے والے تھے اُنکو گرا کر میدان صاف کر کے گھاس کے تختہ لگا دیئے ہیں اور جو چیزیں اِس لائق نہیں سمجھی گئیں کہ یہ گرائی جائیں وہ باقی ہیں۔ گھاس کے تختے عجب بہار دیرہے ہیں۔ تمام کوٹلہ سبزہ زار ہوگیا ہے۔ اِسکی سبزی سے آنکھوں میں تازگی آتی ہے۔ اور یہ مقام اب سیر گاہ ہوگیا ہے۔ مدرسے کے بچے یہاں آکر اپنی تعلیم کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ فٹ بول اور کرکٹ کے لئے وسیع میدان بنا دیئے گئے ہیں۔ طالب العلم کھیلتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

یہاں ایک باؤلی بھی ہے کئی کھنڈ کی نہایت پختہ۔ پانی سے لبریز ہے اور زیادہ گہرائی ہونے سے خوفناک ہے۔ اِس میں دل آور لوگ ہی نہاتے ہیں۔ ورنہ عوام کو تو خوف معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ سرکار نے اِسکی بہت کچھ صفائی کرا دی ہے۔ جھاڑیاں وغیرہ کاٹ دی ہیں اور اسکی چار دیواری پر بیلیں لگا دی ہیں۔

ایک جامع مسجد یا عید گاہ ہے وہ کرسی دیکر بنائی گئی ہے نیچے تہ خانے ہیں چاروں طرف۔ پہلے لوگ اِس میں آکر کھودتے تھے۔ خاص عورتیں۔ کوئی نہ کوئی پرانی گری پڑی چیز انگوٹھی۔ چھلا۔ نگ اور زیورات کی قسم سے اُنکو ملجاتا تھا۔ اب ان باتوں کا چرچا نہیں ہے۔ ورنہ یہاں جو تلاش کرتا تھا خالی نہ جاتا تھا۔

Marfat.com

لاٹھ۔ کوٹلہ فیروزشاہ میں یہ بہت نامی اور مشہور ہے۔ اس لاٹھ پر بہت سی عبارت اگلی زبان میں کندہ ہے وہ کسی سے پڑھی نہیں جاتی۔ اور کچھ عبارت زبان شاستری میں کندہ ہے وہ بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ ترجمہ اُس کا یہ ہے۔ سدھ سری بکرماجیت سمت ۱۲۲۰ بیساکھ ساری چندرس سواسون لگنی لشن داس نراین شاہ بہادر معزالدین کجو داد عمر دراز مقیاس شرف۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس زمانہ میں سلطان معزالدین محمد بن سام غوری نے کوہ سوالک کو جو شمالی ہندوستان میں ہے تاراج کیا ہے اُسی زمانہ میں اس لاٹھ پر کہ پہلے اُسی مقام پر تھی اور ہندو اِسکو پوجا کرتے تھے یہ عبارت کھدوادی ہے۔

اِس لاٹھ کی یہ حقیقت معلوم ہوئی ہے کہ کوہ کماؤں کے پاس جو ہندوستان کے شمال میں واقع ہے یہ دو لاٹھیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور ہندو یہ بات کہتے تھے کہ یہ دونوں لاٹھیں ہمارے دیوتاؤں کی گائیں پرائیں کی لاٹھیاں ہیں۔ اِس ہی اعتقاد سے ہزاروں ہندو اسکی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی اعتقاد رکھتے تھے کہ جب یہ لاٹھیں یہاں سے اُٹھیں گی یا ٹوٹیں گی۔ جب پرلو ہوگی۔ (یعنی قیامت آجائیگی)

فیروزشاہ علیہ الرحمۃ نے یہ بات سنکر ہندوؤں کا اعتقاد باطل کرنے کو ایک لاٹھ کو توڑ ڈالا۔ اور دوسری کو یہاں لاکر لگا دیا۔ جب سے فیروزشاہ کی لاٹھ مشہور ہوگئی غرض کہ لاٹھ بھی عجائبِ روزگار سے ہے۔ ایک پتھر کی ساری تراشی ہوئی ہے اور لوگ اِس کو کورنڈ کا پتھر بتاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جتنی اوپر سے ہے اُس سے دوچند نیچے سے ہے۔ بعض تاریخ کی کتابوں میں اِس لاٹھ کا طول اٹھ گز کا لکھا ہے۔ مگر ناپ کے طریقہ سے ناپا گیا ہے تو اس کا طول اٹھ ۱۵۔ انچ۔ اور شائی دس فٹ ہے۔

اس لاٹھ کا سرا ایک طرف سے تھوڑا سا کسی صدمہ سے ٹوٹ گیا ہے خواہ بجلی سے یا گولہ لگنے سے۔ الغیب عند اللہ اور اس سے اِس میں ایک نقص پڑ گیا ہے۔

Marfat.com

فتحگڈھ کا منارہ

قابل دید عمارت ہے۔ تمام سنگ سرخ سے بنی ہوئی ہے۔ نہایت خوبصورت اور خوش منظر ہے۔ اِسکے پانچ درجے ہیں۔ چاروں طرف زینے بنے ہیں اور جانے کے لئے اندرونی زینہ قائم ہے۔ اِس کے اُوپر بیٹھ کر تمام شہر کا بخوبی نظارہ ہو سکتا ہے یہ عمارت غدر کے اُن لوگوں کی یادگار میں تعمیر ہوئی جو ۱۸۵۷ء میں مئی سے ستمبر تک مارے گئے تھے۔ اِس کے زینہ میں اجالا کثیر ہے۔ اور اُجالا اس وجہ سے ہے کہ دروازے روشندان کی جگہ بنے ہوئے ہیں۔ جس سے جانے والے کو نہایت سہولیت رہتی ہے۔ یہ بات اور میناروں میں نہیں ہے اسکی وضع طرح انگریزی ہے

گھنٹہ گھر

نہایت بلند اور خوبصورت مینارہ ہے۔ تقریباً ۱۸۶۸ء میں پچیس ہزار پانسو روپیہ کی لاگت سے سطح زمین سے چوٹی تک ایک سو اٹھائیس فٹ بلند بنکر تیار ہوا ہے۔ اس میں بہت بڑا گھنٹہ لگا ہوا ہے جو ۴۷۱۹ روپیہ کو ولایت سے خرید کر منگایا گیا ہے محصول وغیرہ میں دو سو ننانوے روپیہ تین آنے چھ پائی صرف ہوئے۔

یہ گھنٹہ چاروں طرف سے وقت بتاتا ہے اور رات کو بھی اس میں روشنی ہوتی ہے جس سے رات کو دن کے برابر وقت بتاتا ہے۔ پاؤ۔ آدھا۔ پونا تک بجاتا ہے۔ رات کو اِسکی آواز تمام شہر میں سنائی دیتی ہے۔ اور اسکے اُوپر ایک مچھلی بنی ہوئی ہے

شہر کے دروازوں کے نام

دہلی دروازہ۔ راج گھاٹ دروازہ۔ خضری دروازہ۔ نکمبود دروازہ۔ کیلہ گھاٹ دروازہ۔ لال دروازہ کشمیری دروازہ۔ بدرسو دروازہ۔ کابلی دروازہ۔ پتھر گھٹی دروازہ مسدود۔ لاہوری دروازہ اجمیری دروازہ ترکمانی دروازہ۔ تمت بالخیر بعون اللہ الملک الوہاب والیہ المرجع والمآب ٭

Marfat.com

تقریظ از منشی سعید الدین صاحب تشنہ دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ المطہرین

بیاد و نشر نگارات شہریاران سخن		کہ این کہسپہر جنابیشہ چوں بہ بست و شکست

شہر دہلی، قدیم الایام سے ہندوستان کا دارالسلطنت رہا ہے۔ اور اس زمانہ پاک میں بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اور تاجداران فرخی شکوہ و حشمت اور مہاراجگان باقتدار ہو گذرے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ پایۂ تخت میں دنیا کے اہل فن، اہل ہنر صناع۔ اہل علم۔ عالم۔ فاضل جمع ہو جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہوتی ہے کہ بادشاہ کی موجودگی سے انکی قدردانی خوب ہوتی ہے اور انکو اپنے علم و ہنر کے اظہار کا موقعہ ملتا ہے اسی وجہ سے دہلی ہمیشہ سے اہل کمال کا مرجع و ماوا رہا ہے۔ اور اس سرزمین سے وہ وہ اہل کمال پیدا ہوئے ہیں۔ جنکو زمانہ نے اپنا معلم تسلیم کیا ہے۔ اور جو آفتاب علم و ہنر ہو کر آسمان شہرت پر تابان و درخشاں ہوئے ہیں۔ آجتک تمام دنیا انکے انوار و برکات سے فیضیاب اور متمتع ہو رہی ہے۔

شاہان باعظمت و اقتدار پر نظر کیجئے تو وہ اپنے عہد میں تمام دنیا کے تاجداروں سے فائق اور برتر نظر آتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اب انکی عظمت و شان کی داستان پڑھائی جاتی ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھ سکے۔ چنگیز خان کے بعد ہلاکو خان کی للچائی ہوئی نظریں اِس طرف اُٹھیں اور ہندوستان کی دولتمندی اور زرخیزی کا حال معلوم کر کے اُسکے منہ میں پانی بھر آیا۔ مگر یہاں ناصرالدین ابن التمش کی سلطنت کا زمانہ تھا اور الغ خان جو بعد کو غیاث الدین بلبن کے نام سے فرماں روا ہوا وزیر اعظم تھا۔ اِن دونوں کی فوجی قوت اور حسن انتظام کی دھاک تمام دنیا میں بیٹھی ہوئی تھی اسلئے ہندوستان پر اُسکو حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آخر اپنے خونخوار امیروں سے مشورہ کر کے ناصرالدین کی بارگاہ میں ایک ایلچی کے ہاتھ نامہ بھیجا کہ مجکو ہندوستان کے مشہور مقامات کے دیکھنے کی بطور مہمان اجازت دیجائے اور میں دوستانہ طور پر آنا چاہتا ہوں۔ مطلب اِس سے یہ تھا کہ اگر سلطنت و انتظام میں کمزوری دیکھے تو ہندوستان میں دست درازی کرے اور اپنی حرص و آز کی تشنگی بجھائے یا قابض ہو جائے۔ جب ناصرالدین کی بارگاہ میں یہ نامہ پہنچا تو اُسنے ہندوستان میں اِس خونخوار کے آنے کو ناپسند کیا۔ اور اجازت دینے پر راضی نہ تھا مگر غیاث الدین جو اُس وقت وزیر اعظم تھا بولا "آنے دو" ہم سمجھ لیں گے اگر جواب نفی میں دیا گیا تو شاہان عالم کی نظروں میں ہماری بیوقعتی ہوگی اور دنیا بزدلی کا الزام ہمپر لگائیگی۔ یہ ننگ ہم کو گوارا نہیں ہے۔

چنانچہ جواب لکھا گیا کہ فوراً تشریف لائیے۔ خانہ خانہ شماست۔ ہلاکو خان یہ جواب پہنچتے ہی بتیس ہزار خونخوار مغلوں کو لیکر سرحد پر آ گیا۔ مگر یہاں آکر کیا دیکھتا ہے کہ بلبن تین لاکھ سپاہ جرار لئے پہلے ہی سے سرحد پر موجود ہے یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ رات بسر کی۔ صبح اُٹھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بلبن کی سپاہ نے کامل طور سے اُس کا محاصرہ کر لیا ہے اور اب اُسنے خود کو اس حالت میں دیکھا جیسے کہ چڑیا جال میں پھنس جاتی ہے۔

بلبن اِسی حالت میں اسکو لیکر دارالخلافہ دہلی میں داخل ہوا۔ اِس سفر میں کسی مغل کی مجال نہ ہوئی کہ آنکھ بھر کر کسی ہندوستانی کو دیکھتا۔

ناصرالدین نے اِس ایشیا کے اُلٹ دینے والے شہنشاہ کا استقبال فرش تک جا کر

Marfat.com

استقبال کیا۔ اور چند روز شاہانہ کرو فر سے مہمان رکھکر اور ہندوستان کے مشہور و نامی مقامات کی سیر کرا کر اسی محصوری کی حالت میں حدود ہندوستان سے باہر کر دیا۔ بلبن کا سرحد پر شاہانہ جلال سے اُس کا استقبال کرنا۔ اور ان خونخوار جنگجو مغلوں کو ہندوستان میں مہمان رکھ کر بخیر و خوبی ملک سے باہر کر دینا، اور کسی ناگوار واقعہ کا پیش نہ آنا۔ تاریخ میں ایک عظیم الشان بات سمجھی جاتی ہے۔ اور اس سے ناصر الدین التمش اور بلبن کی شان اقتدار ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اپنے وقت میں کس شان اور جبروت کے شہنشاہ تھے اور انگریزوں نے اردو تاریخوں میں اُنکو کس انداز سے ظاہر کیا ہے۔

تمام قومیں اپنے گذشتہ بزرگوں کی تعظیم کرتی ہیں اور اُنکے نیک نام کے قائم رکھنے کے لئے یادگاریں بناتی ہیں۔ مگر مسلمانوں کی ذہنیت کو دیکھئے کہ اسی ناصر الدین جیسے نیکذات اور باجاہ و جلال شہنشاہ کی قبر کو ایک پاک اعتقاد غیر مقلد مسلمان نے جوش مذہبی میں آکر رات کے وقت چوری سے جاکر مسمار کر ڈالا۔ اس خیال سے کہ اونچی اور پختہ قبریں بنانی خلاف شریعت ہیں (یہ واقعہ ابھی چند سال گذشتہ کا ہے) اسی پر بس نہ کی اسی طرح رات کو مخدوم حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی کے مزار مبارک کے پتھر اکھیڑ ڈالے۔ یہ مزارات پرانوار تو پہلے سے بھی بہتر از سر نو بن گئے۔ مگر اس واقعہ سے مسلمانوں کی از حد جہالت ظاہر ہوتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے کارناموں اور اُنکی پر جلال شان سے ناواقف ہیں۔

غرض ایسے ایسے شہنشاہ اور سیکڑوں بزرگان دین۔ اور علماء و فضلاء اس خاک پاک دہلی میں آسودہ ہیں۔ مگر ہندوستان کے لوگ اُنکے حالات سے واقف نہ اور اسی ناواقفیت کی وجہ سے اُنکی عظمت جیسے کہ ہونی چاہئے اُنکے دلوں میں نہیں بات تو یہ ہے کہ اُنکو اپنی بھی خبر نہیں کہ وہ کون ہیں اور کس کان سے جواہر لعل مایہ ہیں اور کس بحر و بر کے خوش آب موتی ہیں؟

دہلی بانیش خواجہ کی چوکھٹ کو بلا فی ہے۔ اور اس سے مراد بانیس چہیدہ اور

Marfat.com

بزرگ پیدا ہوئے جنہوں نے ہندوستان کی بڑی بڑی خدمتیں انجام دیں۔ اور ہندوستان کی تاریخ میں ایک بڑا نام پیدا کیا۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک گلدستہ کی طرح باہم جوڑ دیا۔ اور وہ ہندوستان کے مشہور تعلقات کے ساتھ